لطائفِ نفیسہ در فضائل اویسیہ کا ترجمہ

# تاجدارِ یمن

# خواجہ اویس قرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تالیف

## الشیخ احمد بن محمود اویسی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

پروفیسر خورشید حسین بخاری ٭ ملک ظفر اقبال ایم اے ایم ایڈ

Marfat.com

13

لطائفِ نفیسہ درفضائل اویسیہ کا ترجمہ

# تاجدارِ یمن

# خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سید التابعین حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات، ملفوظات، روحانی کمالات اور سلسلہ اویسیہ کے نظام فکر و عمل کے متعلق نادر معلومات پر مشتمل اردو ادب میں پہلی گراں قدر تالیف


تالیف:

## الشیخ احمد بن محمود اویسی
رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ
- پروفیسر خورشید حسین بخاری
- ملک ظفر اقبال۔ ایم اے ایم ایڈ

بحسنِ سعی
- خواجہ نور الزمان اویسی
چینڈ پور شریف ضلع ننکانہ

تدوین و تقدیم

## پروفیسر محمد نصر اللہ معینی



## زاویہ پبلشرز
C-8 (محی الدین بلڈنگ) داتا دربار مارکیٹ۔ لاہور
فون: 042-7248657
موبائل: 0300-9467047 - 0300-4505466
Email: zaviapublishers@yahoo.com



Marfat.com

زاویہ پبلشرز

جملہ حقوق محفوظ ہیں

98099

2010

بار اول.................................1000

ہدیہ..................................150 روپے

زیر اہتمام..................................نجابت علی تارڑ

**لیگل ایڈوائزرز**
محمد کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300880039
رائے صلاح الدین کھرل ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 03007842176

**ملنے کے پتے**

| | |
|---|---|
| کتاب گھر، کمیٹی چوک، راولپنڈی | 051-5552929 |
| اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی | 051-5536111 |
| احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی | 051-5558320 |
| مکتبہ قادریہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی | 0213-4944672 |
| مکتبہ برکات المدینہ، بہادر آباد کراچی | 0213-4219324 |
| مکتبہ رضویہ، آرام باغ، کراچی | 0213-2216464 |
| حنفیہ پارک پبلی کیشنز، کھارادر، کراچی | |
| مکتبہ سخی سلطان، حیدر آباد | 0321-3025510 |
| مکتبہ قادریہ، سرکلر روڈ، گوجرانوالہ | 055-4237699 |
| مکتبہ قادریہ، داتا دربار مارکیٹ لاہور | 0423-7226193 |
| کتب خانہ حاجی مشتاق احمد، ملتان | 061-4545486 |

Marfat.com

# فہرست

| | |
|---|---|
| **آغاز سخن** | 8 |
| **لطائف نفیسہ فی فضائلِ اویسیہ** | 29 |
| **سخن لطیف**1: | 35 |
| (حضرت خواجہ اویس قرنی کے آباد اجداد اور ان کے مسکن کے بارے میں تحقیق) | 35 |
| **سخن لطیف**2: | 39 |
| حضرت خواجہ اویس قرنیؒ کا حلیۂ مبارک | 39 |
| **سخن لطیف**3: | 43 |
| حضرت خواجہؒ کے خورد و نوش، لباس و پوشاک اور معاش کے بارے میں | 43 |
| **سخن لطیف**4: | 47 |
| حضرت خواجہ اویس قرنیؒ کے تابعین اور جملہ صالحین پر فضیلت اور بزرگی | 47 |
| **سخن لطیف** 5: | 55 |
| حضرت اویس قرنیؒ اور شرف صحابیت | 55 |
| **سخن لطیف**6: | 59 |
| رسول ﷺ سے خواجہ اویسؒ کے دور رہنے کے اسباب | 59 |
| **سخن لطیف**7: | 71 |
| حضرت اویس قرنیؒ کا پوشیدہ رہنا | 71 |
| **سخن لطیف** 8: | 78 |
| حضرت اویس قرنیؒ سے اکتساب فیض | 78 |
| **سخن لطیف**9: | 79 |
| حدیث ''نفس الرحمٰن'' کے معنی اور مراد | 79 |
| **سخن لطیف**10: | 83 |
| رسول کریم ﷺ کی ملاقات کیلئے خواجہؒ کی روانگی | 83 |
| **سخن لطیف**11: | 86 |
| حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ کے ساتھ ملاقات | 86 |
| **سخن لطیف**12: | 102 |

Marfat.com

| | |
|---|---|
| بزرگی وجلالت خواجہ اویس قرنیؒ | 102 |
| **سخن لطیف**13: | 110 |
| ہرم بن حبان کی ملاقات | 110 |
| **سخن لطیف** 14: | 114 |
| مناقب حضرت ہرم بن حبان | 114 |
| **بیان لطیف** 15: | 116 |
| حضرت خواجہؒ کے فضائل ومناقب | 116 |
| **سخن لطیف** 16: | 119 |
| حضرت خواجہؒ کی نصائح | 119 |
| **سخن لطیف**17: | 135 |
| حکایات خواجہ اویس قرنیؒ | 135 |
| **سخن لطیف**18: | 140 |
| حضرت خواجہؒ کی ولایت باطنیہ | 140 |
| **سخن لطیف** 19: | 145 |
| حضرت خواجہ اویسؒ کی مسکینی اور فقر | 145 |
| **سخن لطیف**20: | 150 |
| حضرت خواجہ اویس قرنیؒ کا سلسلہ طریقت | 150 |
| **سخن لطیف** 21: | 161 |
| خرقہ اور دانت شکنی کا بیان | 161 |
| **سخن لطیف** 22: | 169 |
| سلسلہ اویسیہ کے سات بنیادی اعمال | 169 |
| **سخن لطیف** 23: | 201 |
| **سخن لطیف**24: | 204 |
| تحقیق وفات حضرت خواجہ اویس قرنیؒ | 204 |
| **سخن لطیف** 25: | 214 |
| خاتمہ کتاب | 216 |
| مآخذ | 221 |

Marfat.com

# دیباچہ

اہل اللہ کی تعلیمات ہمیشہ سے مسلمانوں کیلئے رہنمائی کا ذریعہ رہی ہیں۔ محبت الٰہی اور محبت رسول کی دولت کا حصول بھی اسی ذریعہ سے ہی ممکن رہا ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''لطائف نفیسہ فی فضائل اویسیہ'' سید التابعین حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی پر مشتمل بزبان فارسی میرے جد اعلیٰ حضرت خواجہ نور الحسن صاحب اویسی تارک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی ملی جسے خواجہ احمد بن محمود رحمۃ اللہ علیہ نے تالیف کیا تھا۔

ان کے وصال کے تقریباً ۱۰۰ سال بعد آپ کا چھوڑا ہوا علمی ورثہ اور عالیشان کتب خانہ، قدیم دینی درسگاہ و دیگر ذمہ داریاں جب مجھے سونپی گئیں اس کے بعد الحمد اللہ آپ کے قلمی شاہکار کلیات (عارفانہ کلام) اور حضرت خواجہ اویس قرنیؓ کے سات کلمات کی شرح (فیضان اویس) زاویہ پبلشرز سے شائع ہو چکی ہے جبکہ تفسیر نور الواعظین بھی انشاء اللہ جلد ہی ترجمہ ہو کر اوز اشاعت کے مراحل سے گزر کر اہل محبت تک پہنچ جائے گی۔

زیرِ نظر کتاب کا ترجمہ کرنے اور اسکو چھاپنے کا پروگرام بنا تو اپنے مہربان دوست جناب پروفیسر محمد نصر اللہ معینی صاحب سے بات کی۔ ان کی کوشش سے ہی محترم جناب خورشید بخاری صاحب سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج سانگلہ ہل سے گزارش کی گئی۔ وہ اپنی مصروفیات کی وجہ سے بصد مشکل تقریباً ایک تہائی کتاب کا ترجمہ کر پائے کہ ان کا وصال ہو گیا۔ اس کے بعد جناب محترم ظفر اقبال ملک صاحب سے یہ کام مکمل کرایا گیا جس کی تدوین، نظر ثانی اور مقدمہ کی ذمہ داری محترم جناب پروفیسر نصر اللہ معینی صاحب

Marfat.com

نے نبھائی۔

یہ کتاب اتنی جلدی چھپ کر اہلِ محبت اور عاشقانِ اہل اللہ بالخصوص عاشقان عاشقِ رسول حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ تک نہ پہنچ پاتی جب تک کہ محترم جناب نجابت علی تارڑ صاحب زاویہ پبلشرز لاہور کی کوشش اور معاونت شامل نہ ہوتی اگر چہ اس کتاب کے پہلے بھی مختلف تراجم مارکیٹ میں موجود ہیں لیکن وہ مشکل ہونے کی بناپر قاری کتاب سے جلدی اکتاہٹ محسوس کرنے لگتا ہے۔

لیکن انشاء اللہ یہ کتاب قاری کو وادیٔ عشق رسول اور محبت کی کیفیتوں سے گزارے گی۔

زاویہ پبلشرز نے تصوف پر کتب شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔انہوں نے اب تک اولیاء کاملین اور ان کے سلاسل کے بارے میں بے شمار کتب شائع کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔اللہ پاک جناب نجابت علی تارڑ صاحب زاویہ پبلشرز، محترم جناب خورشید بخاری صاحب، جناب ملک ظفر اقبال صاحب، پروفیسر محمد نصر اللہ معینی صاحب و دیگر احباب جو کہ اس بابرکت کام میں شریک رہے سب کو برکتوں اور سعادتوں سے نوازے اور جن خوش نصیبوں کی شفاعت حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا سے ہونی ہے ان میں ہم سب کو بھی شامل فرمائے۔آمین۔

خواجہ نور الزمان اویسی المعروف چن پیر
سجادہ نشین آستانہ اویسیہ چینڈ پور شریف
موڑ کھنڈا، ضلع ننکانہ صاحب
۱۷ مئی ۲۰۰۵ء بروز منگل

Marfat.com

# نعت

گل از رُخت آموختہ نازک بدَنی را
بُلبُل زِتو آموختہ شیریں سخنی را
ہر کس کہ لبِ لال تُرا دید بہ دل گفت
حقا کہ چہ خوش کندہ عقیق یمنی را
خیاطِ ازل دوختہ برقامتِ زیبا
در قدِ تو ایں جامۂ سروِ چمنی را
در عشقِ تو دندان شکست اَست بہ الفت
تو جامہ رسایند اویس قرنی را
از جامیِ بے چارہ رسانید سلامے
بہ درگہِ دربارِ رسول مدنی را

(حضرت مولانا جامیؒ)

☆......☆......☆

Marfat.com

# آغاز سخن

یمن کے ایک شہر میں بوسیدہ لباس میں کوئی مستانہ وار جا رہا ہے۔ شہر کے آوارہ بچے اس کے پیچھے تالیاں بجاتے اور آوازے کستے چلے آ رہے ہیں چند بچوں نے کنکر بھی مارنا شروع کر دیئے ہیں لیکن حیرت ہے کہ یہ فقیر کنکریاں مارنے والوں کو نہ روکتا ہے نہ ٹوکتا ہے۔ مسکراتے اور زیرِ لب گنگناتے وہ اپنی دھن میں چلا جا رہا ہے۔ اچانک کسی جانب سے ایک بڑا پتھر اس کے سر سے آٹکراتا ہے۔ زخم سے خون کی ایک پتلی سی لکیر جب پیشانی کو عبور کرنے لگتی ہے تو وہ رک جاتا ہے۔ پھر پتھر مارنے والے بچوں کی طرف رخ کر کے کہتا ہے۔

میرے بچو بڑے پتھر نہ مارو چھوٹی کنکریاں مار کر دل بہلاتے رہو۔ ''بس فقیر سائیں ایک ہی پتھر سے نشہ اتر گیا''۔ ایک منہ پھٹ لڑکا آگے بڑھتے ہوئے کہتا ہے۔

نہیں میرے بیٹے ایسی کوئی بات نہیں۔ میں چاہتا ہوں تمہارا شغل جاری رہے اور میرا کام بھی چلتا رہے۔ کنکریوں سے خون نہیں بہتا۔ پتھر لگنے سے خون بہنے لگتا ہے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور بغیر وضو کے میں اپنے محبوب کے سامنے سجدہ ریز نہیں ہو سکتا۔

یمن کے شہر قرن میں ایک کوچے سے گزرنے والے یہ درویش عشق و مستی کی سلطنت کے بادشاہ حضرت خواجہ اویس قرنیؓ تھے۔ کعبۂ محبت کا طواف کرنے والوں

Marfat.com

کا جب بھی ذکر چھڑے گا حضرت خواجہ اویس قرنیؓ کا اسم گرامی سرفہرست رہے گا۔

حضرت خواجہ پر ہر وقت سکر اور مستی کی ایک کیفیت طاری رہتی تھی جس کی وجہ سے عوام الناس آپ کو مجنون تصور کرتے، لوگ مذاق اڑاتے اور بچے پتھر مارتے چنانچہ آپ کی ولایت اور محبوبیت کا حال لوگوں سے پوشیدہ رہا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں آپ کی ولایت کے اخفا کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ مستجاب الدعوات تھے۔ چونکہ ایسے لوگوں کی خدمت میں ہر نیک و بد شخص دعا کا طالب ہوتا ہے اور جمالی اولیاء اللہ کسی کو انکار نہیں کر سکتے یہ ممکن نہ تھا کہ نیک کیلئے دعا کرتے اور بروں کو نظر انداز کر دیتے چونکہ یہ بات حکمت الٰہی کے خلاف تھی اس لئے ان کا حال مستور رہا۔

## حضور سرورِ کائناتؐ سے کمال محبت:

اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ اویس قرنیؓ کو فطرت سلیمہ اور طبع صالح عطا فرمائی تھی جونہی آپ کے کانوں تک نبی آخر الزماں ﷺ کی بعثت کی خبر پہنچی تو دل نے فوراً صداقت کی گواہی دی اور آپ نے اسلام قبول کر لیا پھر تاجدارِ مدینہ ﷺ کے اخلاق حسنہ اور اوصاف حمیدہ سن کر آپ کے دل میں چراغ محبت فروزاں ہو گیا۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کیں دولت از گفتار خیزد

یعنی عشق صرف دیدار سے ہی نہیں پیدا ہوتا، بعض دفعہ محبوب کی باتیں سننے سے بھی آتشِ عشق بھڑک اٹھتی ہے حضرت خواجہ کے من میں یہ آگ ایسے بھڑکی کہ اس

Marfat.com

نے دنیا و مافیہا سے بے نیاز کر دیا۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

آپ پر ہر وقت وارفتگی کی حالت طاری رہتی لیکن اس سکر و مستی کے باوجود خودداری کا عالم یہ تھا کہ کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرتے شتر بانی اور گھٹلیاں چن کر گزر اوقات کرتے فجر کی نماز کے بعد اونٹ لے کر شہر سے باہر نکل جاتے اور رات کو واپس لوٹتے۔

حضرت خواجہ اویس قرنیؓ تابعین میں شمار ہوتے ہیں بلکہ کتابوں میں آپ کو سید التابعین اور خیر التابعین کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ آپ کو سرورِ دو عالم ﷺ کی ظاہری مجلس نصیب نہ ہو سکی اس لئے صحابیت کا درجہ نہ پا سکے روایات میں ہے کہ آپ کی والدہ ضعیف و ناتواں تھیں چلنے پھرنے سے معذور تھیں۔ انہیں چھوڑ کر طویل سفر پر روانہ نہ ہو سکتے تھے۔ اس لئے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر نہ ہو سکے لیکن حقیقت یہ ہے کہ مقام رضا اور مقام محبوبیت پر فائز ہونے والے اولیا کیلئے بعد مکانی اور بعد زمانی کوئی حیثیت نہیں رکھتا چنانچہ یہ لوگ حضوری کی لذت سے سرفراز ہوتے ہیں بقول شاعر

گر در یمنی، با منی، پیش منی
ور بے منی، پیش منی در یمنی

ترجمہ: اگر تو یمن میں رہتا ہے اور تیرا قلبی تعلق میرے ساتھ جڑا ہوا ہے تو تُو میرا ہم نشین ہے۔ اور اگر میرے سامنے بھی بیٹھا ہے لیکن تعلق قلبی استوار نہیں تو میرے لئے یمن میں بیٹھا ہوا ہے۔

Marfat.com

یہی وجہ ہے کہ ابو جہل قریب رہ کر بھی دور رہا اور حضرت خواجہ اویس قرنیؓ یمن میں رہتے ہوئے بھی دیدار اور حضوری کی لذت سے سرشار رہے۔

تذکرۃ الاولیاء میں یہ روایت درج ہے کہ صحابہ کرامؓ کے استفسار پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''چشم ظاہری کی بجائے چشمِ باطن سے انہیں (حضرت اویسؓ کو) میرے دیدار کی سعادت حاصل ہے۔

محبوب کائنات ﷺ نے حضرت خواجہ اویس قرنیؓ کی والہانہ محبت اور عاشقانہ اداؤں کو سنا تو تحسین فرمائی روایات میں ہے کہ محبوب خدا ﷺ کبھی کبھی فرط محبت میں اپنے پیراہن کے بند کھول کر یمن کی طرف رُخ کر کے فرماتے۔

**انی لاجد نفس الرحمان من قبل الیمن.** مجھے یمن کی طرف سے رحمت کی خوشبو آ رہی ہے۔

یہ اویس قرنیؓ ہی تھے جن کی بدولت یمن سے نسیم رحمت فضاؤں کو معطر کرتی تھی۔

چنانچہ مولانا جامی اسے شعر کے قالب میں یوں بیان کرتے ہیں۔

بوئے جاں می آید از سوئے یمن

از دمِ جاں پرور اویسِ قرن

مسلم شریف کی روایت ہے کہ، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھ سے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر! یمن کی طرف سے ایک شخص آئے گا جس کا نام اویس ہوگا اس کے جسم پر پھلبہری کے داغ ہوں گے صرف ایک داغ درہم کے برابر رہ جائے گا۔ اس کی والدہ بھی ہین جن کا وہ بے حد خدمتگار ہے اس کی شان یہ ہے کہ جب بھی وہ اللہ کی قسم کھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے پورا کر دیتا ہے۔

Marfat.com

تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ کے وصال کا زمانہ قریب آیا تو صحابہؓ نے دریافت کیا کہ آپ کا مرقع (گدڑی) کس کو دیا جائے فرمایا اویس قرنی کو۔

چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علیؓ المرتضٰی نے تلاش بسیار کے بعد حضرت اویس قرنیؓ کا پتہ معلوم کرلیا۔ حضرت خواجہ اویس قرنی کے قبیلے کے ہی ایک آدمی نے کہا وہ تو پاگل اور دیوانہ ہے۔ وہ اس لائق نہیں کہ خلیفہ وقت ان سے ملاقات کرے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہم اسی سے ملنا چاہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ وہ اونٹ چرانے جنگل کی طرف نکل گئے ہیں۔ دونوں صحابیؓ جب وہاں پہنچے تو وہ نفل نماز ادا کر رہے تھے۔ آہٹ پا کر حضرت اویس قرنیؓ نے نماز مختصر کر دی۔ حضرت عمرؓ نے آپ کے ہاتھ پر برص کی علامت دیکھ کر پہچان لیا۔ اور ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور فرمایا رسول کریم ﷺ نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔ اور فرمایا ہے میری امت کے لئے دعا کریں۔ نیز فرمایا حضور ﷺ نے آپ کیلئے پیراہن مبارک بھی بھیجا ہے۔ حضرت خواجہ اویس قرنیؓ نے نہایت تعظیم وتکریم سے وہ پیراہن مبارک لے کر اپنے سر پر رکھ لیا۔ اور پھر ان مہمانوں سے الگ ہو کر اللہ کی بارگاہ میں پیراہن مبارک کے وسیلے سے دعا کی۔ اور حضور ﷺ کی امت کی بخشش کے لئے دعا کرتے رہے جب تک آپ کے دل پر قبولیت دعا کا الہام نہ ہو گیا۔ اللہ تعالٰی نے قبیلہ مضر اور ربیعہ کی بکریوں کی تعداد کے برابر امت محمد ﷺ کو بخشنے کا وعدہ فرمایا۔

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق حضرت اویس قرنیؓ حضرت علیؓ المرتضٰی کے دورِ خلافت میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت علیؓ کے دستِ مبارک پر بیعت کی، ان کی طرف سے جنگ

Marfat.com

صفین میں حصہ لیا اور جام شہادت نوش کیا۔

## سیرت خواجہ اویس قرنیؓ:

آپ اکثر روزے سے رہتے افطار کیلئے درختوں سے گری پڑی کھجوریں اٹھا لیتے یہی آپ کی خوراک تھی بچ جانے والی کھجوروں کو صدقہ کر دیتے۔ آپ کوڑے کے ڈھیر سے چیتھڑے اٹھا کر لاتے دھو کر اور پاک صاف کرنے کے بعد انہیں جوڑ کر سی لیتے اور اس سے پیراہن تیار کر لیتے اس وضع قطع دیکھ کر بچے آپ پر ہنستے، آوازے کستے اور پتھر مارتے تھے۔ لیکن آپ صبر واستقامت کا ایک پہاڑ تھے۔ قطعاً ناراض نہ ہوتے۔ غیرت اور خوداری کا یہ عالم تھا کہ معاشی طور پر کبھی کسی پر بوجھ نہ بنے۔ شتربانی کے ذریعے رزق حلال کما کر کھاتے۔

حضرت خواجہ اویس قرنیؓ شہرت اور نام و نمود سے کنارہ کش رہتے۔ اور مستور رہنے کی کوشش کرتے۔ والدہ کے وصال کے بعد حالت یہ تھی کہ اگر ایک جگہ آپ کے روحانی مقامات اور کمالات کا دنیا کو پتہ چل جاتا تو وہاں سے نقل مکانی کر جاتے۔ اور چھپتے پھرتے آپ اس حدیث قدسی کا مصداق تھے۔

**اولیائِی تحتَ قبائِی لا یعرفھم غیری.** میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں جنہیں میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔

کیمیائے سعادت میں ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی بعض راتیں رکوع میں اور بعض سجدے میں گزار دیتے اور فرماتے یہ رات رکوع والی ہے اور یہ رات سجدے والی۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت اس قدر قوت آپ میں کیسے آگئی کہ اتنی لمبی راتیں رکوع

Marfat.com

اور سجدے میں گزار دیتے ہیں۔ فرمایا کاش ازل تا ابد ایک ہی رات ہوتی جو میں رکوع اور سجدے میں گزار دیتا۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اتنے فضائل کی حامل شخصیت سے صدرِ اول کے لوگوں کا بے خبر رہنا ممکن نہیں ورنہ روایات میں بکثرت ان کا ذکر ہوتا۔ جبکہ امر واقع یہ ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کی ملاقات کے علاوہ کسی اور صحابی کی ملاقات کا ذکر نہیں ملتا۔

حقیقت یہ ہے کہ خیر التابعین حضرت خواجہ اویس قرنیؓ کا ذکر کتب احادیث وطبقات رجال اور کتب صالحین میں اس کثرت اور تواتر سے ملتا ہے کہ انہیں ایک فرضی شخصیت قرار دینے کا دعویٰ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

حدیث شریف کی مستند ترین کتاب صحیح مسلم شریف میں آپ کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ مسند امام احمد بن حنبل، دلائل بیہقی، مسند ابویعلیٰ اور مستدرک حاکم جیسی احادیث کی مستند کتابوں میں حضرت خواجہ اویس قرنی کا تذکرہ بیان ہونا ان کے وجود کے فرضی ہونے کی نفی کرتا ہے۔

طبقات کی جن کتابوں میں آپ کا ذکر ملتا ہے ان میں طبقات ابن سعد، امام عبدالوہاب شعرانی کی الطبقات الکبری، ابونعیم اصفہانی کی حلیہ الاولیاء نیز تاریخ ابن عساکر، تہذیب التہذیب، لسان المیزان اور میزان الاعتدال وغیرہ میں آپ کے احوال ملتے ہیں۔

کتب اولیاء میں حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی کشف المحجوب، حضرت شیخ فریدالدین عطار کی تذکرۃ الاولیاء، حضرت نوراللہ شوستری کی مجالس المومنین

Marfat.com

خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ بلکہ اولیاء کاملین کے تذکروں پر مشتمل کوئی کتاب اقلیم عشق کے تاجدار حضرت خواجہ اویس قرنی کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔

حیرت کی بات ہے کہ حضرت کے احوال و آثار اور فضائل و مناقب اس قدر کثرت اور تواتر سے مذکور ہونے کے باوجود بعض لوگ آپ کی شخصیت کے منکر ہیں یہ لوگ اپنے دعویٰ میں بعض ان روایات کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں جو بہت کمزور ہیں اور جن میں باہم تضاد پایا جاتا ہے۔

چونکہ حضرت خواجہ اویس قرنی دنیا کی نظروں سے چھپتے پھرے اور بعض خواص کے علاوہ اہل قرن بھی ان سے واقف نہیں تھے اور جو جانتے تھے وہ بھی انہیں صرف ایک دیوانہ ہی تصور کرتے رہے۔ اس لئے اگر اس دور کے بعض اہل علم نے ان کے بارے عدم واقفیت کا اظہار کیا ہو تو تعجب کی بات نہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا ایک قول ہے کہ "اگر کوئی چیز کسی کے ہاں پایۂ ثبوت کو نہ پہنچی ہو تو یہ ضروری نہیں کہ دوسروں کو بھی اس کا علم نہ ہو"۔

(رسائل و مکاتیب رسالہ دہم بحوالہ "لطائف نفیسہ فی فضائل اویسیہ")

ملک عزیز کے نامور محقق اور ادیب ڈاکٹر ایم ایس ناز حضرت خواجہ اویس قرنی سے صدر اوّل کے اکثر علماء کی بےخبری پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> "اصولاً ہر زمانے میں ان ہی اشخاص کے حالات و واقعات لوگوں کے علم میں آتے ہیں جو کسی حیثیت سے نمایاں ہوں۔ شہرت کو ناپسند کرنے والے عزلت نشینوں کے بارے میں ایک عرصہ تک اہل قلم تک کو واقفیت نہیں ہوتی۔ اور اس کا ایک واضح

Marfat.com

ثبوت صحابہ کرام کا دور ہے۔خود صحابہ کرام کے متعلق یہ دعویٰ محال ہے کہ یہ صحابی سے اس عہد کے لوگ آگاہ تھے یا ان کے تمام حالات و واقعات احاطہ تحریر میں لائے گئے۔آج صرف انہیں صحابہ کے حالات بقدر سعی و جستجو معلوم ہیں۔جنہوں نے کوئی علمی یا عملی کارنامہ سرانجام دیتے یا سلسلہ روایت میں جن کا کہیں نام آگیا۔بعض کے صرف نام ہی معلوم ہیں اور یہی صورت حال مدّت مدید تک حضرت اویس قرنیؓ ایسے گوشہ نشین تابعی کے ذکرو اذکار سے متعلق رہی اس لئے ان کی شخصیت کے متعلق شک پیدا کرنے والی روایات بنظر تحقیق مشتبہ قرار دی جاسکتی ہیں''۔

ڈاکٹر ایم ایس ناز کے مطابق ان روایات کی کوئی سند نہیں دی گئی۔اور یہ بات محدثانہ اصول کے خلاف ہے چنانچہ ایسی تمام رویات ساقط الاعتبار اور نا قابل رستناد ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ حضرت خواجہ اویس قرنیؓ کی ولایت کے اخفا کی وجہ کیا تھی اور آپ دورِ صحابہ میں کیوں مستورالحال رہے؟ تو اس کا ایک جواب تو وہی ہے جو ملا علی قاریؒ نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں بیان فرمایا کہ چونکہ حضرت خواجہ مستجاب الدّعوات تھے (اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کو ان کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کرانے کی تلقین فرمائی تھی نیز ان کے بارے فرمایا تھا کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو قسم اٹھادیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرمادیتا ہے۔معینی) چونکہ ایسے لوگوں کی خدمت میں ہر نیک و بد اور مجرم بھی دعا کا طالب ہوتا ہے اور یہ جمالی

Marfat.com

مردانِ خدا کسی کو انکار نہیں کر سکتے یہ ممکن نہ تھا کہ نیک کیلئے دعا کرتے اور دوسروں کو نظر انداز کر دیتے۔ چونکہ یہ بات حکمت الٰہی کے خلاف تھی اس لئے ان کا حال پوشیدہ رہا۔

(۲) دوسری وجہ مستور رہنے کی مولف لطائف نفیسیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اولیاء کی ایک جماعت کا اپنے آپ کو چھپانا اس غیرت کی وجہ سے ہوتا ہے جو محبّ کو اپنے محبوب کے بارے ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت محی الدین ابن عربیؒ کتاب فتوحات میں لکھتے ہیں۔

''طائفہ محبان میں غیرت بہت زیادہ ہوتی ہے اس لئے وہ بسببِ
غیرت چھپے ہوئے ہوتے ہیں کیونکہ غیرت محبت کا ایک وصف
ہے چنانچہ یہ لوگ اپنے محبّ ہونے کو ظاہر نہیں ہونے دیتے''۔

(۳) حضرت خواجہ اویس قرنیؓ حضور نبی کریم ﷺ کے دور میں رجال الغیب میں شامل تھے اور یہ لوگ مستور ہوتے ہیں چنانچہ حضرت ملاّ علی قاری معدن العدنی میں لکھتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ حضور ﷺ کے عہد میں قطب ابدال حضرت اویسؓ تھے کیونکہ وہ مخفی الحال تھے امام یافعی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت شدہ رشک و غیرت کی وجہ سے قطب ابدال لازماً مستور الحال ہوتا ہے انہیں کے بارے میں حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ **اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری.** (لطائف نفیسہ)

## حضرت خواجہ کی دندان شکنی:

حضرت خواجہ اویس قرنیؓ نے اگرچہ بظاہر حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضری نہیں دی تھی تاہم حضور ﷺ کے عشق میں فنائیت کے مقام پر فائز تھے۔ ایک روایت ہے کہ غزوہ احد میں سرکار دو عالم ﷺ کے دندان مبارک کی شہادت کی خبر ملی تو

Marfat.com

آپ نے بھی اپنا ایک دانت توڑ دیا پھر خیال گزرا کہ پتہ نہیں آقا علیہ السلام کا کونسا دانت مبارک شہید ہوا ہو۔ لہٰذا ایک ایک کر کے اپنے سارے دانت توڑ لیے۔

اس پر بعض اہلِ علم کو اعتراض ہے کہ اسلام خود اذیتی کی کب اجازت دیتا ہے؟ چونکہ دانت اس کی نعمت ہیں اُس لئے انہیں توڑ دینا کفرانِ نعمت ہے۔ یہی وجہ ہے صحابہ کرام سے ایسا کوئی فعل سرزد نہیں ہوا۔

یہ اعتراض دراصل انسانی کیفیت اور ان کے احکام کی طرف توجہ نہ دینے کی بنا پر پیدا ہوتا ہے۔

انسان کی دو کیفیتیں ہیں۔

حالت صحو:

ہوشیاری اور بیداری کی کیفیت اس میں حواس خمسہ اور عقل مکمل طور پر کام کر رہی ہوتی ہے اس حالت میں شرع کے تمام احکام اس پر لاگو ہوتے ہیں۔

حالت سکر:

یہ مستی اور بے خودی کی کیفیت ہے۔ اس میں انسان از خود رفتہ ہو جاتا ہے۔ اسے تن بدن کا ہوش نہیں رہتا جس طرح کسی جنگ میں ایک تیر حضرت علی شیرِ خداؓ کے جسم میں پیوست ہو گیا۔ تکلیف کی شدت کے پیش نظر تیر نکالنا دشوار ہو گیا۔ لیکن یہی تیر نماز کی حالت میں بآسانی نکال لیا گیا اور آپ نے جنبش تک نہ کی۔ وجہ ظاہر ہے کہ محبوب حقیقی کی محبت میں تن بدن کا ہوش نہیں رہتا تھا۔

ایسی مستی کی کیفیات میں انسان مرفوع القلم ہوتا ہے۔ لہٰذا اس پر حالت صحو

Marfat.com

والے احکام نافذ نہیں ہو سکتے۔

مغلوب الحال وفانی الصفت معذور باشد — یعنی مغلوب الحال اور فانی صفت لوگ
ایں چنیں کسے لا عاصی نہ تواں گفت۔ — معذور شمار ہوتے ہیں۔ ایسے شخص کو
خطا کار نہیں کیا جا سکتا۔

(۲) اس کتاب لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ میں کتاب شرعۃ الاسلام کے حوالے سے ایک اور واقعہ درج کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دانت آپ نے خود نہیں توڑے بلکہ خود بخود ٹوٹ گئے۔ واقعہ یوں بیان کی گیا ہے کہ ایک بزرگ کے مرید خانقاہ کے باہر حضرت خواجہ اویس قرنیؓ کی دندان شکنی کے متعلق گفتگو کر رہے تھے کچھ دیر بعد بزرگ موصوف نے اپنے ان مریدوں کو اندر بلا کر فرمایا۔ تم جب خواجہؒ کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے اس وقت حضرت خواجہ تشریف فرما تھے میں نے اس واقعہ کی آپ سے تصدیق چاہی تو آپ نے فرمایا میرے دانت ہاتھ لگائے بغیر ہی ٹوٹ گئے تھے۔ مصنف کتاب علامہ محمود بن احمد اس پر لکھتے ہیں کہ یہ اعجاز تھا اس تعلق خاص اور عشق کامل کا جو حضرت خواجہ اویس قرنیؓ کو حضور علیہ السلام سے تھا جب دونوں میں محبت کمال درجہ پر پہنچتی ہے تو محبّ پر محبوب کی تمام کیفیات طاری ہو جاتی ہیں۔ ایسے حالات عاشقان صادق کے اکثر ظہور پذیر ہوتے ہیں حضرت مولانا جامیؒ نے مجنون کی ایک حکایت بیان فرمائی ہے۔

Marfat.com

شنید ستم کہ روزے کرد لیلیٰ
بقصد فصد سوئے نیش میلے
چون زد لیلیٰ نیش از پے خون
بوادی رفت خون از دست مجنوں

ترجمہ: یعنی میں نے سنا کہ ایک روز لیلیٰ نے اپنا فصد کھولنے کیلئے نشتر ہاتھ میں لیا جیسے ہی لیلیٰ نے خون نکالنے کیلئے نشتر چلایا تو جنگل میں بیٹھے مجنوں کے ہاتھ سے خون جاری ہو گیا۔

اس واقعہ پر معترضین کہہ سکتے ہیں کہ کیا دیگر صحابہ کرام خصوصاً اصحاب اربعہ کو حضور نبی کریم ﷺ سے کمال عشق نہیں تھا۔ اگر تھا اور یقیناً تھا تو پھر یہی صورت حال انہیں پیش کیوں نہ آئی اور محبوب علیہ السلام کی کیفیت (دندان شکنی کی) ان پر طاری کیوں نہ ہوئی؟

اس کا جواب وہی ہے جو صحابہ کرام کے فضائل و مناقب کے باب میں دیا جاتا ہے۔ کہ کسی ایک صحابی کی فضیلت سے دوسرے کی فضیلت کی نفی نہیں ہوتی۔ البتہ ہر کسی میں حضور ﷺ کے ساتھ نسبت و تعلق کی ایک جہت خاص ہوتی تھی۔ جس میں وہ دوسروں سے منفرد اور ممتاز نظر آتا تھا۔ اور یہ نسبت خاص اور فضیلت بھی حضور علیہ السلام کی توجہ اور فیض سے ہی حاصل ہوتی تھی۔ جس کی طرف جس نسبت کا ظہور ہوتا اسی میں وہ دوسروں سے ممتاز نظر آتا تھا۔ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ میں اتحادِ فعلی کی نسبت کا ظہور ہوا۔ چنانچہ ان کے وہ دانت خود بخود ٹوٹ گئے جو ان کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شہید ہوئے تھے۔ جبکہ دیگر عشاقانِ رسول یعنی صحابہ کی طرف یہ نسبت متوجہ

Marfat.com

نہیں ہوئی اس لئے ان کے دانت سلامت رہے۔

الغرض تاجدارِ یمن حضرت خواجہ اویسِ قرن رضی اللہ عنہ اقلیم عشق کے تاجدار حب الٰہی کے مستوں کے پیشوا اور سوز و گداز کے خزانوں کے مالک تھے انہیں اپنا رہبر بنائے بغیر وادیٔ عشق کا کوئی راہی اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتا۔

رب العزت کی بارگاہ میں التجا ہے کہ وہ حضرت خواجہؒ کے بحرِ عشق و معرفت سے ایک قطرہ ہمارے مقدر میں بھی لکھ دے۔

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

خاکپائے اولیاء
محمد نصر اللہ معینی عفر اللہ لہٗ
گورنمنٹ کالج راوی روڈ لاہور
۱۶ مئی ۲۰۰۵ء

☆......☆......☆

Marfat.com

# کچھ کتاب کے بارے میں

کتاب ''تاجدارِ یمن خواجہ اویسِ قرن ؓ'' دراصل شیخ احمد بن محمود اویسی رحمۃ اللہ علیہ کی فارسی تالیف ''لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ'' کا اردو ترجمہ ہے۔

یہ کتاب بارھویں صدی ھجری کے وسط میں لکھی گئی چنانچہ مقدمہ میں مولفؒ اس کی وجہ تالیف پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''جب کتب سیر واحادیث اور مشائخ کبار کی کتابوں میں حضرت خواجہ اویس قرنیؓ کے احوال ومناقب کے متعلق کوئی روایت دیکھتا تھا تو شاداں وفرحاں ہوجاتا اور کمالِ محبت اور وفورِ عقیدت سے ان یاداشتوں کو اوراق پر لکھ کر محفوظ کرلیتا تھا۔ اس طرح ایک عرصہ گزر گیا اور بے شمار روایات اور حکایات جمع ہوگئیں اور ۱۱۵۶ھ آن پہنچا۔ تو اس خدشہ کے پیشِ نظر کہ مبادا یہ اوراق ہاتھ سے نکل جائیں یا ضائع ہوجائیں تو اس نیت سے کہ یہ بطور یادگار محفوظ ہوجائیں...... ان یاداشتوں کو تقدیم وتاخیر کے لحاظ سے مرتب ومدون کیا...... فقیروں کے مرقع کی طرح ایک ایک ٹکڑا باہم سیا...... (مقدمہ کتاب)

98099

Marfat.com

حیرت ہوتی ہے کہ چار سو سال قبل جب کہ پریس موجود نہ تھا اور کتابوں تک رسائی پانا بھی نہایت دشوار ہوتا تھا مولف کتاب نے ۷۵ سے زائد کتابوں سے استفادہ کیا۔ راقم نے ان ماخذ کی ایک سادہ فہرست کتاب کے آخر میں شامل کر دی ہے۔ جن کا ذکر جگہ جگہ کتاب کے اوراق میں موجود تھا۔

کتاب چوبیس لطائف پر مشتمل ہے۔ تدوین کرتے وقت لطیفہ کی جگہ سخن لطیف کی ترکیب کو زیادہ مناسب سمجھا گیا ہے۔

اس کتاب میں سید التابعین حضرت خواجہ اویس قرنیؓ کے فضائل و مناقب اور ان کے ملفوظات اور کمالات کے علاوہ سلسلہ اویسیہ اور مصنف کے دور کے بعض بزرگوں کے متعلق بھی گرانقدر اور بے بہا معلومات ملتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب اویسی سلسلہ کے نظام فکر و عمل اور ان کے حقائق و معارف سے آگاہی بخشتی ہے اور کیف روحانی سے ہمکنار کرتی ہے۔

مقدمہ میں مولف اہل علم و دانش سے اپنی اس خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ ''وہ ان غلطیوں کی اصلاح کریں گے جو اس تالیف کے اندر در آئی ہیں''۔ چنانچہ اس کتاب پر نظر ثانی کرتے وقت ان کی اس خواہش کو عملاً پیش نظر رکھنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔

مولف کتاب شیخ احمد بن محمود کون ہیں اور کہاں کے رہنے والے ہیں؟ کتاب اس بارے میں خاموش ہے تلاش بسیار کے باوجود تا حال ان کے حالات زندگی معلوم نہیں کیے جا سکے۔ البتہ کتاب کے داخلی شواہد سے اس قدر معلوم ہو سکا کہ وہ بارھویں صدی ہجری میں اویسی سلسلہ کے ایک صاحب علم و فضل بزرگ تھے اٹھارویں سخن لطیف

Marfat.com

کی ابتدا میں وہ ایک بزرگ شیخ محمد فرید اویسی کا ایک قول نقل کرتے ہوئے انہیں اپنا مخدوم اور پیرو مرشد بیان کرتے ہیں۔

چھٹے سخن لطیف میں وہ اپنے دور کے ایک اویسی بزرگ حضرت خواجہ عبدالخالقؒ کی خدمت میں حاضری کا ذکر کرتے ہیں جو ہانسی کے رہنے والے تھے اور جن پر جذب اور سکر و مستی اس قدر غالب رہتی تھی کہ نماز نہیں پڑھ سکتے تھے اگر صف میں کھڑے ہو جاتے اور امام سے اللہ اکبر سنتے تو جذب طاری ہو جاتا اور رکوع سجود وغیرہ ارکان صلوٰۃ ادا نہ کر سکتے، کھڑے ہی رہتے۔ نماز کے علاوہ بھی اللہ اکبر یا کوئی آیت سنتے تو ان پر یہی کیفیت طاری ہو جاتی جب سرود کی آواز کان میں پہنچتی تو سکر و بے ہوشی سے افاقہ ہو جاتا۔

۱۱۵۸ میں مولف لاہور جاتے ہوئے ان کے در دولت پر حاضر ہوئے شیخ احمد بن محمود نے اپنی زیر تالیف کتاب ''لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ'' ان کی خدمت میں پیش کی چونکہ ان کی بینائی جاتی رہی تھی لہٰذا مولف سے فرمایا کہ کچھ پڑھ کر سناؤ چنانچہ بعض مقامات پر انہوں نے اس کتاب کو پڑھ کر سنایا۔ جس پر ان بزرگوں نے کئی اسرار و معارف بھی بیان فرمائے جنہیں مولف نے چھٹے سخن لطیف بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔

کتاب ''لطائف نفیسیہ در فضائل اویسیہ'' 33 سم x19 سم کی تقطیع پر مشتمل مخطوط ہے جو فارسی زبان میں خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے ہر صفحہ پر اوسطاً پندرہ سطور ہیں جبکہ ہر سطر اوسطاً سولہ الفاظ پر مشتمل ہے مخلوط کے صفحات ۲۲۸ ہیں۔

یہ مخطوط (قلمی نسخہ) جناب صاحبزادہ نوار الزماں اویسی سجادہ نشین چینڈ پور

Marfat.com

شریف ضلع شیخوپورہ وچیئر مین خواجہ اویس فاؤنڈیشن کے آبائی کتب خانہ سے حاصل کیا گیا یہ نسخہ ان کے جدّ امجد حضرت خواجہ نور الحسن تارک اویسیؒ کے دستِ مبارک سے لکھا ہوا ہے جس کے آخری صفحہ ۲۲۸ پر وہ تحریر فرماتے ہیں۔

''تمام شد لطائف اویسیہ من تصنیف شیخ احمد بن محمود رحمۃ اللہ علیہ بدست خط احقر العباد خاکپائے اویسیاں خادم الفقر نور حسن ولد حضرت مولانا وَمرشدنا جناب خواجہ بخش الملقب تارک ساکن در موضع چینڈ پور ضلع منٹگمری تحصیل کوگیرہ تھانہ بوچیکی بتاریخ ۱۳۳۱ ھجری۔ الحمد لِلّٰہ کہ ایں نعمت بے بہا بدست فقیر آمد ھزار شکر لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ''۔

مخطوط کے سرورق لکھتے ہیں۔

بحمد اللہ کہ ایں دولت عظیمہ
بدست نور حسن آمد رقیمہ

یہ نسخہ آپ نے اپنے فرزند حضرت مولانا شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی فرمائش پر نقل فرمایا تھا چنانچہ لکھتے ہیں ''الحمد اللہ کہ ایں لطائف من تصنیف خواجہ احمد بن محمود املا شد بفرمائش سعادت اَطِبا مولوی شیر محمد مرقوم گردید''۔

## حضرت خواجہ نور الحسن اویسیؒ:

حضرت خواجہ نور الحسن تارک اویسی سلسلہ کے ایک مرد کامل حضرت خواجہ بخش اویسیؒ کے فرزند تھے آپ چینڈ پور شریف ضلع شیخوپورہ میں ۱۲۶۸ میں پیدا ہوئے۔

Marfat.com

بادشاہی مسجد لاہور میں حافظ ولی اللہ اور مولانا امام بخشؒ اور نیلا گنبد کی درسگاہ میں مولانا نور احمدؒ سے اکتساب علم کیا۔علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد علوم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے والد گرامی کے خلیفہ حضرت میاں فضل دین رحمۃ اللہ علیہ (بگے محل شریف) کی خدمت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کیں۔

ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کے بعد چینڈ پور شریف میں اپنے والد ماجد کی مسند پر رونق افروز ہوئے۔تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کے گرد شریعت وطریقت کے طالبین کا ایک ہجوم جمع ہو گیا اور آپ خلق خدا کی فیض رسانی میں مشغول ہو گئے۔

ہر کجا بود چشمۂ شیریں
مور و مگس گردے آیند

تدریسی مصروفیات کے ساتھ ساتھ وعظ و تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری رکھا آپ کا وعظ نہایت ولولہ انگیز ہوتا اہل علم کے ہاں آپ سلطان الواعظین کے نام سے پکارے جاتے۔بعض اوقات خطاب کے دوران جذب کی کیفیت طاری ہو جاتی اور سامعین کیف و مستی کے سمندر میں ڈوب جاتے۔

## تصانیف و تالیفات:

آپ نے فارسی اردو عربی اور پنجابی زبان میں اپنے افکار کی عمدہ یادگاریں چھوڑیں ہیں۔

تفسیر نور الواعظین، شرح وحدت نامہ، شرح وصیت نامہ خواجہ اویس قرنیؓ رسالہ جمعہ، رسالہ فی حرمت بھنج (بھنگ) شرح کیلانی، احسن البیان عقدۃ الحیوان،

Marfat.com

نجات مصلّی شرح رسالہ احمد بن حنبل خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

عشق و معرفت اور اخلاق و روحانی اقدار پر مشتمل آپ کا ایک شعری مجموعہ کلیات خواجہ نور الحسن کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔ دنیا کی بے ثباتی، موت، آخرت کی تیاری اور اتباعِ رسول ﷺ ان کی شاعری کا پسندیدہ موضوع ہے۔

آپ نے حضرت خواجہ اویس قرنیؓ کے کلمات سبعہ کی شرح بھی لکھی جس کے ترجمہ کی سعادت الحمدللہ فقیر معینی کو نصیب ہوئی اور اس کی دوسری اشاعت زاویہ پبلشرز لاہور کے مقدر میں آئی۔

جناب صاحبزادہ نور الزماں اویسی اپنے جدّ امجد کی کتابوں اور سلسلہ اویسیہ کے روحانی اور علمی ورثہ کی اشاعت اور فروغ میں کوشاں رہتے ہیں۔ خواجہ اویس فاؤنڈیشن کے ذریعے شب و روز دکھی انسانیت کی خدمت میں سرگرم رہنا اور حضرت خواجہؒ کے حالات مبارکہ پر اس نادر فارسی مخطوط کا ترجمہ کروا کر اسے زیورِ طباعت سے آراستہ کرنا تاجدارِ یمن کیساتھ ان کی قلبی و روحانی وابستگی کا مظہر ہے۔ رب العزت انہیں صحت کے ساتھ عمر خضر عطا کرے تاکہ خلق خدا نفع رسانی کے ان اعمال خیر سے مستفید ہوتی رہے۔ مخطوط کے پہلے...... صفحات کا ترجمہ نامور ماہر تعلیم جناب پروفیسر سید خورشید حسن بخاری سابق پرنسپل گورنمنٹ اسلامیہ کالج سانگلہ ہل نے فرمایا۔ افسوس کہ ان کی عمر نے وفا نہ کی چنانچہ ۲۰۰۳ء میں ان کے وصال کے بعد بقیہ صفحات کے ترجمہ کی سعادت برادر مکرم جناب ملک ظفر اقبال ایم اے ایم ایڈ کو نصیب ہوئی ہر دو حضرات نے ترجمہ کو سلیس اور شستہ بنانے میں جس دیدہ ریزی سے کام لیا اہل علم قارئین سے پوشیدہ نہیں رہے گا۔ اور یقیناً داد پائے گا۔ دعا ہے کہ رب العزت اس

Marfat.com

مشکور کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر جناب سید خورشید حسن بخاری کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔اور جناب ملک ظفر اقبال صاحب کی صحت عمر او فضل میں برکت عطا فرمائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

پروفیسر محمد نصر اللہ

۱۶ مئی ۲۰۰۵ء

☆......☆......☆

Marfat.com

# لطائف نفیسہ فی فضائلِ اویسیہ

بحمدِ اللہ کہ با چندیں کشائف　بدستم آمد ایں دلکش لطائف
بحمدِ اللہ کہ این دیرینہ مقصود　بفضلِ حق تعالیٰ گشت موجود
بحمدِ اللہ کہ ایں محبوبِ شیریں　محلی گشت بعد ایّام دیریں
بحمدِ اللہ کہ ایں دولت عظیمہ　بدستِ نور حسن آمد رقیمہ

## ترجمہ

الحمدللہ کہ بڑی جدوجہد کے بعد یہ دلکش لطائف میرے ہاتھ لگے۔
الحمدللہ کہ میری دیرینہ مقصود اللہ تعالیٰ کے فضل سے میسر آ گیا۔
الحمدللہ کہ یہ پیارا محبوب عرصہ دراز کے بعد میرے ہاں قیام پذیر ہوا۔
الحمدللہ کہ یہ عظیم دولت نور حسن کے ہاتھوں معرضِ تحریر میں آئی۔

اللہ کا شکر ہے کہ خواجہ احمد بن محمود کی تصنیف کہ یہ لطائف سعادت اطباء مولوی شیر محمد کی فرمائش پر مرقوم ہوئے۔

☆......☆......☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خداوند! تیری تعریف وتوصیف لامحدود اور زبان تیری صفت وستائش کرنے سے عاجز ہے تیرا اپنا ہی فرمان ہے:

وَقَلِيْل'' مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرِ. اور میرے بندوں میں کم ہیں، شکر کرنے والے۔

## رباعی

ثنائی تو ای قادری کردگار
برون از حد است و فزوں از شمار
ازل تا ابد گر شود صرف آں
نیاید بگفتن یکی از ہزار

ترجمہ: اے قادر (وقیوم) رب کریم تیری تعریف حدِ شمار سے باہر ہے اور اگر ازل سے ابد تک (مخلوق) تیری تعریف کرتی رہے۔ تو ہزارواں حصہ بھی تیری تعریف بیان نہیں کی جاسکتی۔

یا الٰہ العالمین، تمام مداحوں کا تُو ہی مقصود ہے اور تمام ثنائیں تیری طرف ہی لوٹتی ہیں۔ بلکہ تو خود ہی حامد بھی ہے، خود ہی محمود بھی۔

Marfat.com

## رباعی

در چشمِ جہاں شاہد و مشہود توئی
در قبلۂ جانِ ساجد و مسجود توئی
بے نام و نشان قاصد و مقصود توئی
بے گوش و زبان حامد و محمود توئی

ترجمہ: تمام کائنات کی نظر میں شاہد و مشہود تُو ہی ہے سجدہ کرنے والے کی روح کے قبلہ میں مسجود تو ہی ہے۔ تو ایسا قاصد اور مقصود ہے جس کا نام و نشان (نظر) نہیں (آتا) ہے۔ اور تو ایسا حامد و محمود ہے۔ جس کے زبان اور کان نہیں ہیں۔

اور سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی روح معطر مقدس و معلّی پر نثار ہوں (کیونکہ یہی ہستی اس کی سزاوار ہے) صلوات طیبات، تحیّات زاکیات اور تسلیمات ِ نامیات، اور (سلامتی ہو رسول اللہ ﷺ) کے اصحاب پر اور پیروکاروں پر بھی۔

## بیت

درودِ خدا برُ وانِ تو باد
بر اصحاب و بر پیرانِ تو باد

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کی روحِ پاک پر درود پہنچے اور آپ ﷺ کے اصحاب اور آپ ﷺ کے پیروکاروں پر بھی۔

امّا بعد، تحریر کیا جاتا ہے، کہ یہ کلمات ہیں جو ابو البرکات، نورِ ذاتِ الٰہی، پرتو صفات نامتناہی، مظہرِ انوارِ رحمانیہ، مصدر اسرار ربّانیہ، مکین کنارِ نبوت، امین اطوار فتوت، مبارز میدان مجاہدہ، مجاہد ایوانِ مشاہدہ، مقبول لایزال محبوب ذوالجلال، سلطانِ ملت

Marfat.com

مصطفوی، برہان شریعت نبوی، ملیک ممالک فقر و تجرد فارس مضمارِ وحدت و توحید، قطب ابدال ولایت، مرکز دائرہ ہدایت، قبلہ تابعین و قدوۃ زاہدین، رحمان نفس، آفتاب نہاں، سہیلِ یمن، خورشید قرن، غوث الثقلین، خواجۂ کونین بندگی حضرت خواجہ اویس بن عامر مرادی قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وافاض اللہ علیہ برکاتہ واوصل الینا فتوحاتہ کی ذاتِ بابرکات کے احوال اور فضائل قدسیہ کے سلسلے میں لکھے گئے ہیں۔ اور جنہیں درویشِ دل ریش معصیت آلود احمد بن محمود نے جمع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قیدِ زندانِ وجود اور آلائش ہستی و بود سے نجات دے کہ درحقیقت اس وجود کا کوئی مصرف نہیں۔

## رباعی

یا رب دردی کز خودی خود برہم
از بد ببرم و از بدی خود برہم
در ہستی خود مرا از خود بی خود کن
تا از خودی و بی خودی خود برہم

ترجمہ: یا الہ العالمین میں تکلیف میں مبتلا ہوں، اس سے مجھے نجات مل جائے۔
میں بدی میں کرتا (رہتا) ہوں۔ چنانچہ اس بدی سے نجات پا جاؤں۔
مجھے (میری زندگی میں) خود سے بے خود کردے تاکہ میں خودی اور بے خودی (کے چکر) سے نکل جاؤں۔

**وجہ تالیف:**

(مؤلف) جب کتبِ سیر و احادیث میں اور مشائخ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کتابوں میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے احوال و مناقب کے بارے میں کوئی نقل یا روایت دیکھتا تھا، تو شاداں و فرحاں ہو جاتا تھا اور خوشی کے مارے جامے میں پھولا نہ سماتا تھا۔ اور کمالِ محبت اور وفورِ عقیدت کی بنا پر انہیں کاغذ کے اوراق پر لکھتا

Marfat.com

جاتا تھا اور کتابت کرتا جاتا تھا۔ اس طرح ایک عرصہ گزر گیا۔ اس طرح ہر قسم کی بے شمار نقلیں، احادیث اور حکایات جمع ہوگئیں۔ اسی اثناء میں ۱۴۵۲ھ ہجری پہنچ گیا۔ تو اس خدشہ کے پیشِ نظر کہ مبادا اوراق ہاتھ سے نکل جائیں یا ادھر اُدھر ہو جائیں یا ضائع ہو جائیں، بہتر ہے کہ یہ یادگار رہ جائیں اور نزولِ رحمت کا باعث بن جائیں کہ خواجۂ عالم علیہ التحیت والثناء والتسلیمات کا ارشاد ہے: عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَتُ یعنی صالحین کے ذکر کے وقت رحمتِ خداوندی نازل ہوتی ہے۔ چنانچہ ان تمام تحریروں کو مرتب کیا اور ان کی تقدیم وتاخیر کو پیشِ نظر رکھا۔ اور اپنی فہم ناقص اور قلتِ استطاعت اور ہیچمدانی کے باوجود مناسب انداز میں سلیقے سے ترتیب دے کر ایک مختصر کتاب تیار کر لی۔ درویشوں کی گدڑی (کے ٹکڑوں) کی طرح ہر جگہ سے (ٹکڑا ٹکڑا) اکٹھا کیا اور فقیروں کے مرقع کی طرح ایک ایک ٹکڑا باہم سیا بلکہ خواجۂ کونین وغوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے مطابق برکت ورحمت حاصل کرنے کا ارادہ کیا۔ آن جناب کے بے پایاں الطاف سے امید واثق ہے، کہ یہ متاعِ کاسد اور قلیل سرمایہ زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر قبولیت حاصل کرے گی۔ اور آن جناب رضی اللہ عنہ کی روح پرفتوح و مقدس و مُعلّی کی خوشنودی اور سرور وانبساط کا باعث بنے گی۔

## قطعہ

چہ کم گردد از قدر آن آفتاب
کہ افتد ز فیضش بیک ذرہ تاب
زشاہان عجب نیست گر التفات
کنند برگدائے ذلیل الصفات

ترجمہ: اگر آفتابِ عالم تاب (کے فیض) سے کوئی ذرہ فیض یاب ہو جائے تو اس سے آفتاب کی حیثیت میں کوئی کمی نہیں آتی۔ (اسی طرح) کوئی عجب نہیں

Marfat.com

کہ بے حیثیت فقیر پر بادشاہ نظرِ کرم کردیں۔

اُمیدِ واثق ہے کہ اس طرح مصنف اپنے آپ کو اس سلسلے کے صاحبانِ دولت کے فتراک سے وابستہ کرلے اور اس سلسلے کے بزرگوں کے حلقے سے تعلق خاطر پیدا کرلے گا۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم. اے ہمارے رب! ہماری دعا قبول فرما کہ بے شک تو سننے اور جاننے والا ہے۔

چونکہ یہ تالیف مضامینِ لطیفہ اور معانی نفیسہ پر مشتمل ہے، اس لئے اس کا نام رکھا گیا: ''لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ''۔

مؤلف اربابِ دانش اور اہلِ کمال کے مکارم اخلاق اور فضل وکمال سے یہ توقع رکھتا ہے، کہ اس کے عیوب سے، جو ان سطور کی تحریر سے ظاہر و باہر چشم پوشی فرمائیں گے۔ اور ان غلطیوں کی اصلاح فرمائیں گے، جو اس تالیف کے اندر در آئی ہیں۔ کیونکہ

با کریماں کار ہا دشوار نیست

اب اللہ تعالیٰ کی تائید وحمایت اور اس کے فضل وکرم کے ساتھ ''لطائف نفیسہ'' کی تحریر کا آغاز ہوتا ہے۔

☆......☆......☆

Marfat.com

سخن لطیف ا:

# حضرت خواجہ اویس قرنی کے آباؤ اجداد اور ان کے مسکن کے بارے میں تحقیق

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم شریف تمام کتب احادیث وغیرہ میں، جو کچھ نظر میں آیا ہے یہی اویس ہے۔ اور شیخ عبداللہ مسطری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''نورِ احمدی'' سے معلوم ہوتا ہے، کہ آپ کی کنیت ابی عمرو رضی اللہ عنہ تھی اس کتاب میں مصنف نے لکھا ہے کہ قبیلہ اویس کا انتساب ابی عمر اویس رضی اللہ عنہ سے ہے۔ یہی بات ''اسماء الرجال'' نامی کتاب میں بھی لکھی ہوئی ہے۔ ملا علی قاری نے ''شرح مشکوٰۃ شریف'' میں کہا ہے کہ لفظ ''اویس'' تصغیر ہے ''اوس'' کی۔

آپؓ کے والد بزرگوار کے نام عامر اور والدہ ماجدہ کا بدار ہے۔ لیکن ''مرقات شرح مشکوٰۃ'' میں ایک بیان یہ بھی نظر سے گزرا کہ ابن عدی نے ابن عباس (رضی اللہ عنہم) سے روایت کیا کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ سے کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا۔ جس کا نام اویس بن عبداللہ قرنی ہوگا۔ اور میری امت کے شفاعت کرے گا جس قدر بنو ربیعہ اور بنو مضر کی بھیڑوں کے بال ہیں۔

بالکل یہی حدیث مولانا علی بن سلطان قاریؒ نے اپنی کتاب ''معدن العدنی'' میں لکھی ہے اور شرح مشکوٰۃ شریف میں یہی حدیث لکھی ہے۔ پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید آپ کے والدِ گرامی کا نام عبداللہ تھا۔ واللہ اعلم بالصواب.

آپ کے والدِ محترم کے اسمِ گرامی کے سوا آپ کے اجداد بزرگوار کے اسماء کسی معتمد اور مستند ذریعے سے معلوم نہیں ہو سکے۔ البتہ ایک کتاب میں سے (جس میں اسناد موجو

Marfat.com

نہیں ہیں) اور سیادت پناہ، قدوۃ الکاملین حاجی محمد عبید سلمہٗ اللہ تعالیٰ نے اس مؤلف حقیر کو فراہم کی آپ کا حسب ذیل شجرہ نسب ملا ہے:۔

اویس بن عامر بن عبداللہ بن جراح بن بلال بن اہیت بن حبشہ بن خرمش بن غالب بن فہر بن قریش بن مالک بن نضر بن کنانہ..... انتہی۔

پس اس روایت سے آپؓ کے آباواجداد کا پتا چل جاتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ قریشی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ بعض احادیث سے یہ وثوق سے معلوم ہوا ہے کہ آپ قرنی تھے۔ اور قرن سرزمینِ یمن میں ایک گاؤں ہے اسی طرح مولانا اسماعیل نے کتاب ''نورالمربرین شرح تعرف'' میں ذکر کیا ہے کہ اور صراحت سے لکھا ہے کہ ''قرن'' اہلِ نجد کے احرام باندھنے کیلئے میقات ہے۔ اور اویس قرنی رضی اللہ عنہ اسی جگہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور قدوۃ المحققین شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ قَرن بلادِ دشمن میں سے ہے۔ البتہ جو قرن اہلِ نجد کیلئے احرام کی خاطر میقات ہے وہ ''سکونِ راء'' کے ساتھ ہے۔ اور جوہری نے ''تحریک'' میں اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو اس سے نسبت دے کر غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ اور اویس رضی اللہ عنہ کا تعلق قرن بن رومان بن ناجیہ بن مرادی سے ہے۔ جو اس کے آباء میں سے ہیں۔ صاحب قاموس نے بھی یہی کہا ہے۔

اور شیخ محمود نے قطب الاقطاب، سلطان العارفین، برہان الواصلین، حضرت جلال الدین بن محمود اویسی کے ملفوظات ''رسالہ بحرالرموز'' میں لکھا ہے کہ قرن، یمن میں ایک محلّہ ہے جہاں پہلے پہل ہل چلایا گیا اور زمین گاہی گئی۔ اس زمین میں سے بیل کا سینگ برآمد ہوا اور بیل کے سینگ کو عربی زبان میں قَرن کہتے ہیں۔ اسی لئے اس محلے کا نام قرن رکھا گیا اور چونکہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ اس محلے میں رہا کرتے تھے۔ اسلئے آپ کو اس سے نسبت دیتے تھے اور قرنی کہتے تھے۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

اور اس رسالے میں، جسے ملفوظِ حضرت بندگی خواجہ اویسؓ کہتے ہیں، لکھا ہے، کہ حضرت اویسؓ نے شہر سے باہر دریا کے کنارے بہت مجاہدہ اور ریاضت کی تھی۔ اس دریاء کومخا بندر کہتے ہیں، جوشہر زبید سے تین روز کی مسافت پر ولایتِ یمن میں واقع ہے اور شہر زبید میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جُبّہ مبارک بھی ہے۔ ابتدا میں یہ شہر اس لئے معظم تھا، کہ اس میں ہزار ہا مسجدیں بنی ہوئی تھیں۔ اور شہر کے باہر شمال کی طرف خواجہ اویسؓ کی درگاہ واقع ہے۔ حضرت خواجہؒ کا آبائی مکان بھی یہیں ہے۔ آنحضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جُبّہ مبارک بھی اسی جگہ بھیجا گیا تھا۔ اور خود حضرت خواجہؒ نے اپنے دندانِ مبارک بھی یہیں شہید کیا تھا۔ اور اس دندانِ مبارک کو اسی جگہ دفن کیا تھا۔ اس دندانِ مبارک پر ایک درخت اگ آیا جس پر انواع واقسام کے پھل لگتے ہیں۔ زائرین اس کا بیج لے لیتے اور ان سے تسبیح بناتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

یمن کا ملک بہت وسیع ہے عمان سے نجران تک باغات اور زرعی رقبہ پھیلا ہوا ہے سال میں زرعی زمین سے چار فصلیں لیتے ہیں، یہاں درختوں پر بھی سال میں دو دفعہ پھل لگتا ہے۔ یہاں کے باشندے رقیق القلب اور حق شناس ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آدمی کہا ہے اور فرمایا ہے: اِنِّی لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قَبْلِ الْیَمَنْ اور اس حدیث کا ترجمہ شعر میں ایک بزرگ نے یوں فرمایا۔

## بیت

عالم از نور تجلی الٰہی پُر شُد
از دم اویس قرنی بوی خدامی آید

ترجمہ: دُنیا انوارِ الٰہی کے پرتو سے معمور ہوگئی ہے حضرت اویس قرنیؓ کی شخصیت سے بوئے خداوندی آتی ہے۔ (عجائب البلدان)

اور قدوۃ المحققین شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

یمن (یاءاور میم کے فتح کے ساتھ) کعبہ شریف کے دائیں طرف ایک علاقہ ہے، یَمَنِیُ اور یَـمـانِـی (بہ تخفیف یاء) کی نسبت یمن اور یمان کی طرف ہے۔ اور بعض نے اس کا تلفظ "یاء" کی تشدید کے ساتھ یَمَنِیّ" کیا ہے۔ وصلی اللّٰہ علیہ وسلّم وعلی آلہٖ اجمعین.

☆......☆......☆

Marfat.com

سخن لطیف ۲:

## حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا حلیۂ مبارک

حضرت خواجہ اویس قرنی (اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی برکتیں عطا فرمائے اور آپ کی فتوحات سے ہمیں بھی بہرہ ور کرے) کی رنگت گہری گندمی تھی آپ کا قد موزوں اور متناسب، مائل بہ فربہی تھے۔ بعض نے فرمایا کہ پتلے دُبلے تھے۔ باریک شکم اور لاغر میان تھے۔ ریشِ مبارک لمبی اور گھنی تھی۔ سر کے بال پراگندا اور گرد آلود اور الجھے ہوئے تھے۔ آنکھیں سیاہی مائل نیلی تھیں۔ ٹھوڑی باہر کو نکلی ہوئی تھی۔ شانہ ہائے مبارک کشادہ تھے۔ دائیں ہاتھ پر برص کا ایک نشان سا تھا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ یا اللہ! میری یہ تکلیف رفع کر دے مگر ایک دینار یا ایک درہم کے برابر نشان ضرور رکھ دینا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ یہ بھی آپ کی دُعا کا اثر تھا، کہ آپ نے فرمایا تھا کہ خداوند میرے جسم میں سفیدی کا کوئی نشان رکھ دے تا کہ میں اسے دیکھ کر تیری نعمتوں کو یاد کرتا رہوں۔ آپ افسردہ حال اور غمگین طبع رہا کرتے تھے۔ آپ کی شکل مبارک دیکھ کر رعب وجلال طاری ہوجاتا تھا۔ واللہ اعلم۔

یہ تمام باتیں حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی ''احیاء العلوم'' اور ''کیمیائے سعادت'' اور مولانا محمد اسماعیل بن احمد بن عبداللہ کی ''شرح تعرف'' اور سید محمود بن محمود بن علی الشیخانی القاری ثم المدنی کی ''حیات الذاکرین'' اور قدوۃ المحققین شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی ''شرح مشکوٰۃ'' سے منقول ہیں۔

زیرِ نظر سطور کا مؤلف یہ کہتا ہے کہ آن حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلیۂ مبارک کی درستی اور احوال کی عمدگی کیلئے یہی بہت واضح اور مکمل دلیل ہے کہ آپ خضوع و خشوع کے ساتھ اللہ جل جلالہٗ کی بارگاہِ اقدس میں کمال استغراق اور مشاہدہ حق میں

Marfat.com

مشغول اور اپنے آپ سے قطعاً بے خبر رہتے تھے اور یہ مقام وہ ہے جہاں کوئی دولت مند سے دولت مند بھی شاید ہی پہنچتا ہو۔

ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔ یہ اللہ کا فضل وکرم ہے عطا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی فضل فرمانے والا ہے۔

اور حضرت رسالت پناہ ﷺ نے ایسے لوگوں کے بارے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے۔ جو مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے: کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بعض پراگندہ بال گرد آلود اور مختلف جگہ سے بوجہ حقارت پھیرے ہوئے لوگ، اگر خدا کی قسم کھالیں تو اللہ جل جلالہٗ ان کی قسم کو رد نہیں کرتا۔

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں۔ کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایسا شخص اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگے اور اس کیلئے اللہ تعالیٰ کو قسم بھی دے تو اللہ تعالیٰ یقیناً اس کی مراد پوری کرتا ہے۔ اور جو چیز وہ طلب کرتا ہے۔ اسے رد نہیں کرتا۔ اور (یوں) اسے راست گو بنا دیتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھالے کہ خدا تعالیٰ ایسا ہی کرے گا یا ایسا نہیں کرے گا۔ (جیسا وہ کہہ رہا ہے یا کر رہا ہے) تو اللہ تعالیٰ اسے اس سلسلے میں سچا کر دکھاتا ہے۔

مولانا اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ المریدین شرح تعرّف میں فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا ﷺ فقیر کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر فقیر قسم کھالے اللہ تعالیٰ کی، یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا ناز اس حد تک پہنچ جائے کہ وہ کہہ دے، واللہ خدا تعالیٰ ایسے ہی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جھوٹا نہیں پڑنے دیتا لیکن اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ فقیر کو ایسی قسم نہیں اٹھانی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ایسا یا ویسا کر دے گا پس یہ بات صحیح ہے

Marfat.com

کہ فقیر وہ ہوتا ہے۔ جو اس قسم کی کوئی بات نہ کہے۔ پس اس حدیث کا مفہوم بلا شک و شبہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ کی ذات ہے۔ اللھم ارزقنا اتباعہ بحرمۃ افضل انبیاء ک واصفیائک واولیائک وصل وسلم اجمعین.

اگر اللہ تعالیٰ کسی خوش نصیب کو حق طلبی کا موقع بہم پہنچا دے اور اس کے باطن میں محبتِ حقیقی پیدا کر دے تو اس دور میں کہ زمانہ آخر ہے اور کامل مرشد کا وجود نادر بلکہ نایاب ہے ایسے شخص کو گوشہ نشینی اختیار کر لینا چاہیے اور صدق دل کے ساتھ ارادت وعقیدت، مراقبہ حسن وصورت و جمال اور تصور حلیہ باکمال، آں حضرت افضل التابعین حضرت اویس قرنیؓ کے ساتھ پیدا کرے۔ اور اپنے تصور میں آپ کے وجود مبارک کو بسا کر اپنا نصب العین قرار دے اور اپنے تخیل کو آپ کے حلیہ مبارک سے آراستہ کرے اور لسان حال و زبان مقال سے تضرع و زاری کے ساتھ اپنے احوالِ شکستہ اور سوال عرض کرے اور اپنی عاشقانہ نیازمندی کو اپنی زبان پر لائے۔ پس اگر وہ شخص اس شغل کی پابندی کرے تو امید ہے کہ غیب سے فیض کے بند دروازے کھل جائیں گے۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیدا کرے۔ اور اپنے تصور میں آپ کے وجود مبارک کو بسا کر اپنا نصب العین قرار دے اور اپنے تخیل کو آپ حلیہ مبارک سے آراستہ کرے اور لسان حال و زبان مقال سے تضرع و زاری کے ساتھ اپنے احوال شکستہ اور سوال عرض کرے اور اپنی عاشقانہ نیازمندی کو اپنی زبان پر لائے۔ پس اگر وہ شخص اس شغل کی پابندی کرے تو امید ہے کہ غیب سے فیض کے بند دروازے کھل جائیں گے۔ اور آں حضرت رضی اللہ عنہ کے آفتاب روحانیت کی کرنیں اس کے نہاں خانۂ دل کو جگمگا دیں گی۔ تا کہ وہ اس روحانیت اور نورانیت میں زیادہ سے زیادہ محو و مستغرق ہو جائے۔ اسی مقام پر فنا فی الشیخ اور فنا فی اللہ کی منزل رونما ہوتی ہے۔ اور وصال کا یہ طریقہ دوسرے طریقوں کی نسبت زیادہ قربت والا ہے۔ و ذالک فضل

Marfat.com

اللہ واللہ ذو فضل العظیم. اللھم ارزقنا الصراط المستقیم والطریق القویم بحرمة فضلک العمیم و کرمک القدیم.

اب حدیث پیغمبر ﷺ کے مضمون کے مطابق ایک دُرود شریف ہے اور حدیث آنحضرت رضی اللہ عنہ کے حلیۂ جلیلہ کے بیان پر مشتمل ہے۔ جو ایک عزیز کی معرفت حاصل ہوا۔ چنانچہ مناسب معلوم ہوا کہ یہ درود شریف لکھ دیا جائے اور وہ حسبِ ذیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِی اَخْبَرَ بَعْضَ صِحَابَتِہٖ وَقَرَابَتِہٖ بِعَلَامَتِ اُوَیْسِ الْقَرَنِیْ وَشِفَاعَتِہٖ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ اَشْھَلُ الْعَیْنَیْنِ بَعِیْدُ مَابَیْنَ الْمَنْکِبَیْنِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ اَخْبَرَ اَنَّہٗ مُعْتَدِلُ الْقَامَةِ شَدِیْدُ الْاَدَمَةِ ذُوْرَافَةٍ وَرَحْمَةٍ یَشْفَعُ فِیْ کَثِیْرٌ مِّنْ ھٰذِہِ الْاُمَّةِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ اَخْبَرَنِیْ صَحِیْحٌ اَقْوَالُہٗ اِنَّہٗ رَامٍ بِبَصَرِہٖ اِلٰی مَوْضَعِ سُجُوْدِہٖ وَاضِعٌ یَمِیْنَہٗ عَلٰی شِمَالِہٖ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ وَھُوَ فِیْ مَجْلِسِہٖ اَنَّہٗ کَانَ یَقْرَاءُ الْقُرْاٰنَ وَبَکٰی عَلٰی نَفْسِہٖ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدُنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ اَخْبَرَنِیْ خَبَرُہٗ اَنَّ تَحْتَ مَنْکِبَیْہِ لَمُعَةٌ بَیْضَاءُ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا۔

Marfat.com

سخن لطیف ۳:

# حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کے خورد ونوش، لباس و پوشاک اور معاش کے بارے میں

امام حجۃ الاسلام ابو محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ کتاب ''احیاء العلوم'' اور ''کیمیائے سعادت'' میں فرماتے ہیں کہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ امام ومقتدا ہیں۔ آپ نے دنیاوی معاملات سے اس طرح منہ موڑ لیا تھا کہ کچھ لوگوں نے یہ سمجھا کہ آپ دیوانے ہیں۔ اپنے نفس پر اس شدت وسختی کا یہ اثر ہوا تھا کہ لوگوں نے آپ پر اپنے گھروں کے دروازے بند کردیئے تھے۔ دو دو سال تک کسی نے آپ کو نہ دیکھا تھا۔ کیونکہ آپ نمازِ فجر کی اذان کے وقت شہر سے باہر چلے جاتے اور نمازِ عشاء کے بعد واپس آتے آپ کا طعام کھجور کی گری پڑی گٹھلیاں تھی۔ جو آپ راستے میں سے چن لیتے تھے۔ اور اگر انہیں معمولی سے معمولی کھجور بھی مل جاتی تو اس کو حفاظت سے روزہ افطار کرنے کیلئے رکھ لیتے۔ اور اگر اتنی کھجوریں مل جاتیں جو افطار کیلئے کافی ہوتیں تو گٹھلیاں صدقہ کر دیتے اور اگر ضرورت کے مطابق کھجوریں نہ ملتیں تو گٹھلیاں بیچ دیتے اور کھجوریں خرید لیتے اور روزہ کھولتے اور ایک خرقہ جس پر پیوند لگے ہوئے ہوتے تھے، آپ کا لباس ہوتا تھا۔ آپ پیوند پر پیوند لگاتے جاتے تھے اور اسی لباس کو پہن لیتے تھے۔

جب بچے آپ کو دیکھتے تو آپ کو پتھر مارتے کیوں کہ وہ سمجھتے تھے کہ آپ دیوانے ہیں آپ فرماتے کہ بچو چھوٹے پتھر مارو تاکہ زخم نہ لگ جائے۔ اور جسم سے خون نہ نکل آئے اور میں طہارت اور نماز سے نہ رہ جاؤں۔ بالکل یہی بات شیخ شرف الدینؒ نے اپنے ''مکتوبات'' میں شیخ فرید الدین عطارؒ نے ''تذکرۃ الاولیاء'' میں، مولانا سید

Marfat.com

محمودؒ نے "حیوٰۃ الذاکرین" میں نقل کی ہے۔

غوث الثقلین وسبط الحسنین ابو محمد محی الدین عبدالقادر الجیلانی قدس اللہ سرہٗ نے "غنیۃ الطالبین" میں آپ کے اخلاق کے بارے میں فرمایا، کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو بچے ہمیشہ پتھر مارتے تھے۔ آپ فرماتے کہ اگر پتھر مارے بغیر نہیں رہ سکتے تو مجھے چھوٹی چھوٹی کنکریاں مارو تاکہ میری پنڈلیاں خون آلود نہ ہو جائیں۔ اور میں نماز ادا کرنے سے نہ رہ جاؤں اور خواجہ محمد پارسا نے "فصل الخطاب" میں لکھا ہے کہ حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمان فارسیؓ کو دیکھا کہ پیوند لگی ہوئی گدڑی پہنے ہوئے تھے اور اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اونی لباس پہنے ہوئے تھے، اور اس پر پیوند لگا رکھے تھے اور "تذکرۃ الاولیاء" سے بھی یہ مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے پاس اونٹوں کے بالوں کی بنی ہوئی ایک گدڑی تھی اور "شرح تصرف عربی" اور "حیات الذاکرین" میں نقل کیا گیا ہے اور اس نقل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ازار اور چادر تھی جو دونوں صوف سے بنی ہوئی تھیں۔ "حیات الذاکرین" میں سیّد محمود فرماتے ہیں کہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ کوڑے کے ڈھیر پر سے (کپڑے کے) چیتھڑے چن لیتے اور ان سے اپنا لباس تیار کرتے تھے ایک روز ایک کتا جو کوڑے کے ڈھیر پر بیٹھا ہوا تھا، آں حضرت رضی اللہ عنہ پر بھونکا۔ آپ نے کتے سے فرمایا کہ جو چیز تیرے نزدیک (بہتر) ہے تو اُسے کھالے اور جو چیز میرے نزدیک (بہتر) ہے وہ میں کھالیتا ہوں، لیکن مجھے یہاں سے نہ ہٹا۔ پس اگر میں صراط سے گزر گیا تو میں تجھ سے بہتر ہوں ورنہ تو مجھ سے بہتر ہے۔

اور کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو آپ کو دیوانہ کہتے تھے اور رشتہ دار آپؓ کا مذاق اڑاتے تھے۔ اور بچے آپؓ سے مخول کرتے تھے اور آپؓ کو پتھر مارتے تھے۔ اور ایک رسالہ سلوک میں لکھا ہے کہ یمن میں حضرت اویس قرنیؓ سے زیادہ خوارتر، خفیف تر اور بینواتر

Marfat.com

کوئی دوسرا نہ تھا۔ یہاں تک کہ جس محلے اور کوچے سے آپؓ گزرتے تھے لوگ آپ کا مذاق اڑاتے آپؓ کو پتھر مارتے اور آپؓ کے سر میں خاک ڈالتے۔ جب رات پڑ جاتی تو آپؓ صدقہ دیتے اور آپ کے گھر میں کھانے پینے اور لباس کی چیزوں میں سے جو کچھ بچا ہوا ہوتا بانٹ دیتے۔ آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ اے خدا! مجھ سے کسی ایسے شخص کے بارے میں، جو ننگا بھوکا مرجائے، مواخذہ نہ کرنا، نضر بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ کوڑے کرکٹ پر سے دانے چُن لیتے تھے۔ انہیں دھوتے تھے اور اسکے بعد صدقہ کر دیتے تھے۔ ان میں دانوں کو کھا لیتے اور فرماتے کہ خدایا میں تیری طرف سے نظریں چراتا ہوں۔ اور تیری طرف پوری توجہ نہیں کرتا۔

اور میں محمود قادری سبحانی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے انقباض کے بارے میں اور آپ کے زبوں حالی، وحشت اور عوام الناس سے کنارہ کشی کے بارے میں اور لوگ جو اپنی جہالت کی وجہ سے آپ کے جنون، اختلال اور خواری وتبذل اور اسی قسم کے معاملات کے بارے میں کچھ کہتے ہیں، یہ کہتا ہوں کہ یہ دلیل اور دستاویز ہے ان صلحاء اور فقراء کے احوال کی، جو سلوک کے راستے اور روش پر چلتے ہیں، اور (ہمیں) ان لوگوں کا خوف نہیں ہے جو فقراء اور صلحاء رحمھم اللہ کے اس انداز سے انکار کرتے ہیں۔ اور دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ خلاف سنت ہے حالانکہ یہ لوگ نہیں جانتے کہ ترک دنیا اور علائق دنیا سے بیزاری ہی حقیقت میں سنتِ عظیم ہے۔ (حیات الذاکرین)

کتاب ''روضۃ الریاحین درحکایت الصالحین'' کی پانچویں حکایت میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہی ذکر کیا ہے سیدنا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کتاب ''کشف المحجوب'' میں فرماتے ہیں کہ جب امیر المومنین حضرت عمرؓ نے حضرت اویسؓ کے بارے میں اہل قرن سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اویس نامی ایک دیوانہ ہے جو آبادی میں نہیں آتا۔ کسی سے میل ملاپ نہیں رکھتا۔ جو کچھ لوگ کھاتے ہیں وہ نہیں کھاتا، خوشی غمی

Marfat.com

سے بے نیاز ہے، جب لوگ ہنستے ہیں تو وہ روتا ہے اور جب لوگ روتے ہیں تو وہ ہنستا ہے۔ اور کتاب ''بحر السعادت'' میں آیا ہے کہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ زہد و تقویٰ کی زیادتی کی وجہ سے لوگوں سے دور بھاگتے تھے۔ اور لوگوں سے کنارہ کشی کرتے تھے، آپ میں خوفِ خدا بے حد تھا۔ اور بیابانوں میں گزر بسر کرتے تھے۔

شیخ نجشی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سلک سلوک'' میں فرمایا کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ ایک شتر بان ہے۔ جو لوگوں کے اونٹوں کو چراتا ہے اور اونٹوں کے ساتھ رہتا اور آبادی میں بالکل نہیں آتا۔ ''مجالس المومنین'' میں لکھا ہے کہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ شتر بانی کرتے تھے اور اس سے ملنے والی اجرت کو اپنے اور اپنی والدہ پر صرف کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔ زہے کرامت و بلندی مرتبت اور زہے افلاس و تنگی حالت کہ بظاہر عوام الناس کے سامنے آں حضرت رضی اللہ عنہ کے احوال اس قدر ناپسندیدہ تھے اور باطن میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کی شان و رفعت اور علومرتبہ اس قدر تھا کہ وہ جن کے سر پر لولاک لما خلقت الافلاک کا تاج سجا ہے، آپ کے دیدار کے مشتاق تھے اور اپنے سینۂ بے کینہ کو آپ کیلئے کشادہ کئے ہوئے تھے اور فرماتے تھے اِنِّی لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ جَانِبِ الْیَمَنِ. اور ذلک فضل اللہ یوتیہ من یَشَاء. اللھم ارزقنا اتباعہ مسکینًا. (اے اللہ ہمیں مسکینی میں حضرت کی اتباع عطا فرما)۔

سلسلہ عالیۂ اویسیہ کے معتقدین کو چاہئے کہ آں حضرت رضی اللہ عنہ کی مطابعت میں دنیا پر تین طلاق بھیجیں۔ اس کے آرام، راحت اور لذت سے صرفِ نظر کریں اسے زہرِ قاتل سمجھیں اور فقر و مسکینی اختیار کریں۔ تاکہ اس خاندانِ عالی شان کے زمرۂ مقربان و محبان میں داخل ہوں اور اس سلسلۂ عالیہ کی عنایت و حمایت میں رہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و خلیہ محمدؐ و آلہٖ و اصحابہ اجمعین.

Marfat.com

سخنِ لطیف ۴:

# حضرت خواجہ اویس قرنیؓ کی تابعین اور جُملہ صالحین پر فضیلت و بزرگی

مولانا اسماعیل بن احمدؒ بن عبداللہ ''نورالمریدین'' میں فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ حضرت رسالت پناہ ﷺ کا زمانہ پالینے کے بعد غائبانہ آپ پر ایمان لے آئے اور آپ کی والدہ ماجدہؓ بھی ایمان لے آئیں۔ اور یہی بات کتاب ''مجالس المومنین'' میں لکھی ہے۔ اگرچہ آپ کی نبی کریم ﷺ سے صحبت نہیں رہی۔ لیکن حجرۂ نبوت میں (روحانی) پرورش پائی اور یارانِ حضور ﷺ سے ملاقات کی ہے۔ اور ایسے کامل مشائخِ طریقت اور اولیائے کبار میں سے ہو گئے جنہیں پیر کی حاجت نہیں رہتی۔ ''نفحات الانس''، ''تذکرۃ الاولیاء'' اور ''قدسیہ'' وغیرہ نامی کتابوں میں اسی طرح منقول ہے۔ اور اسی لئے آپ تمام تابعین رحمۃ اللہ تعالیٰ میں بزرگ تر اور نیک تر ٹھہرے۔ آپ کی تمام تابعین پر فضیلت و بزرگی کے بارے میں احادیثِ نبوی میں بھی آیا ہے اور ''مجالس المومنین'' میں لکھا ہے کہ حضرت سید المرسلین ﷺ نے آپ کے حق میں ''نفس الرحمٰن'' کے کلمات فرمائے ہیں۔ ابن عدی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ پیغمبرِ پاک ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایک مرد ہوگا جس کا نام اویس بن عبداللہ قرنی ہوگا۔ اور میری امت کے حق میں اس قدر شفاعت کرے گا جس قدر ربیعہ اور مضر کی بھیڑوں کے بال ہیں۔

ہرم بن حیان رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ کہ ابویعلیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ پیغمبرِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ تابعین میں سے قرن میں ایک شخص

Marfat.com

ہوگا جس کا نام اویس بن عامر ہوگا۔ اس کے جسم پر سفیدی کا نشان ہوگا۔ وہ خدا سے گزارش کرے گا کہ اس کی یہ سفیدی دور ہو جائے البتہ کہے گا کہ اے خدایا! اس کا تھوڑا سا نشان میرے جسم پر رہنے دے تاکہ میں تیری نعمت کو یاد کرتا رہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کی خواہش کے مطابق یہ سفیدی رہنے دے گا۔ تم میں سے جو کوئی اُسے پالے وہ اسے اپنے لئے باعثِ نجات سمجھے۔

اور ابنِ شیبہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ تمہیں ایک شخص اویس نامی ملے گا، جس کے جسم پر سفیدی ہوگی۔ وہ دعا کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی یہ سفیدی ختم کر دے چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کی یہ سفیدی ختم کر دے گا۔ پس تم میں سے جو کوئی اُسے ملے تو اس سے اپنی بخشش کیلئے دعا کی گزارش کرے وہ تمہارے حق میں دعا کرے گا۔

خطیب اور ابن عساکر نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایک مرد ہوگا جسے اویس قرنیؓ کہا جائے گا۔ اسے ایک جسمانی عارضہ لاحق ہوگا۔ وہ اس عارضہ کے خاتمے کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے گا۔ چنانچہ اللہ جل شانہٗ اس کی تکلیف کو ختم کر دے گا۔ تاہم اس تکلیف کا کچھ حصہ اس کے جسم پر رہ جائے گا اور وہ جب اسے دیکھا کرے گا، تو خدا کو یاد کرے گا۔ پس جب تم اسے پالو تو اسے اپنے پاس بُلا لینا۔ اسے اپنے لئے دعا کرنے کیلئے کہنا۔ کیونکہ وہ پروردگارِ جہان کے نزدیک کریم کا درجہ رکھتا ہے۔ اور اس نے اپنے والدین کے ساتھ نیکی کی ہوئی ہے۔ اور جو کچھ وہ کہے گا۔ وہی اللہ تعالیٰ کرے گا۔ اور وہ اتنے امتیوں کی سفارش کرے گا جتنی ربیعہ اور مضر کی بھیڑیں ہیں۔

ابن سعد، احمد، مسلم اور حاکم نے ''مستدرک'' میں حضرعمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے عرب کے لوگو! اہلِ یمن کی

Marfat.com

امداد سے اویس بن عامر تمہارے پاس آئیں گے۔ ان کے جسم پر ایک درہم کے برابر برص کا نشان ہوگا۔ ان کی ماں بھی (زندہ) ہوگی۔ جس کے وہ بہت ہی زیادہ تابع فرمان ہوں گے اور اگر وہ کوئی مراد اللہ تعالیٰ سے طلب کریں گے تو اللہ تعالیٰ وہی مراد پوری کرے گا۔ پس اگر ممکن ہو تو اس (کے ذریعے) سے اپنے لئے مغفرت طلب کرنا۔ ابن شیبہ نے اپنی تصنیف میں حاکم نے ''مستدرک'' میں اور بیہقی اور ابن عساکر نے لکھا ہے کہ (حدیثِ پاک رسول اللہ ﷺ کے) الفاظ یوں تھے کہ ایک شخص آئے گا۔ کہ ربیعہ اور مضر (کے قبیلوں کے افراد) سے زیادہ لوگ ان کی شفاعت سے جنت میں جائیں گے۔ وہ شخص اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) ہوگا۔ ابی امامہ کی زبانی ''طبرانی'' میں روایت ہے کہ میری امت میں سے ایک شخص آئے گا جو ربیعہ اور مضر کی تعداد سے زیادہ لوگوں کی سفارش کرے گا۔ وہ اپنے اندازۂ عمل کے مطابق سفارش کرے گا۔ اور ابونعیم نے ابی امامہ سے ان الفاظ میں روایت بیان کی ہے کہ میری امت میں سے ایک شخص ربیعہ اور مضر (کے افرادِ قبیلہ سے زیادہ تعداد میں میری امت کے لوگوں کو دوزخ (سے نکالنے) کی سفارش کرے گا۔

## آپ خیر التابعین تھے:

یہ تمام احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اصح ترین روایات کے مطابق حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ بزرگ ترین تابعی ہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا لفظ ''خیر التابعین'' جو آپ کیلئے استعمال کیا جاتا ہے اس میں کوئی شک نہیں اور بعض مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اہل بصرہ میں سے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ، اہل بصرہ میں سے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ اہلِ شام میں سے مکحول رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ میں سے حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ بزرگ ترین تابعی ہیں۔ کیونکہ ان بزرگوں کا علم دیگر تابعین سے کہیں زیادہ اور برتر ہے۔ واللہ اعلم۔ یہاں تک

Marfat.com

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ افضل التابعین سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ مرتبہ ان کے معرفت علوم واحکام شرائع کی بنا پر ہے۔ اور اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے۔ اور حضرت اویس (قرنی) رضی اللہ عنہ کی افضلیت باعتبار کثرت ثواب ہے۔ اور ''قاموس میں آیا ہے کہ اویس بن عامر رضی اللہ عنہ سرداران تابعین میں سے ہیں۔ اور شاید حدیث کے الفاظ اس پر دلالت (کرتے) ہوں۔

## اقوالِ علماء ومشائخ

اب علماء ومشائخ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کے وہ اقوال درج کیے جاتے ہیں جو انہوں نے اس ضمن میں ارشاد فرمائے ہیں۔ کتاب ''امتناع السماع'' میں آیا ہے، کہ سعید بن المسیبؒ افضل تابعین ہیں، حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بعد اور اس سے ہی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مرتبے کا پتا چلتا ہے اور شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے ''تعرف فی معرفت الفقہ والتصوف'' کے حاشیے پر لکھا ہے کہ حضرت مسیّبؒ کو خیر التابعین اسی طرح کہا جاتا ہے جس طرح حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو ساداتِ تابعین کہا جاتا ہے۔

مولانا سید محمود بن علی شیخانی نے ''حیات الذاکرین'' میں لکھا ہے کہ ساداتِ تابعین، اول التابعین اور افضل تابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں، شیخ نخشبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو دُرِسلک سلوک میں قبلہ تابعین، قدوۃ اربعین، آفتابِ نہاں اور نفس الرحمٰن فرمایا ہے۔ اور کتاب ''مجالس المومنین'' میں لکھا ہے کہ حضرت قرنی رضی اللہ عنہ سہیل یمن آفتاب قرن اور غوث المتاخرین تھے۔ سید نور بخش نور اللہ مرقدہ نے آپؒ کو سید التابعین کہا ہے۔ اور کتاب ''تاریخ برگزیدہ'' میں ہے کہ شیخ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کبار تابعین میں سے ہیں۔ اور ''ہدایت الاعمیٰ'' کے

Marfat.com

نویں باب میں لکھا ہے کہ خیر التابعین، حضرت امام اعظم اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہما ہیں واللہ اعلم۔

سید السادات، منبع البرکات حضرت عیسیٰ بلوٹی قدس اللہ سرہ نے اپنی کتاب ''صحیفۃ الذہب'' میں جو رسالت مآب ﷺ کے اہلِ بیت واطہار کے مناقب پر مشتمل ہے۔ اور جس کا ذکر ابوشکور سلمی کی تصنیف کے آغاز میں اور ''دستور الحقائق'' میں آیا ہے، لکھا ہے کہ علویات وسفلیات کی تمام خلق ومخلوقات میں افضل ترین اور بہترین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد بنی آدم میں حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام ہیں۔ پھر تمام پیغمبران علیہم السلام افضل ہیں۔ ان کے بعد چاروں خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم ترتیب خلافت کے اعتبار سے افضل ہیں اور پھر رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ہیں، پھر وہ صحابۂ کرام ہیں جنہیں عشرۂ مبشرہ بھی کہتے ہیں اور جو خلفاء اربعہ اور طلحہ وزبیر وسعد وعبدالرحمٰن بن عوف وابو عبیدہ بن الجراح پر مشتمل ہیں، اس کے بعد وہ صحابۂ کرام ہیں جو حضرت رسالت پناہ ﷺ کی طرف سے جنگ بدر میں لڑے اور درجۂ شہادت کو پہنچے۔ اس کے بعد وہ سارے صحابہ ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کی صحبت سے فیض اٹھایا اور آپ کے جلیس رہے۔ ان سے نچلے درجے پر تابعین ہیں۔ جنہوں نے آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کی پیروی کی۔

خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ بہترین تابعین میں سے تھے۔ آپ کے بعد نیک ترین انسان امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اس کے بعد وہ علماء ہیں جو علم شریعت کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ اس کے بعد بزرگ ترین انسان وہ ہے کہ اسلام پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ کے ذریعے لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور حدیث مبارک ہے کہ خیر الناس من ینفع الناس. (یعنی لوگوں میں بہترین وہ ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے)۔ پوجو

Marfat.com

کوئی ان مراتب اور اس ترتیب کے برعکس عمل کرے یا اعتقاد رکھے وہ بلا شبہ گمراہ ہے۔

پس ان احادیثِ نبویؐ اور اقوالِ مشائخ سے بلاشبہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی افضلیت تمام تابعین پر ثابت ہوگئی اور یہ بات قطعاً پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ انبیاء اور صحابۂ کرام کے بعد اپنے زمانے میں اور اپنے بعد آنے والے زمانے میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ افضل الخلائق ہیں۔ اور سلف وخلف اور متقدمین ومتاخرین مشائخ اور اولیائے کاملین آپ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ پائے اور اسی لئے فقہاء اور علماء مختار رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین نے آپ کے حق میں اپنے خیالاتِ عالیہ کا اظہار کیا ہے۔

شیخ عبداللہ مسطری کتاب ''نور احمدی'' جو سلطان احمدی کبیر قدس سرہٗ کے مناقب میں ہے لکھتے ہیں کہ بعض کبار عارفین ومحققین نے کہا ہے کہ سلطان سید احمد کبیر الحسینی الرفاعی کا مرتبہ شیخ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے بلند تر ہے۔ اگر اپنے معاصر اولیاء میں اصحاب پیغمبر ﷺ کے بعد مقامات محبوبیت ومحبت ومعرفت میں کسی کو کوئی تخصص حاصل ہے۔ تو وہ سلطان احمد کبیر الرفاعی ہیں اور شیخ اویس قرنی رضی اللہ عنہ بزرگ تر ہیں اعمال ظاہرہ کی بعض جزئیات اور مجاہدات ومشقات میں چنانچہ عوام الناس سے دور رہنا، ساری عمر بیابان میں بسر کرنا اور وہاں پتے اور میوہ جات کھا کر گزارہ کرنا اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات اور جبۂ رسالت پناہ ﷺ کیلئے چار پانچ گھنٹے ٹھہرنا اس پر دلالت کرتی ہیں۔

شیخ عبداللہ مسطری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ خیال کہ سید احمد کبیر قدس سرہٗ کا مرتبہ شیخ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے بلند تر ہے، احادیثِ نبوی ﷺ اور اقوالِ مشائخ اور مسلمہ عقائد کے برعکس ہے۔ واللہ اعلم۔

یہاں یہ کہا جاسکتا ہے، کہ شیخ عبداللہ مسطری رحمۃ اللہ علیہ چونکہ سلطان سیدی احمد کبیر قدس اللہ سرہٗ کے مرید ومعتقد تھے، اس لئے انہوں نے یہ بات مریدانہ عقیدت کے طور پر کہہ دی ہے، مرید اپنے مُرشد کے مناقب ومقامات بیان کرتے وقت حدود

Marfat.com

سے آگے گزر جاتا ہے، اس لئے اسے معذور سمجھنا چاہئے اور اسی لئے وہ قابلِ معافی ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ حقیقت حال وانجام کار کو بہتر جانتا ہے۔

## تفضیل شیخ کی وجہ:

بعض دفعہ یوتا ہے کہ پیر اپنے مرید کو اس کی ثابت قدمی کیلئے مرتبۂ ارادہ میں بعض بلند تر مقامات کا مشاہدہ کروادیتے ہیں اور عالم غیب میں تمام شعبوں کے مراتب کی بہت سی باتوں کی اُسے سیر کروادیتے ہیں چنانچہ شاید عبداللہ مسطری قدس سرہٗ کے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آیا ہو۔

اور یہ بات جو عارفِ ربانی مولانا جامی قدس سرہٗ السامی نے شیخ مجدالدین بغدادی قدس سرہٗ کے احوال بیان کرتے ہوئے ''نفحات الانس'' میں لکھی ہے جو ہمارے دعوے کی دلیل ہے کہ ایک روز سلطان بایزید کے ایک مرید نے شیخ رکن علاء الدولہ قدس سرھما سے کہا کہ چونکہ تو شیخ مجدالدین کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوگیا ہے اس لئے اچھے دائرۂ سلوک کا انتخاب کیا ہے۔ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ میں ایک دفعہ وضو کررہا تھا اسی اثناء میں دیکھا کہ دیوارِ قبلہ شق ہوئی۔ اس میں سے کچھ ایسا منظر نمایاں ہوا کہ آسمان اور ستارہ مشتری نمودار ہوئے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ کسی نے بتایا کہ یہ سلطان بایزید قدس سرہٗ کا نور ہے۔ تھوری دیر ہوئی تھی کہ میں نے دوسرا آسمان دیکھا یہ سارے کا سارا سورج کی طرح روشن تھا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ کسی نے بتایا کہ یہ مجدالدین بغدادی قدس سرہٗ کا نور ہے۔ وہ درویش متعجب ہوا۔

پھر شیخ رکن الدین نے فرمایا کہ میں یہ بات اس لئے نہیں کہہ رہا ہوں کہ ان کے مراتب کی بلندی یا بڑائی بیان کروں یا شیخ مجدالدین بغدادی کو سلطان بایزید قدس سرھما سے بلند رتبہ ظاہر کروں۔ بلکہ اللہ جل شانہٗ نے انہیں ایک طریقۂ (سلوک) کے حوالے کیا ہے جب انہوں نے اس مشرب کی طرف توجہ کی اور اس طریقہ کے تابع ہو

Marfat.com

گئے تو حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے ان کی ثابت قدمی کیلئے اس طریقہ میں ان کے شیخ کے اعلیٰ مرتبے اُن پر آشکار کر دیئے۔ ورنہ بلاشبہ یہ مراتب قیامت میں ظاہر ہوتے ہیں اور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کی متابعت کے بغیر اس دُنیا میں رُتبہٗ بلند کا اظہار نہیں ہوتا۔ جس قدر کوئی شخص متبعِ رسول ﷺ ہوگا۔ اس قدر اس کا مرتبہ اعلیٰ تر ہوگا۔ واللہ اعلم۔

میں، زیرِ نظر سطور کا مولف کہتا ہوں کہ ہر لحظہ ہر لمحہ میرے لئے باعثِ فخر و مباہات یہ بات ہے، کہ الحمد لِلّٰہ والمنة لهٗ حمداً کثیراً کہ میں اس خاندان عالی شان کا کمترین مرید اور ارزل ترین معتقد ہوں۔ اور اس بلند مرتبہ سلسلۂ عالیہ کا غلام ہوں اور دل و جان سے اس کا طالب ہوں۔ اور میں دل سے اس کے ساتھ لو لگائے ہوئے ہوں۔

**بیت**

من از جان بندۂ سلطان اویسم
اگرچہ بادش از چاکر نبا شد

ترجمہ: اگرچہ ہوا نوکر نہ ہو، (یعنی حالات موافق نہ ہوں تو بھی) میں دل و جان سے سلطان اویس رضی اللہ عنہ کا غلام ہوں۔

**بیت**

خنک طالبانیکہ خاک وی اند
گرد گشتہ ذات پاک وی اند

ترجمہ: جو طالبان (راہِ سلوک) اس کے در کے غلام بن گئے وہ دراصل اس کی ذاتِ پاک کی گرد بن گئے۔

اللّٰھُمَّ اَفِضْ علینا برکاتہٗ واوصل الینا فتوحاتہٗ بکرمک وفضلک یا ارحم الرّاحِمین.

☆......☆......☆

Marfat.com

سخنِ لطیف ۵:

## حضرت اویس قرنیؓ اور شرفِ صحابیت

بہت ساری احادیث اس بات پر شاہد و ناطق ہیں کہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ تابعین میں سے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضوان اللہ علیہم میں سے نہیں ہیں۔ کیونکہ بظاہر آپ کی ملاقات رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہوئی خیر التابعین قاضی عبد الصمد رحمۃ اللہ علیہ ملفوظات حضرت مخدوم نوح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، چونکہ خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے تعریف گو ہیں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مدح سے بالاتر ہیں، بلکہ حبیب کے ساتھ ان کی نسبت، مرتبۂ محبوبیت میں سے ہے۔ کیونکہ حضرت حبیب ذوالمنن صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سینۂ مبارک ہوائے اویس کیلئے یمن کی طرف کھولا تھا اور فرمایا تھا۔

اِنِّی وَجَدْتُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ. یمن کی جانب سے نسیمِ رحمت آتی ہے۔

### بیت

نسیم صبحدم امروز بوئے جان آورد
یارِ گم شدۂ من نشان آورد

ترجمہ: آج نسیمِ صبحدم میرے لئے زندگی لے کر آئی ہے۔ کیونکہ یہ میرے گم شدہ دوست کا پتا لے کر پہنچی ہے۔

اور مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ تابعین میں سے جس شخص کو راستی پر کہا جاسکتا ہے وہ اویسؓ ہے۔ اس کی جلد پر برص کا نشان ہے پس اس سے اپنے لئے دعائے مغفرت کروانا۔

Marfat.com

اس حدیث کو مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ بہترین تابعین ہیں۔ یہی بات آپ کے فضل وعظمت کو ظاہر کرتی ہے۔ سید محمود حیوٰۃ الذاکرین مین فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ علی الاطلاق بہترین تابعین ہیں۔ اور یہ کہ آپ عارف باللہ ہیں۔ علمائے ظاہر میں بھی آپ بلندرتبہ ہیں۔ کیونکہ آپ احکامِ الٰہی کی پوری پوری پیروی کرنے والے ہیں۔

مولانا علی بن سلطان محمد قاری نے رسالہ معدن العدنی میں آں حضرت رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے سلسلے میں احادیث مبارکہ نقل کی ہیں۔ زیرِنظر کتاب کا یہ مولف نے بھی ان کو یہاں اپنی کتاب میں درج کر رہا ہے۔

حضرت رسالت پناہ ﷺ نے کئی مواقع پر اشاد فرمایا کہ تابعین میں ایک نیک ترین مرد ہے جسے لوگ اویس کہتے ہیں۔ اس حدیث کو حاکم نے علی اور حمد سے اور ابن سعد نے عبدالرحمٰن سے اور ابو علی نے صحابہؓ میں سے کئی ایک سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کو مسلم نے حضرت عمرؓ سے اس اضافہ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ اویس رضی اللہ عنہ کی والدہ بھی ہے۔ جس کی وہ بے انتہا خدمت کرتا ہے۔ اور وہ ہر لحاظ سے راست گو ہے۔ اور اس کے جسم پر برص کا نشان ہے پس اگر تم اس زمانہ پاؤ تو اس سے اپنے لئے مغفرت کی دعا کروانا۔

## حضرت اویس قرنی کی صحابیت:

اور ابنِ سعد رحمتہ اللہ علیہ نے کسی سے روایت کی ہے کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس امت میں میرا دوست اویس قرنی ہے مولانا سید محمود بن محمد بن علی الشیخانی القادری ثم المدنی کہ اپنے زمانے کے کبار علماء ومشائخ میں سے تھے، اپنی کتاب حیات الذاکرین میں فرماتے ہیں کہ سید عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس مین کبھی حاضر نہ ہوئے اور

Marfat.com

جنگ، احد میں بھی شرکت نہیں کی۔ تاہم حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار دندانِ مبارک شہید ہوئے تو میں اپنے چاروں دانت توڑ ڈالتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو کوئی نقصان پہنچتا تو میں اپنا چہرہ مسخ کر لیتا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشتِ مبارک دُہری ہوتی تو میں اپنی کمر کو جھکا لیتا۔ میں نے یہی علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی بعض تالیفات میں بھی دیکھی ہے اور یہی روایت بعینہٖ کتاب لواقح الانوار فی طبقات الاخیار میں بھی ہے۔ واللہ اعلم۔

## صحابی کون؟:

سیّد محمود رحمۃ اللہ علیہ نے حیات الذاکرین میں بعض علماء کا قول نقل کیا ہے۔ کہ محدثین رحمہم اللہ کے نزدیک یہ قول بالکل درست ہے کہ صحابی وہ ہے جو بحالت ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے زمانے میں آپ علیہ وسلم) کا شیدائی رہا ہو۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ بھی دیکھا ہو جس طرح اویس قرنی رضی اللہ عنہ جبکہ احنف بن قیس اور کعب احبار رضی اللہ عنہما تابعی محض نہیں۔ واللہ اعلم۔

## صحابیت اویس رضی اللہ عنہ کا امکان:

یہ فقیر حقیر یعنی ان سطور کا مؤلف یہ کہنے کی جسارت کرتا ہے۔ کہ ممکن ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ صحابی ہوں اور حضرت رسالت مآب علیہ وسلم کی صحبت سے اخذ فیض کیا ہو لیکن ہم تک لمحات صحبتِ اور اخذِ فیض کی روایت نہ پہنچی ہو۔ اور جب لوگ عدم صحابیت کے قائل ہیں، ان کے علم میں یہ روایت نہ آئی ہو اور انہیں اس روایت کا علم نہ ہو۔ علم خداوندی کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اور کوئی فرد تمام علوم کا احاطہ بھی نہیں کر سکتا۔ اور اگر کوئی ایسا کرنے کا دعویٰ کرے تو کیوں کر؟ جبکہ شانِ الٰہی یہ ہے کہ

Marfat.com

وَلَایُحِیطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ. یعنی وہ اس کے معلومات میں سے کسی چیز کو اپنے احاطۂ علم میں نہیں لا سکتے، سوائے اس کے کہ جس قدر وہ چاہے۔

اور اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے

وَفَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ. یعنی ہر علم والے سے بڑھ کر ایک علم والا ہے۔

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اپنے کسی رسالہ یا مکتوب میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی بات کسی ایک فرد کے نزدیک ثابت نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ دوسرے کے نزدیک بھی ثابت نہیں ہو سکتی عجب نہیں کہ حق تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی ملاقات و اجتماع کو چشمِ خلق سے مستور رکھا ہو۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ. میرے دوست میری قبا کے اندر (ہوتے) ہیں اور انہیں میرے سوا کوئی دوسرا نہیں پہچان سکتا۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا شِفَاعَتَهُمْ. اے اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی شفاعت نصیب فرما۔

☆......☆......☆

Marfat.com

سخن لطیف ۶:

## حضرت رسولِ خدا ﷺ سے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے دور رہنے کے اسباب

علماء اور مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے کتب اور تالیفات میں یوں فرمایا ہے کہ حضرت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ اپنی والدہ محترمہ کی خدمت میں مشغولیت، ان کی دل داری، شریعت کے حکم کے تحت اور والدہ ماجدہ کی نافرمانی کے خوف کی وجہ سے پیغمبر خدا ﷺ کی ملاقات اور صحبت سے دُور رہے۔ حیوٰۃ الذاکرین، لوائح الانوار، طبقات الاخیار اور بحر الرموز وغیرہ میں اسی طرح لکھا ہوا ہے۔

مولانا اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نور المریدین یعنی شرح تعرّف میں فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ کو یہ گوارا نہ تھا کہ وہ انی والدہ ماجدہ کے حق مادری کی وجہ سے چلے جائیں اور حضرت رسالت پناہ ﷺ کے حضور میں حاضر ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے حق مادری کے سبب انہیں پیغمبر خدا ﷺ کی خدمت میں حاضری سے معذور رکھا۔

مولانا سلطان والا نے مثنوی میں فرمایا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ ولیہ تھیں اور وہ انہیں جانے سے منع فرماتی تھی۔ اور فرماتی تھیں کہ تیرے لئے میری خدمت کرنا ہی بہتر ہے۔ پس حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ان کی دلدہی کی خاطر ان کی خدمت کرنا ترک نہ کیا۔ اور حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف نہ ہوئے۔

شیخ یحییٰ شرف الدین منیری قدس سرہٗ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں:
اے بھائی! علم نیت بہت ہی دقیق اور لطیف ہوتا ہے۔ ہر کوئی اس راستے پر نہیں چل

Marfat.com

سکتا۔ صاحب دل جو کچھ کرتا ہے، اپنی نیت کے لحاظ سے کرتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک کی نیت اس کے ایمان کے مطابق ہوتی ہے۔ مقلد کیلئے ایمانِ تقلیدی کے لحاظ سے اور صاحبِ استدلال کیلئے ایمانِ استدلالی کے لحاظ سے اور عارف کیلئے ایمانِ مشاہداتی کے لحاظ سے۔ عجب بات ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے بیوی بچوں کو مکہ مکرمہ میں چھوڑ دیتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہجرت کر جاتے ہیں۔ لیکن خواجہ اویس رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کو (تنہا) نہیں چھوڑتے اور ان دونوں بزرگانِ دین کی نیت یکساں ہے۔

اسلاف میں ایسے بھی ہو گزرے ہیں جنہوں نے ترک اطاعت کی ہے۔ مگر ان کی نیت ایسا کرنے کی نہ تھی۔ ابنِ سیرین نے حسن بصری رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی۔ فرمایا کہ میری نیت (ترکِ جنازہ کی) نہیں تھی۔ اس مقام پر بزرگ فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ ان کی نماز نہ پڑھنا، دوسروں کے پڑھنے سے بہتر ہو۔ کیا معلوم کہ ثواب کیلئے لوگ کیوں نماز پڑھتے ہیں اور کیوں نہیں پڑھتے۔ اور کیا معلوم کہ حج کیلئے کیوں جاتے ہیں اور کیوں نہیں جاتے۔ اس مقام پر اہل رسم وعادت سرگرداں ہیں۔ یقیناً رسم وعادت کچھ اور ہے اور اولیاء وانبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کا راستہ کچھ اور ہے۔ اس جگہ تک مکتوبات کی عبارت ہے۔ پس یہ بات صحیح ہے کہ حضرت اویسؓ کی حضور ﷺ کی صحبت کو ترک کرنے کی نیت نہ ہو۔ واللہ اعلم۔

مولانا علی بن سلطان قاری ''معدنی العدنی'' میں فرماتے ہیں کہ میرا خیال یہ ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں حضرت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ قطب ابدال تھے۔ کیونکہ آپ مستور الاحوال تھے۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ عوام وخواص سے قطب غوث کے احوال پوشیدہ کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

Marfat.com

ولیاھی تحت قبائی لایعرفھم میرے اولیاء میری قبا کے اندر ہیں۔
غیری. میرے سوا انہیں کوئی دوسرا نہیں پہچانتا۔

''ہدایت الاعمیٰ'' کی تحریر سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے زمانے میں قطب حضرت اویس رضی اللہ عنہ تھے۔ چنانچہ اس کا ذکر آگے آتا ہے۔

**۲۔ قطبین کا باہم نہ ملنا:**

مولانا علی حمزہ بن علی ملک بن حسن الطوسی المعروف بہ ابی احمد محمد الرحمی الہاشمی المزدری الولد والاسفرائنی المجید عرف باوزی رحمہم اللہ تعالیٰ ''جواہر الاسرار'' میں فرماتے ہیں کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ قطبین آپس میں نہیں مل سکتے۔ جس طرح شیخ رکن الدین علاء الدولہ اور خواجہ عمادی کے درمیان اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے چچا عصام قرنی کے درمیان ملاقات نہ ہوئی۔ پس مولانا علی حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق کہ قطبین کے درمیان ملاقات نہیں ہوتی، صحیح اور درست ہے۔ کہ اسی لئے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اویس قرنیؓ کے درمیان ملاقات نہ ہوئی۔ واللہ اعلم۔

**۳۔ حالتِ سُکر اور یادِ حق میں استغراق:**

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''کشف المجوب'' میں فرماتے ہیں۔ اور اسی طرح ''مجالس المومنین'' اور تذکرہ اولیاء'' سے منقول ہے کہ دو چیزوں کی وجہ سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے منع کر دیا گیا تھا۔ ایک غلبۂ حال اور دوسرے حق والدین۔ کہ جن کا خیال رکھنا شریعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق ہے۔ ''تذکرۃ الاولیا'' میں ان الفاظ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ کہ ان کی والدہ نابینا تھیں اور ان کے ہاتھ پاؤں کمزور ہو گئے تھے۔

شیخ ابوبکر بن اسحاق محمد بن ابراہیم بن یعقوب البخاری الکلاباذی رحمۃ اللہ

Marfat.com

علیہ کتاب ''تعرّف لمذہب التصوف'' میں فرماتے ہیں کہ کسی کیلئے فنا یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے اوصاف کی بنا پر غائب ہو جائے اور خلق خدا اُسے دیوانہ یا دنیا اور اس کے معاملات سے بے خبر جانے۔ کیونکہ ایسے شخص کو اپنے گردوپیش کی تمیز نہیں ہوتی اور وہ لذاتِ دنیاوی سے بے پرواہو جاتا ہے۔ خلقِ خدا کو اس کے ساتھ کوئی تعلق ہوا ہے نہ اسے خلقت کے ساتھ کوئی واسطہ۔ کیونکہ وہ تو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اس طرح اُسے خلقِ خدا کے ساتھ ملنے جُلنے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ چنانچہ خلقت اس کے ساتھ خود کو موافق نہیں پاتی اور وہ خود بھی خلقت سے الگ تھلگ رہتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ دیوانہ ہے یا اُسے ہوش نہیں۔ امت میں اس قسم کے بہت سے لوگ ہوئے ہیں۔ مثلاً حضرت بلالؓ اور حضرت اویسؓ۔

پس ''کشف المحجوب'' ''تعرف'' اور ''مجالس المومنین کی تحریروں سے معلوم ہوا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ مغلوبُ الحال اور فانی الصفت تھے۔ اور فانی اور مغلوب الحال سے حالت سکر میں جو اقوال و افعال صادر ہوتے ہیں، کہ بظاہر منکر و شنیع نظر آتے ہیں اور احکام شرع کے خلاف ہوتے ہیں، سبھی قابل معافی ہوتے ہیں اور ایسے معاملات میں انہیں معذور سمجھا جاتا ہے۔ منکرات و شطحیات، جو بعض اکابرینِ امت اولیائے کاملین اور اصحاب رسول ﷺ سے صادر ہوئے۔ اسی مقام (حالت سکر) سے تھے۔

## حضرت ابن عمرؓ کی حالت استغراق:

''تعرف'' میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ طواف کر رہے تھے۔ جب حالتِ طواف میں ایک شخص نے انہیں سلام کیا۔ تو انہوں نے سلام کا جواب نہ دیا۔ اس شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکوہ کیا کہ میں نے طواف کرتے وقت عبداللہ کو سلام کیا۔ لیکن انہوں نے جواب نہ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے عبداللہ سے پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس جگہ میں اللہ تعالیٰ سے ہمکلام تھا۔ اور اس کے دیدار میں مشغول تھا۔ اس شخص کے سلام کا مجھے پتا ہی نہ چلا۔ چنانچہ اُس معاملہ میں قطعاً معذور ہوں۔ اور ''شرح تعرف'' میں یہ بھی ہے کہ حامد دوستان نامی ایک بزرگ تھے۔ وہ اس قدر مغلوب الاحوال تھے کہ ترکِ نماز کر دیتے تھے۔ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے اور ''اللہ اکبر'' کہتے، تو بے ہوش ہو جاتے اور گر پڑتے۔ کافی عرصہ اسی طرح گزر گیا اور اسی حالت میں انتقال کیا۔

## حضرت خواجہ عبدالخالقؒ کی حالت سکر و مستی:

میں مولف جو دنیا کے اس آخری زمانے میں زندگی بسر کر رہا ہوں کے ایک بزرگ حضرت عبدالخالق نامی ہیں۔ جو ہانس کی سرزمین میں رہتے ہیں۔ ان پر حالت سکر وفنا اس قدر غالب ہے کہ نماز نہیں پڑھ سکتے۔ جب وہ صف میں کھڑے ہوتے ہیں اور امام سے لفظ ''اللہ اکبر'' سنتے ہیں تو سکر کی حالت میں ان کے ہوش خطا ہو جاتے ہیں اور نماز میں کھڑے ہی رہتے ہیں اور افعال نماز یعنی رکوع، سجود اور تعوذ وغیرہ ادا نہیں کر سکتے۔ جب امام اور جماعت نماز سے فارغ ہو جاتے ہیں۔ تو گانے بجانے والے مسجد سے باہر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور گانا گاتے ہیں جب گانے بجانے کی آواز ان بزرگ کے کان میں پڑتی تو گھنٹے ایک کے بعد سکر و بے ہوشی کی کیفیت سے نکل کر حالتِ صحو میں آجاتے ہیں اور آس پاس کے ماحول سے باخبر ہوتے ہیں۔ اکثر نمازوں میں اس طرح بے خبر اور حالت سکر میں پڑ جاتے ہیں اور نماز کے علاوہ بھی اگر لفظ ''اللہ اکبر'' یا قرآن پاک کی کوئی آیت سن لیتے ہیں تو فوراً مدہوش ہو جاتے ہیں۔ پھر جب گیت وغیرہ (سرود) گایا جاتا ہے تو ہوش میں آتے ہیں۔ ان کی عمر اسی طرح گزر رہی ہے۔ یہ فقیرِ حقیر ان بزرگ کی صحبت میں رہا ہے۔ ان کی زیارت سے مشرف ہوا ہے۔ ان بزرگ کے باطن پر حضرت اویس قرنیؓ کے آفتابِ روحانیت نے اپنی کرنوں کی

Marfat.com

روشنی ڈالی ہے انہوں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ارشاد و تلقین کی تعلیم پائی ہے۔ اور ایسے انوارِ فیض و کرامت حاصل کیے ہیں جو میں نے خود ان کی زبان سے سُنے ہیں۔ ان بزرگ کے اوصاف و مناقب بہت زیادہ ہیں۔ میں نے طوالت کے خوف سے مختصر لکھے ہیں اور انہی پر اکتفا کیا ہے۔

## ایک سوال اور اس کا جواب:

''شرح تعرف'' میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا مقام، سب مقامات سے بلند ہے۔ کوئی پیغمبر مغلوب ہوا نہ شریعت ساقط ہوئی تو یہ بات دوسرے کیلئے کیسے روا ہو گی۔ جب یہ ہے کہ یہ مقام معذوری ہے اور غلطی کی بنا پر معذور سمجھنا جائز ہے اور انبیاء علیہم السلام غلطی سے پاک ہوتے ہیں۔ اور دوسرے انبیاء اللہ تعالیٰ اور خلقت کے درمیان سفیر ہیں۔ اور شریعت انہی کے ذریعے قائم ہوتی ہے۔ یہ لوگوں کے بگاڑ کو درست کرتے ہیں۔

میں اپنے مقصود اور حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے حضرت رسول اکرم ﷺ سے دور رہنے اور ملاقات نہ کرنے کے بارے میں صحیح ترین اقوال کی طرف واپس آتا ہوں۔ یہی غلبۂ احوال و غیبت اور کیفیتِ فنا و محویت تھی جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی ذات میں سرایت کیے ہوئے تھی۔ چنانچہ مناسب نہیں ہے کہ کوئی ان پر طعنہ زنی کرے اور ان کے بارے میں عیب جوئی و معصیت چینی کرے۔ اس بنا پر کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ملنے سے گریز کیا۔

## خواجہ عبدالخالقؒ کا ایک عجیب روحانی نکتہ:

۱۱۵۸ھ کی بات ہے فقیر مولف کتاب لاہور (اللہ تعالیٰ اس شہر کو ہر طرح کے شر سے محفوظ رکھے) جاتے ہوئے عبدالخالق قدس سرہٗ کے مکان و مسکن پر حاضر ہوا تا کہ زیارت سے مشرف ہوسکوں اور ان کے انوارِ دیدار اور فوائد گفتار سے مستفید

Marfat.com

ہو سکوں، میں نے اپنی تحریر کو ان بزرگوار کی خدمت میں پیش کیا چونکہ ان کی بصارت بظاہر کمزور ہو چکی تھی، اور وہ پڑھنے سے معذور تھے۔ انہوں نے مجھ فقیر سے فرمایا کہ اس تحریر میں سے کچھ پڑھ کر سُناؤ۔ میں نے پڑھنا شروع کیا جب اس مقام پر پہنچا کہ ''حضرت اویس رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کی خدمت کی مصروفیت کی وجہ سے حضرت رسالت پناہ ﷺ سے ملاقات نہ کر پائے'' تو فرمایا کہ خاموش ہو جا اور میری بات سُن۔ کہ ماں سے مراد وہ ماں نہیں ہے جو بنی آدم میں سے ہوتی ہے۔ اور جن لوگوں نے ایسا سمجھا ہے وہ غلطی پر ہیں۔ معلوم ہونا چاہئے کہ اس جگہ ایک پوشیدہ نکتہ ہے جسے ظاہر بین سمجھنے سے قاصر رہے ہیں۔

انہوں نے فرمایا یہ بات واضح ہے کہ جب بادشاہ ازلی اور سلطان لم یزلی عز شانہ نے کنت کنزاً مخفیاً اجبت انْ اُعْرَفَ فخلقتُ الخلقَ (میں چھپا ہوا خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے خلقت کو پیدا کیا) تو اس نے چاہا کہ نورِ وحدت سے کثرت پیدا کرے اور کتمِ عدم سے دنیا کو وجود میں لائے۔ اسی لمحے دریائے وحدت اور بحرِ نورِ مطلق حرکت میں آیا اور جوش مارا۔ اس حرکت اور جوش کے نتیجے میں پہلی مرتبہ نورِ محمدی ﷺ اس دریا پر بلبلے کی مانند ظاہر ہوا۔ چنانچہ فرماتے ہیں اول ماخلق اللہ نوری (اللہ تعالیٰ نے جو چیز پہلے پیدا کی وہ میرا نور تھا) ''ام الانوار'' رکھا گیا۔ اور ''ام'' کو فارسی زبان میں مادر (ماں) کہتے ہیں۔ چونکہ ماں اولاد کو جنم دیتی ہے اسی طرح تمام مخلوقات وموجودات کا نور نورِ محمدی ﷺ سے اخذ ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انا من نور اللہ والمومن من نوری. (میں اللہ تعالیٰ کے نور میں سے ہوں اور مومن میرے نور سے ہوتا ہے)۔

خواجہ عبدالخالق نے فرمایا کہ یہ نور محمد ﷺ ازل سے ابد تک دریا کے بُلبلے کی طرح ذاتِ مطلق کے ساتھ پیوست ہے۔ اس میں کوئی جُدائی اور فرق نہیں ہے۔

Marfat.com

بُلبلے کی طرح کبھی تو یہ ذاتِ ہیویت میں گم ہو جاتا ہے اور کبھی ظاہری طور پر جلوہ نما ہوتا ہے۔ پس سالکِ راہِ حق جب اسم ذات سے تصفیۂ باطن اور تزکیۂ نفس میں مشغول ہوتا ہے اور اسم ذات کی تکرار تسلسل اور تواتر کے ساتھ کرتا ہے اور یہ شغل حدِ کمال کو پہنچ جاتا ہے اور اسم ذات کی تکرار تسلسل اور تواتر کے ساتھ کرتا ہے اور یہ شغلِ حد کمال کو پہنچ جاتا ہے تو اسم ذات کا نور ذاکر کے جسم کے تمام اعضاء و جوارح میں سر تا پا اور مو بمو سرایت کر جاتا ہے۔ ایسے عالم میں اسم ذات کی عظمت اور تسلط کی وجہ سے بشری آلائشیں اور کدورتیں ختم ہو جاتی ہیں اور ذاکر ذات مطلق کے انوار کے مشاہدے میں مشغول ہو جاتا ہے اور سالک بھی اسی نور میں ڈھل جاتا ہے۔ اور یہ نور (جو نور محمدی ﷺ ہی ہے) اور اسی سے محو و مستغرق ہو جاتا ہے۔ یہاں جُدائی اور فرق نہیں رہتا۔ کسی کو جدائی کی تاب نہیں رہتی سوائے اس کے جسے ارشاد و تکمیل کیلئے واپس بھیجا جائے۔ گویا قطرہ تھا جو دریا سے پیوست ہو گیا۔ اور ذرہ تھا جو آفتاب میں گم ہو گیا۔ پس اس مقام پر اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا بھید ظاہر ہوتا ہے۔ کہ **کل شئی ھالک الا وَجھہٗ** (سوائے اللہ جل شانہٗ کے ہر چیز فنا ہونے والی ہے) اور آیۂ کریمہ **کل من علیھا فان و یبقٰی وَجْہُ ربک ذو الجلال والاکرام** (ہر چیز فنا ہو جانے والی ہے لیکن تیرے رب ذوالجلال والاکرام کی ذات باقی رہے گی) کا معما آشکار ہو جاتا ہے۔

پس اس تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس قول کے معنی کہ ماں کی خدمت کی مصروفیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ملاقات نہ کر سکے، مادر یعنی ماں سے مراد وہی ام الانوار یعنی نور محمدی ﷺ ہے۔ یعنی حضرت اویس رضی اللہ عنہ نور محمدی ﷺ میں مشغول تھے۔ اس نور میں محو و مستغرق ہونے کی وجہ سے دوری و مہجوری کی ہمت نہ رکھتے تھے۔ میں نے عبدالخالق قدس سرہٗ کی زبان مبارک سے

Marfat.com

جب یہ لطیف نکتہ سنا تو مجھے اس کی سمجھ آئی۔

کتاب ''تمہیدات'' جو مست الست یزدانی عین القضاۃ ہمدانی کی تصنیف ہے، میرے ہاتھ لگی۔ عین القضاۃ کی اس کتاب کی بعض عباراتِ قدسیہ کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ مادر سے مراد ام الانوار ہے۔ مگر فرق یہ ہے کہ حضرت عبدالخالق قدس سرہ کی گفتگو کے مطابق ام الانوار سے مراد نور محمدی ﷺ ہے اور عین القضاۃ کی عبارات قدسیہ ام الانوار سے مراد نورِ ذاتِ مطلق حق سبحانہٗ وتعالیٰ ہے۔ اور اس میں قطعاً کوئی فرق نہیں ہے۔ ناطق صادق سے سنو۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ (جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی) ومارمیت از رمیت ولکن اللہ رمٰی (اور نہیں پھینکی جب آپ پھینکی لیکن اللہ تعالیٰ نے ہی تو پھینکی)۔

## بیت

ز احمد تا احد یک میم فرق است

ہمہ عالم میانِ میم غرق است

ترجمہ: احمد سے احد تک ایک میم کا فرق ہے۔ ساری دنیا ایک میم میں ہی پوشیدہ ہے۔

عین القضاۃ ''تمہیدات'' کی دوسری تمہید فرماتے ہیں، کہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو حقیقت کی نظر سے دیکھا لیکن صورت دیکھنے کا قصد نہ کیا۔ کیونکہ صورت دیکھنے کا مقصد تو معنیٰ کا حصول ہے جب معنیٰ حاصل ہو گیا تو صورت حجاب میں ہو گئی۔ بات کی تہہ تک نہ پہنچنے والے علماء ماں کا عذر پیش کرتے ہیں وہ یہ نہیں جانتے کہ اس سے یہ ماں مراد نہیں بلکہ مادر اصلی مراد ہے وعندہٗ ام الکتاب۔ مادر اصلی کو چھوڑ کر نہیں آسکتے تھے۔ مادر اصلی کو دیکھا کہ اس کے فرزند کی صورت کہ محمد ﷺ تھے کہ وہ بھی اس کے تابع تھے۔ کیا تو نے نہیں سُنا کہ مجنوں سے لوگوں نے کہا کہ لیلیٰ

Marfat.com

آ گئی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ لیلیٰ تو میں خود ہوں۔ اور گریبان میں جھانک کر دیکھا یعنی لیلیٰ میرے ساتھ ہے۔ اور میں لیلیٰ کے ساتھ۔ اویس رضی اللہ عنہ استغراق میں حقیقی ماں تھے۔ ان کے وجود میں کوئی غیر موجود نہیں تھا۔ بلکہ وہ خود کو تمام میں اور تمام کے ساتھ بلکہ سبھی کچھ پاتے تھے۔ اویس رضی اللہ عنہ محرم قلب بزرگ تھے۔ الآن کما کان کی طرح بقا کے ساتھ۔

## بیت

تن زجان و جان زتن مستور نیست
لیک کس را یدنی دستور نیست

ترجمہ: جسم سے روح اور روح سے جسم چھپا ہوا نہیں ہے۔ لیکن روح کو دیکھا نہیں جاسکتا۔

اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے واقعات لکھتے ہوئے دسویں تمہید میں لکھتے ہیں کہ مظہر اتم، مظہر العجائب محمد رسول اللہ ﷺ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے قالب کے مشاہد تھے۔ اور حضرت رسول اللہ ﷺ کی جملہ حرکات ان کے جسم مطہر میں پائی جاتی تھیں۔ اسی لئے حضرت ﷺ نے معراج شریف کا اپنا جبہ مبارک انہیں عطا فرمایا تھا۔ اور شفاعت کو اویس رضی اللہ عنہ کے سے وابستہ کیا۔ اے دوست رسول اللہ ﷺ کا طریق معنوی موحدین کیلئے معیار بن گیا۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے لباس کے اندر اویس رضی اللہ عنہ کا خالق موجود تھا۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ بظاہر مدینہ منورہ میں داخل نہ ہوئے۔ تجھے کیا معلوم کہ کیا ہوا ہے۔ من عرف اللہ کَلَّ لسانہٗ. یعنی اللہ کی جس نے معرفت پالی اس کی زبان گنگ ہوگئی۔ کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ ام الکتاب یا مکتوبات کے مطالعہ میں کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔ حقیقت کی تہہ تک نہ پہنچنے والے علماء عذر کو سامنے لے آتے ہیں۔ مگر نہیں جانتے کہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ کی مادر اصلی سے کیا مراد ہے۔ اللھم صل علیٰ محمد الامی.

Marfat.com

انا من نور الله و کل شئی من نوری. وفی انفسکم افلا تبصرون ان پر عیاں تھا۔ جب تجلی ذاتِ مطلق کو زیتونۂ مبارکہ سے کوئی تپش نہ ملی تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا سامانِ ہستی جل گیا۔ یعنی وہ فنا فی ذات الرسول ﷺ ہو گئے۔ اور دسویں تمہید میں ہی فرماتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام رسالت اور دوسرے فوائد میں مشغول ہو گئے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو انہوں نے کہا۔ ہمارا ساتھ دے اور ہمارا بن جا کہ اویس رضی اللہ عنہ کا عشق پنہاں صورتوں میں نہیں ملتا۔

## شعر

در عشق ملامتی و رسوائی بہ
کافر شد و گبری و ترسائی بہ
پیشِ ہمہ عاقلان برعنائی بہ
کہ درراہ ماسودا و سودائی بہ

ترجمہ: عشق میں ملامت اور رسوائی ہی بہتر ہے۔ یہاں کافر اور آتش پرست ہونا ہی بہتر ہے۔ یہاں سارے عقلمندوں کے سامنے بے وقوف بن کر رہنا ہی اچھا ہے کہ ہمارے راستے میں پاگل بن جانا اور پاگل پن کے ساتھ رہنا ہی اچھا ہے۔ (منقول از تمہیدات)

یہ بھی عجیب اور حیرت انگیز بات ہے کہ یار پہلو میں ہی سویا ہوا ہے اور درپردہ محبوب سامنے ہے اور (چاہنے والے) باہر سے فراق میں سینکڑوں صدائیں دے رہے ہیں اور ہزاروں اشتیاق بھری آوازیں نکال رہے ہیں۔ اور کبھی اپنی قمیضوں کے گریبان کھولتے ہیں۔ ہائے بھائیوں کے ملنے کا اشتیاق اور کبھی اپنے پیراہن کا بند کھول کر فرماتے ہیں انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن. (میں یمن سے بوئے رحمت پا رہا ہوں)۔

Marfat.com

**بیت**

بوئے جان می آید از سوئے عدن

از دمِ جان پرور اویسِ قرن

ترجمہ: عدن کی طرف سے اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی روح پرور خوشبو آ رہی ہے۔

خلقت حیران اور ایک دنیا سرگردان ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے۔ یہ تو عشق کی بوالعجبیاں اور دیوانہ پن ہے۔ عاشقوں کو پتا ہے نہ عاقلوں کو۔ دیوانوں کو معلوم ہے نہ فرزانوں کو۔

**بیت**

عاشقاں رادرد و بدنامی خوش است

عاشقاں راسوز و ناکامی خوش است

ترجمہ: عاشقوں کو دکھ درد اور بدنامی ہی اچھے لگتے ہیں۔ انہیں تو سوز الم اور ناکامی ہی پسند ہیں۔

وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

☆......☆......☆

Marfat.com

سخن لطیف ۷:

# حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا دنیا اور آخرت میں پوشیدہ رہنا

حضرت سلطان ولد قدس سرہٗ اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں کہ بعض اولیاء مشہور ہیں اور بعض مستور۔ درجۂ مستوران مشہور اولیاء سے بلند تر ہے۔ اسی لئے بزرگ مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس بات کی آرزو کرتے رہے ہیں کہ کسی مستور ولی اللہ کو پالیں اور انبیاء علیہم السلام بھی یہی تمنا کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ اور خضر علیہم السلام کی حکایت قرآن شریف میں مذکور ہے۔ اور حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ندا کرتے تھے کہ **واشوقاہ الی لقاء اخوانی** (ہائے میرے دل میں بھائیوں کے اشتیاق)۔ اور تضرع وزاری کے ساتھ حضرت ذوالجلال سے خاص ان کی ملاقات کی درخواست فرماتے تھے۔ حضرت علیہ السلام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے تھے کہ خدا کا ایک خاص بندہ ہمارے دروازے پر آئے گا۔ اگر اتفاقاً گھر پر موجود نہ ہوں تو اسے میرے آنے تک گھر میں حسن سلوک وادب کے ساتھ بٹھا دینا۔ اور اگر ایسا ممکن نہ ہوا اور وہ بیٹھنا نہ چاہیں تو بقدر امکان اس کا حلیہ ذہن نشین کر لینا۔ پس وہ خاص شخص آ گیا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں نماز میں مشغول تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس (نووارد) کی عزت کی۔ اور اسے تشریف رکھنے کیلئے کہا۔ اس نے فرمایا کہ بیٹھنا میرا کام نہیں ہے۔ آپ میرا اسلام حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیجئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو اس معاملہ کی اطلاع دی اور اس خاص شخصیت

Marfat.com

کا سلام پہنچایا۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! اس کا حلیہ اور صورت (تو) بیان کر۔

## نظم

عائشہ چوں بگفت حلیۂ اُو
اشک از چشم شد روان چون جُو
مصطفیٰ گشت از خوشی بیہوش
ہمچو دریا در آمد اندر جوش
از چنان بیہوشی چو باز آمد
قطرہ اش بحرین زار آمد
برزبانش روانہ گشت اسرار
مستمع غرق شد در آں انوار

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب اس کا حلیہ بیان کیا تو رسول اللہ ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ رسول اللہ ﷺ کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا۔ دریا کی طرح جوش میں آ گئے۔ جب آپ ﷺ حالت سکون میں آئے تو آنسوؤں نے سمندر کی صورت اختیار کر لی۔ آپ ﷺ کی زبان پر اسرارِ الٰہی جاری ہو گئے اور سننے والے ان انوار میں محو ہو گئے۔

تذکرۃ اولیاء میں لکھا ہے کہ خواجۂ کائنات ﷺ نے فرمایا احب الاولیاء الاتقیاء الاخفیاء یعنی دوست ترین اولیاء اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہیں جو پرہیزگار اور مستور ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ہم اپنے میں نہیں پاتے سید عالم علیہ السلام نے فرمایا یمن میں ایک شتربان ہے۔ اسے اویس کہتے ہیں تم اس کے قدم پر قدم رکھو۔ اور یہ حدیث بعینہٖ رسالہ بحر الرموز میں مذکور ہے۔ اور حیات الذاکرین اور شرح تعرف میں یہ

Marfat.com

حدیث ان الفاظ میں آئی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبرِ خدا ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ اللہ تعالیٰ اپنی خلقت میں سے برگزیدہ بندوں کو دوست رکھتا ہے جو پوشیدہ ہو گئے ہیں...... الخ۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمیں اس شخص کے بارے میں بتایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اویس قرنی ہے۔

شیخ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''اخبار الاخیار'' میں لکھا ہے کہ شیخ حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کتاب ''اصول الطریق'' میں فرماتے ہیں کہ ایسے افراد کے تین گروہ ہوتے ہیں۔ جن کی منزل رب کریم کی درگاہ ہوتی ہے قرآن پاک میں آیا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اَصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرَاتِ۔

جنہیں ہم نے چن لیا تھا اپنے بندوں سے پس بعض ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض بین بین ہیں۔ اور بعض سبقت لے جانے والے ہیں نیکیوں کے ساتھ۔

یہ معذور و مشکور اور فانی ہیں۔ معذور وہ ہیں جو کہ اللہ پر ایمان لانے اور توحید کا اقرار کرنے کے بعد اس کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور اگر آتے ہیں تو دیر سے آتے ہیں اور آہستہ سے آتے ہیں اور ''سارعو'' کے خطاب سے غافل ہوتے ہیں۔ اور مقتصد وہ ہیں جو ایمان کے ہم عنان اور اقرار کے ہم رکاب آتے ہیں۔ اور فانی وہ ہیں جو ''الست بربکم'' کے خطاب کو یاد رکھتے ہیں۔ اور جنہوں نے ''قالو بلیٰ'' کے جواب کی دعوت سے پہلے ہی کر لیا ہے۔ ابتدائے کار میں ہی حق کی تلاش کے وقت بہت سے اسرار ان پر منکشف ہو گئے ہیں۔ ان حضرات میں سے بہت سے ایسے گزرے ہیں جو پوشیدہ ہی رہے اور کسی کو ان کے نام کا علم نہیں ہو سکا ہے۔ اور نہ کسی نے ان کی نشانیوں کو پہچانا ہے۔ اور اگر چند ایک نے پہچانا تو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت

Marfat.com

محمد ﷺ کے وسیلے سے پہچانا ہے۔ جن کے نام ونشان کو نہیں پہچانا گیا، ان میں سے ایک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ کہ جو دعویٰ رسالت سے پہلے ہی طلب حق کیلئے نکل پڑے اور اس طرح اپنے دور کی دوا طلب کی۔ اور ان میں ایک حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے جنہوں نے سنِ بلوغت کو پہنچنے سے پہلے ہی دعوتِ حق کو قبول کرلیا۔ اور خود ہی ایک پختہ عہد و پیمان (رسالت مآب ﷺ کے ساتھ) باندھ لیا۔ اور ایک حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ تھے کہ اگر پیغمبرِ خدا ﷺ ان کی تعریف نہ کرتے تو ان کا نام کسی طرح بھی زندہ نہ رہتا۔ اور ان کا نشان کہیں بھی نہ ملتا۔ وہ رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں عزت یاب تھے۔ انہوں نے دنیا میں اپنے پاس کوئی چیز رکھی نہ دنیا سے کچھ لے کر گئے۔ وہ آزاد پیدا ہوئے اور اس دنیا سے شادر خصت ہوئے۔

اور اولیاء کی اس جماعت کا اپنے آپ کو چھپانا اس غیرت کی وجہ سے جو محبت کی اپنے محبوب کے بارے میں ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ غیور ہے کہ بلاشبہ غیور اپنے محبوب دوسروں کو دکھانا پسند نہیں کرتا۔ بلکہ محبوب بھی یہ نہیں چاہتا کہ اس کے عاشق کا لوگوں کو پتا چلے۔ چنانچہ شیخ محبّ اللہ قدس سرہٗ نے اپنی کتاب ترجمۃ المراتب الاربعہ کے بعض حواشی میں لکھا ہے کہ رئیس الموحدین محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ اپنی کتاب فتوحات کے باب ۱۷۸ میں فرماتے ہیں۔ کہ طائفہ محبان میں غیرت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے وہ بسبب غیرت چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ کیونکہ غیرت محبت کا ایک وصف ہے چنانچہ یہ لوگ اپنے محبّ ہونے کو ظاہر نہیں ہونے دیتے۔

اور یہ مقام حضرت رسالت پناہ ﷺ کا ہے کہ آپ نے خود کو اَغیَر فرمایا جو کہ ''غیر'' کا اسم تفضیل ہے۔ چنانچہ اپنی محبت کو ہنسی مزاح اور بچوں کے ساتھ دوستی اور ازدواج اولاد اور اصحاب معاشرت میں چھپائے رکھا۔

Marfat.com

## حضرت اویس اولیائے مستورین میں سے تھے:

حضرت اویس رضی اللہ عنہ محب اور محبوب دونوں ہی تھے۔ کہ نہ تو خود عوام کی نظروں میں ظاہر ہونا پسند کرتے تھے اور نہ حق تعالیٰ ہی کو یہ پسند تھا کہ آن جناب عوام میں مشہور اور ان کے منظور نظر ہوں۔ چنانچہ حق سبحانہٗ نے فرمایا۔ **اولیائی تَحتَ قَبائِی لَا یَعرِفُھُمْ غَیرِی.** یہی ان کے مستور ہونے کا سبب تھا۔ وَاللہ اعلم۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مستور ہونے کے سبب پر بھی یہی رشک اور غیرت دلالت کرتے ہیں۔ اسی بات کو امام یافعی علیہ الرحمۃ کے بعد مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے اور اسی جگہ سے مخدوم جہانیاں علیہ الرحمۃ نے اپنے صاحب زادے کے مقرر نامے میں نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ

ایک روز بادشاہِ یمن نے اپنی ملاقات کیلئے صغیر و کبیر اور زاویہ نشین درویشوں کو اکٹھا کیا ہوا تھا۔ لیکن اس نے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو نہ بُلایا۔ جب وہ اپنے دارالحکومت کو واپس چلا گیا تو خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ خدایا جس طرح تو نے مجھے دنیا میں مستور رکھا۔ اسی طرح براہِ کرم آخرت میں بھی مستور رکھنا۔ آواز آئی کہ اے اویس ہم نے تیری دُعا قبول کی خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا قیامت کے روز جب اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق کا اجتماع ہوگا اور اس جگہ کوئی پردہ اور حجاب بھی نہ ہوگا۔ تو میں کس طرح مستور رہوں گا۔ فرمان ہوا کہ میں اس روز سات سو خدا پرستوں کو تیری شکل و صورت جیسا پیدا کردوں گا۔ اور تجھے ان کے درمیان مستور کردوں گا۔ دونوں جہان میں میرے دوست اس طرح مستور ہیں کہ میرے سوا کوئی دوسرا نہیں پہچان نہیں سکتا۔ کیونکہ **اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری.**

حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات پر مشتمل کتاب سراج الہدایت میں اس طرح لکھا ہوا نظر سے گزرا ہے کہ ایک روز بادشاہِ یمن خواجہ اویس قرنی

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کی ملاقات کو آیا۔ خواجہ رضی اللہ عنہ نے اپنی قیام گاہ کا دروازہ مضبوطی سے بند کرلیا۔ اور بادشاہ کو آنے نہ دیا۔ اور وہ کافی دیر تک دروازہ کے سامنے حیران و ششدر کھڑا رہا۔ کہ شاید کسی کام سے دروازہ کھل جائے لیکن اس کی ملاقات نہ ہوسکی اور وہ چلا گیا۔ واللہ اعلم۔

مستور ہونے کی وجہ:

مولانا علی قاری شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں کہ یہ امر مخفی نہیں ہے کہ بلاشبہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے اخفا کی وجہ یہ تھی کہ استغفار کے بارے میں مستجاب الدعوات تھے۔ لہٰذا اگر ظاہر ہو جاتے تو ہر نیک و بد اور مستحق و غیر مستحق ہر کوئی استغفار کیلئے آپ کے پاس آجاتا اور ان میں سے بعض کو منع کرنا ممکن نہ ہوتا۔ کیونکہ یہ وحشت اور کشفِ احوال کا موجب بن جاتا۔ واللہ اعلم۔

قاضی عبید الصمدؒ نے حضرت مخدوم موج قدس سرہٗ کے ملفوظات میں کہا ہے کہ انہوں نے شرح مشارق اور امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب روضۃ الریاحین میں خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے حالاتِ بلند اور مقاماتِ عالی کے بارے میں پڑھا ہے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ مستور اولیاء میں سے تھے اور اگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا پتا نہ دیتے تو کسی کو بھی آپ کی خبر نہ لگتی آپ پہلے قرن میں تھے، اس کے بعد یمن میں آگئے۔ یہاں آپ کو کوئی نہ پہچانتا تھا۔

ایک رسالے میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے گروہ ہیں۔ جو صبح و شام اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ **اللھم استرنی فی عبادک وبلادک** یعنی اے اللہ العالمین مجھے اپنے بندوں میں اور اپنے شہروں میں چھپالے۔ جس طرح کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ شتر بانوں کے انداز میں رہتے تھے۔ اور سوائے حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نہ جانتا تھا کہ اویس کون ہے۔ اور اس کے اندر کیا ہے؟ اور قیامت کے دن ستر ہزار فرشتے اویس رضی اللہ عنہ کی صورت میں ظاہر ہوں گے۔

Marfat.com

تذکرۃ الاولیاء اور سلک السلوک میں حدیثِ پاک بیان کی گئی ہے کہ قیامت کے روز حق تعالیٰ ستر ہزار فرشتے حضرت اویس (رضی اللہ عنہ) کی صورت کے پیدا کرے گا۔ جن کے درمیان وہ عرصات میں آئیں گے اور بہشت میں چلے جائیں گے الا ماشاء اللہ کوئی پہچان نہیں پائے گا کہ ان میں سے حضرت اویسؓ کون ہیں۔ کہ وہ دنیا میں چھپ کر عبادت کرتے تھے۔ اپنے آپکو عوام سے دور رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ آخرت میں بھی دوسروں کی نظروں سے محفوظ رہے کہ اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری.

حضرت مخدوم موج قدس سرہٗ کے ملفوظات دلیل الذاکرین میں مولانا حاجی فرماتے ہیں کہ شبِ معراج کو حضرت رسالت پناہ ﷺ نے فلک الافلاک کے اوپر دیکھا کہ ایک نورانی مرصع تخت پر کسی کی روح کا قالب ربانی فیوض و برکات کی چادر اوڑھے بڑے اطمینان سے لیٹا ہوا ہے۔ جبریل امین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ شیخ اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) کی روح پُرفتوح کا قالب ہے کہ آپ ﷺ کے عشق میں دم مارتا ہے اور بیداری کے عالم میں دردِ فرقت میں قدم اٹھاتا ہے۔ اور تھوڑی دیر آرام کرتا ہے۔

**بیت**

ہر کہ در سر محبت بندہ شُد
تا ابد ہم محرم و ہم زندہ شُد
ہر کہ اُوز دارِ دنیا پاک شُد
نور مطلق شُد اگرچہ خاک شُد

ترجمہ: جو کوئی محبت میں کسی کا غلام ہو گیا، وہ تا ابد محرم بھی ہو گیا اور زندگی پا گیا اور جس کسی نے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی تو خواہ مٹی تھا، مگر سراسر نور بن گیا۔

☆......☆......☆

Marfat.com

سخن لطیف ۸:

# حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے اکتسابِ فیض

جاننا چاہئے کہ جب حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے دنیا کی پلیدی اور رنج و الم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو انہوں نے خلقت سے علیحدگی اختیار کر لی اور اپنے آپ کو دنیا اور اہلِ دنیا سے الگ اور مستور کر لیا اور دونوں جہانوں میں گمنام اور بے نشان بنا لیا۔ اور اس وقت سے اب تک آں حضرت رضی اللہ عنہ کی روحانیت موجود ہے۔ ہر طالب کہ توفیق الٰہی اس کی یاوری کرے اور محبت و خلوص اور عقیدت کے ساتھ آں حضرت رضی اللہ عنہ کی روحانیت کی طرف اور آں حضرت رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ کرے تو امید ہے کہ ان کے فیض روحانی کی برکت سے مکمل فائدہ حاصل کرے گا اور دنیا کی مشقت اور پریشانیوں سے نجات پائے گا۔

چنانچہ خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ رسالہ قدسیہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی روح کے ساتھ تعلق قائم کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی بنیاد توجہ اور محبت ہے۔ اور رسالہ میں ہی ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ علائق ظاہری و باطنی سے ترکِ تعلق کر کے ہی حضرت اویس قرنیؓ کی روحانیت سے مکمل فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ سلسلۂ عالیہ اویسیہ کے مریدین و معتقدین کیلئے ضروری ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی متابعت میں اپنے آپ کو دنیا اور اہلِ دنیا سے دور رکھیں اور عزلت اور گوشہ نشینی میں رہیں۔ اَللّٰھُمَّ ارزقنا متابعتهٗ بحرمة حبيبك وخليلك صلى الله عليه وسلّم.

☆......☆......☆

Marfat.com

سخن لطیف ۹:

## حدیث ''نفس الرحمٰن'' کے معنی و مراد

حضرت سلطان ولد قدس سرہ اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ غروبِ آفتاب کے وقت کبھی کبھی شہر کے باہر تشریف لے جاتے، یمن کی طرف روئے مبارک کرتے اور اس کے بعد فرماتے کہ

انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن۔ میں یمن کی طرف سے نسیمِ رحمت پاتا ہوں۔

اور کچھ غنودگی کی کیفیت آپ پر طاری ہو جاتی اور آپ اپنا سر مبارک سر کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے زانو پر رکھ دیتے اور سو جاتے۔ کسی کو بھی کوئی بات یا اشارہ کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ ''درخانہ اگر کس است، یک حرف بس است''۔

شیخ فرید الدین قدس سرہٗ تذکرۃ الاولیاء میں فرماتے ہیں کہ خواجۂ عالم ﷺ کبھی کبھی یمن کی طرف رخ کرتے اور فرماتے انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن یعنی مجھے یمن کی طرف سے سکون بخش ہوا مل رہی ہے۔ اسی طرح شیخ نخشبی رحمۃ اللہ علیہ نے سلک السلوک میں فرمایا ہے لیکن انہوں نے لفظ نفس کے بجائے ریح لکھا ہے۔ شیخ شریف الدین یحییٰ منیری قدس سرہٗ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ ایک لطیف ہوا تھی جو شتربان یعنی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے سینۂ سوختہ سے چلی۔ فرشتے مست ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ ہم نے ایسی کیفیت ستر لاکھ سال میں کبھی نہیں دیکھی جیسی سید قاب قوسین کے اس عہد میں پائی ہے۔ جبریل علیہ السلام نے حضرت رسالت پناہ ﷺ سے دریافت کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

Marfat.com

انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن. یعنی یہ سکون آور ہوا ایک شتربان کے سینے سے (ہو کر آتی) ہے جو یمن میں مست الست کی زندگی گزار رہا ہے۔

شوردرِ شہر فگند آن بتِ زنار بدست
چون خرامان زخرابات برون آمده است

ترجمہ: جب ہاتھ میں زنار لئے وہ صنم خراماں خراماں، بت خانہ سے باہر نکلا۔ تو شہر میں ایک شور برپا ہو گیا۔

مجالس المومنین میں نقل کیا گیا ہے کہ غوث المتاخرین سید محمد نور بخش نور اللہ مرقدہ نے اپنی کتاب شجرۃ الاولیا میں لکھا ہے کہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ شخص ہیں جن کی تعریف رسول اللہ ﷺ نے کی ہے اور فرمایا کہ انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن. پس جس کی تعریف رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے اسے امت میں سے کسی اور کی طرف سے تعریف کی ضرورت نہیں ہے۔

سید التابعین حیدر بن علی الآملی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب منبع الانوار کے آغاز میں حضرت اویس رضی اللہ عنہ اور ان کی آزردی کشف و ذوق اسرار الٰہی کے بارے میں ذکر کیا ہے۔ جب حضرت رسالت پناہ ﷺ نے یمن کی طرف ہوا کے سلسلے میں اشتیاق کا اظہار کی تو آپ ﷺ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ انی لا نشنّق روحَ الرحمٰن من طرف الیمن اور یہ دو عبارتیں من ناحیۃ الیمن و من قبل الیمن بھی لکھی گئی ہیں۔

مولانا بدر الدین جعفر بدخشی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب خلاصۃ المفاخرہ میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ اپنا روئے مبارک یمن کی طرف کرتے اپنے لباس کو اپنے سینۂ رحمت خزینہ سے ہٹاتے اور فرماتے کہ انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن اور

Marfat.com

اس سے آپ ﷺ کی مراد خواجہ اویس رضی اللہ عنہ تھے۔

حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کتاب ''احیاء العلوم'' میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت اویس رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمایا کہ انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن اوران رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا، اور شرح احیاء العلوم میں بھی کہا ہے کہ نفس الرحمٰن کا اشارہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ کی طرف ہے۔

مولانا علی ابن سلطان محمد قاری ''معدن العدنی'' میں فرماتے ہیں کہ شیخ فرماتے ہیں کہ شیخ علاؤ الدولہ سمنانی نے کہا ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ کے زمانے میں حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے چچا عاصم نامی قطب (کے درجے پر فائز) تھے۔ اور حدیث انی لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن ان کے حق میں کہی گئی ہے۔ اسی طرح مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمۃ نے اپنے اس رسالے میں جس میں اقسام اولیاء بیان کی گئی ہیں۔ کہا ہے کہ مولانا حسین بن معین الدین میبذی نے بھی ''فواتح'' میں کہا ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں قرن میں حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے چچا عصام قطب ابدال تھے۔ جب وہ فوت ہوئے تو مکہ اور یمن کے درمیان یہ (قطب) عطا احمد تھے۔ لیکن مولانا ملا علی قاری رحمۃ اللہ ''معدن العدنی'' میں کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے حضور ﷺ کے عہد میں قطب ابدال، حضرت اویس رضی اللہ عنہ تھے۔ کیونکہ وہ مخفی الحال تھے۔ امام یافعیؒ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت شدہ رشک و غیرت کی وجہ سے قطب ابدال لازماً مستور الحال ہوتا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری. واللہ اعلم۔ مولانا یعقوب چرخیؒ کے کلام سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ قطب ابدال، قطب الارشاد اور عزلت نشین اولیا کی قبر زمین کے برابر ہوتی ہیں اور ان کا کوئی نشان نہیں رہتا۔

اور مولانا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب شرح صدور فی احوال

Marfat.com

الموتیٰ والقبور اور مولانا سید محمود نے حیات الذاکرین میں فرمایا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو جب دفن کیا گیا اور قبر بنادی گئی۔ تو واپسی پر دیکھا کہ اس جگہ قبر ہے نہ اس کا نشان۔

پس معلوم ہوا کہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ اقطاب میں سے تھے کہ ان کی قبر زمین میں گم اور ناپید ہوگئی۔ واللہ اعلم۔ ہدایت الاعمیٰ میں ہے کہ بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ ہر شہر میں ایک قطب ہوتا ہے اور قطب الاقطاب نگہبانِ عالم ہوتے ہیں۔ لیکن کوئی بھی نبوت کے درجے کو نہیں پہنچتا کیونکہ یہ ہر پیغمبر کے دور میں ہوتے ہیں۔ خصوصاً حضرت رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں حضرت اویس رضی اللہ عنہ قطب تھے۔

اس مقام پر جان لینا چاہئے کہ لفظ یمن سے مراد جو حدیث انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن میں آیا ہے ایک علاقے اور شہر کا نام ہے۔ جب کہ لطیفۂ اوّل سب ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن کتاب ''تمہیدات'' میں لفظ ''یمن'' کئی جگہ آیا ہے اور اس کا فارسی میں براہِ راست ترجمہ لفظ ''یمن'' کیا گیا ہے۔ اور اہلِ یمن بھی مراد لیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

اور ''تمہیدات'' مست الست شیر یزدانی عین القضاۃ ہمدانی کے کلمات ہیں۔ اور مست الست حضرات کے کلمات کے معانی و مفاہیم عاقلوں کے فہم و ادراک سے بلند ہوتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ اَوْلِیَائِکَ بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ.

اے اللہ! تیرے کرم اور فضل کیساتھ تجھ سے تیری محبت اور تیرے دوستوں کی محبت چاہتا ہوں۔

Marfat.com

سخنِ لطیف ۱۰:

# رسول کریم ﷺ کی ملاقات کیلئے خواجہ کی روانگی

''مجالس المومنین'' میں لکھا ہے کہ ایک روز خواجہ اویس رضی اللہ عنہ نے حضرت پیغمبر ﷺ کی زیارت کو جانے کیلئے اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت مانگی۔ والدہ محترمہ نے جانے کی اجازت دے دی اور کہا کہ اگر آں حضرت ﷺ گھر پر موجود نہ ہوں تو وہاں نہ ٹھہرنا اور جلدی واپس آجانا۔ جب زیارت کیلئے پہنچے تو حضرت ﷺ گھر پر تشریف نہ رکھتے تھے۔ خواجہ اویس رضی اللہ عنہ جلدی ہی اپنی والدہ کی طرف لوٹ گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے تو گھر میں ایک نور دیکھا کہ پہلے کبھی نہ دیکھا تھا کہ دریافت فرمایا کہ گھر کے دروازے پر کوئی آیا تھا؟ جواب سنا کر ہاں یمن سے اویسؓ نامی شتربان آیا تھا۔ سلام کہہ کر واپس چلا گیا۔ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ یہ اویسؓ کا نور ہے جو ہمارے گھر میں ہدیۂ چھوڑ کر چلا گیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ زبانِ نبوت سے حضرت اویسؓ کے فضائل سننے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اجازت مانگی کہ حضرت اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) کو دیکھ لیں۔ حضور ﷺ نے اجازت دے دی۔ اور فرمایا کہ اس کے ہاتھ پر سفید نشان ہے لیکن یہ برص کا نشان نہیں ہے۔ جب حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ لشکر کے ساتھ گئے اور اسلام کی دعوت دی اور خواجہ اویس (رضی اللہ عنہ) کو تلاش کیا۔ تو کسی نے ان کے بارے میں نہ بتایا۔ چند روز گزر گئے۔ کہ ایک بوڑھا اور کمزور شخص آیا اور کہنے لگا کہ جس اویس کو آپ ڈھونڈ رہے ہیں۔ وہ قرن کے فلاں محلّہ

Marfat.com

مین ہے۔اس کے بعدان حضرات رضوان للہ عنہم کے آدمی محلّہ قرن میں آئے چندروز تک یہ آدمی حضرت اویس رضی اللہ عنہ کوتلاش کرتے رہےلیکن نہ پاسکے۔وہ آدمی پھر دوبارہ آیا۔اور کہنے لگا کہ ایک شخص مغرب کی نماز کے بعدابدالوں کے کندھوں پرسوار اس جگہ سے گزرتا ہے۔اسی کواویس (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کواس کا خیال رکھنے کیلئے فرمایا۔جب اس وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے خواجہ اویس رضی اللہ عنہ کوسلام کہاتو خواجہ رضی اللہ عنہ کے لب مبارک سے لفظ ''ھو'' نکلا یہ لفظ ''ھو'' حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے قلب و ذہن پر چھا گیا۔اوروہ بے ہوش ہوگئے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوخبر ہوئی تو انہیں اٹھا کرحضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے رکھ دیا۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دم کیا تو ہوش میں آگئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہوش میں آئے تو دونوں حضرات نے ان سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہوا۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف اپنا روئے مبارک کیا،حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز مغرب کے بعدایک شخص ابدالوں کی طرح جاتا ہے۔کہتے ہیں کہ یہی اویس رضی اللہ عنہ ہیں۔میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ دیکھیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے جا کرسلام عرض کیا۔ان (کے منہ) سے لفظ ''ھو'' نکلا۔یہ لفظ ''ھو'' سنتے ہی میں بے ہوش ہوگیا۔پس یہ حضرات رضی اللہ عنہم سمجھ گئے کہ اویس (رضی اللہ عنہ) وہی ہیں۔دوسرے روز حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ آپ ہمارا سلام خواجہ کو پہنچادیں اور فرمائیں کہ سرورِ کائنات ﷺ کے اصحاب آپ سے ملنے آئے تھے۔جب حکم ہوتو ملاقات کیلئے آجائیں گے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے سلام کیا اور پیغام پہنچایا حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جمعۃ المبارک کے دن نمازِ فجر ہمارے ساتھ ادا کریں۔لیکن رئیسانِ یمن کو

Marfat.com

اپنے ساتھ لیتے آئیں۔ جمعۃ المبارک کو علی الصبح یہ حضرات (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سواری پر سوار ہوئے۔ جب ایک جگہ بلندی پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک ہجوم ہے اور خیمہ لگا ہوا ہے جب نزدیک پہنچے دیکھا کہ حضرت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ شاہانہ لباس پہنے، سر پر چھتر لگائے قدموں میں عالی شان دری بچھائے بیٹھے ہیں۔ یہ حضرات (رضوان اللہ علیہم اجمعین) ان کے سامنے پہنچے ملاقات ہوئی پھر نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔

نماز سے فراغت کے بعد کچھ باتیں کیں اور رخصت ہوئے۔ اس کے بعد یہیں خواجہ اویس رضی اللہ عنہ نے خلافت اور خلقت کے بارے میں ارشادِ حق کا اظہار کیا۔ اور (یوں) بفضلِ حق تعالیٰ پژمردہ دل میں زندگی اور افسردہ روح میں ثبات پیدا ہوا۔ اس دن سے آج تک حضرت اویس رضی اللہ عنہ سے (منسوب) سلسلہ پیری و مریدی جاری ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ خیمہ، تنبو اور سارا لشکر فرشتے رب العالمین کی بارگاہ سے لے کر آئے تھے۔ جسے اس واقعہ کے فوراً بعد فرشتے اٹھا کر لوٹ گئے۔ (بعض اہلِ مشاہدہ نے بتایا کہ) اب بھی صبح کے وقت دیکھا جائے تو یہ محل اور کوشک کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے وہی خیمے اور تنبو ہیں۔ اَفَاضَ اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْنَا بَرَکَاتِہٖ وَاَوْصَلَ اِلَیْنَا فُتُوْحَاتِہٖ.

☆......☆......☆

Marfat.com

سخن لطیف ۱۱:

## حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ ملاقات

مولانا اسماعیل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ "نور المریدین شرح تعرّف" میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت اویس رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ماجدہ کے ضعف کی وجہ سے پیغمبر ﷺ سے ملاقات نہ کر پائے تو اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو بھیجا تا کہ پیغمبرِ اکرم ﷺ کو ان کی اس حالت کے بارے میں بتا دیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے احترامِ مادر کی وجہ سے انہیں کیا درجہ عطا فرمایا ہے۔ پیغمبر پاک ﷺ نے اپنے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کو بھی یہ خبر پہنچائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بشارت دی کہ آپ انہیں دیکھ لیں گے۔ اور جب یہ ملاقات ہو تو میرا اسلام انہیں پہنچا دینا۔ اور کہنا کہ میری امت کیلئے دعا کریں۔

تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم بھی تو سارے اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ اس کا نام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، اویس۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ کہاں ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا۔ قرن میں۔ دریافت کیا اس نے آپ کو دیکھا ہے۔ فرمایا ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھا۔ عرض کی کیا عجیب بات ہے کہ ایسا شخص آپ (ﷺ) کا عاشق تو ہے لیکن آپ کو دیکھا ہی نہیں ہے۔ فرمایا (وہ میرا عاشق) دو وجہ سے ہے۔ ایک غلبۂ حال اور دوسرے تعظیمِ شریعت۔ کہ وُہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں مصروف ہے عرض کیا۔ کیا ہم اُسے

Marfat.com

دیکھ سکیں گے؟ آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو اُسے نہیں دیکھ پائے گا۔ البتہ (حضرت) فاروق اور (حضرت) علی (رضی اللہ عنہم) دیکھ لیں گے۔ وہ دہقانی آدمی ہے۔ اس کے بائیں پہلو اور ہاتھ کی ہتھیلی پر ایک درہم کے برابر سفیدی کا داغ ہے۔ جو برص (کا نشان) ہے۔ جب آپ اسے دیکھ لیں تو اُسے میرا اسلام پہنچانا اور کہنا کہ میری امت کیلئے دعا کرنا۔

مجالس المومنین میں نقل کیا گیا ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضرت پیغمبر ﷺ سے سوال کیا کہ یہ شخص کون ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یمن میں ایک شخص ہے جسے اویس کہتے ہیں قیامت کے دن اس کی دعا سے ایک امت بخش دی جائے گی۔ یاد رکھو تم میں سے جو شخص بھی اُسے دیکھے، میرا اسلام اسے پہنچا دے اور کہنا کہ (وہ) میری امت کیلئے دعا کرے۔

شیخ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ شریف میں لکھا کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ سے سوال کیا کہ یہ شخص کون ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یمن میں ایک شخص ہے جسے اویس کہتے ہیں قیامت کے دن اس کی دعا سے ایک امت بخش دی جائے گی۔ یاد رکھو تم میں سے جو شخص بھی اسے دیکھے، میرا سلام اسے پہنچا دے اور کہنا کہ (وہ) میری امت کیلئے دعا کرے۔

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسولِ کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یمن کی جانب سے ایک شخص آئے گا جسے اویس کہا جاتا ہے۔ وہ اپنے والدہ ماجدہ کو چھوڑ نہیں سکتا۔ اسے برص کا مرض لاحق تھا۔ اس نے اس مرض سے شفایابی کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی۔ تو خدا نے اسے تندرستی عطا کر دی۔ لیکن دینار یا درہم کے برابر نشان رہنے دیا۔

Marfat.com

مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کہ وہ یمن میں اپنی والدہ ماجدہ کو نہیں چھوڑ سکتا، کہ یہ معنی دیئے ہیں کہ یمن میں ان کے خاندان میں سے کوئی نہ تھا۔ سوائے والدہ ماجدہ کے جن کی حالت انہیں رسول اللہ ﷺ کی طرف آنے سے روکتی تھی۔

شیخ عبدالحق قدس اللہ سرہٗ شرح مشکوٰۃ میں یہ روایت بھی بیان کرتے ہیں کہ درہم کے برابر سفیدی بھی ان کی اپنی دعا کی وجہ سے باقی رہی تھی، کہ آپ نے دعا کی تھی الٰہ العالمین کہ میرے جسم میں کچھ حصہ رہنے دے تاکہ میں تجھے اس نعمت کی وجہ سے یاد کرتا رہوں۔ اور جو کوئی مجھے ملے وہ تیری بخشش کا طلب گار ہو۔

بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات اویس رضی اللہ عنہ کے دل کو خوش کرنے کیلئے اور دوسروں کے اس توہم کو دور کرنے کیلئے فرمائی کہ انہوں (اویس رضی اللہ عنہ) نے رسولِ خدا ﷺ سے ملاقات سے دور رہنے کیلئے ایسا کیا۔ حالانکہ ایسا والدہ ماجدہ کے ساتھ حسنِ سلوک کی وجہ سے تھا۔ انتہیٰ۔

بحر السعادت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج بیت اللہ شریف کے دوران ایام میں تشریق کے دوسرے دن خلقت کو نصیحت فرما رہے تھے آپؓ نے فرمایا "اے اہل کوفہ! اٹھو" سبھی اہل کوفہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر فرمایا کہ اہل یمن سبھی بیٹھے رہے مگر ایک شخص اٹھا۔ دریافت فرمایا "تو قرن سے آیا ہے"۔ اس نے جواب دیا "ہاں"۔ آپ نے فرمایا: کیا اویس کو جانتا ہے؟ اس نے کہا "یا امیر المومنین، اویس کو جانتا ہوں۔ وہ اس قابل نہیں کہ آپ اس کا نام لیں۔ وہ دیوانہ ہے۔ آدمیوں سے دور بھاگتا ہے۔ ہر کوئی اس کو دیوانہ کہتا ہے"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ "تم اسے نہیں پہچانتے"۔ میں نے حضور علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ حضرت اویسؓ قرنی کی دعا سے میری امت کے لوگوں کی اتنی تعداد کو بخش دے گا۔ جتنے بنی

Marfat.com

کلیب کی بھیڑوں کے بال ہیں۔اور وہ جنت میں جائیں گے"۔

میں نے حضور علیہ السلام سے سنا آپ نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ اویسؓ قرنی کی دعا سے بنی کلیب کی بھیڑوں کے بالوں کی تعداد کے برابر میری امت کے گنہگاروں کو بخش دیں گے۔اور وہ جنت میں جائیں گے۔

حکایت الصالحین میں آیا ہے کہ حضرت اویسؓ امت محمدیہ کے باکمال اولیاء کرام میں سے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قرن میں اویسؓ ایک مردِ خدا اور عاشقِ رسول ہے۔روایت میں آیا ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنی ضعیف والدہ کی خدمت کی وجہ سے میری زیارت سے مشرف نہیں ہوا۔اے عمرؓ اور علیؓ تم میری وفات کے بعد عرفات کی وادی میں اس سے ملاقات کرو گے۔تم پر لازم ہے کہ میرا سلام اس کو پہنچاؤ اور یہ کہو کہ میری امت کے حق میں دعا فرمائے۔سب کو تعجب ہوا کہ اس قدر عالی مرتبہ انسان بھی ہے۔آپ نے فرمایا کہ بنی کلیب کی بھیڑوں کے بالوں کی تعداد کے برابر میری امت اللہ تعالیٰ ان کی دعا سے بخش دیں گے اور بنی کلیب حوالہ اس سے ہے کہ اس قبیلہ کے افراد شمار میں نہیں اور ہر فرد بیشمار بھیڑوں کا مالک ہے لہٰذا تعداد کی وضاحت کیلئے بنی کلیب کا ذکر ہوا۔

مولانا اسماعیل بن احمد نے نور المریدین میں روایت کیا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت میں حج کو گئے تو انہوں نے وادئ عرفات میں یمن سے آئے لوگوں سے پوچھا کہ اویس کون ہے؟ انہوں نے کہا ہے کہ ایک پریشان حال مفلس شخص ہے۔ ہمارے جانوروں کی رکھوالی کرتا اور اونٹ چراتا ہے۔حضرت علیؓ اور عمرؓ گئے اور انہوں نے دیکھا کہ خلقت اس کو دیوانہ کہتی ہے۔اور اللہ کے نبیﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس کی شفاعت قبول فرما کر میری امت کے اتنے گنہگاروں کو بخش دیں گے جتنے بنی کلیب کی بھیڑوں کے بال ہیں۔ وہ اویسؓ قرنی ہوگا۔لوگوں کے

Marfat.com

نزدیک وہ حقیر مگر بارگاہِ رب العزت میں جلیل القدر ہوگا۔

حضرت امام غزالی احیاء العلوم، کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے عراق سے آئے ہوئے لوگوں سے حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا۔ ایک بوڑھے نے کہا کہ میں اس کو جانتا ہوں وہ تو اس قدر حقیر اور بے وقعت آدمی ہے کہ آپؓ کا اس سے ہمکلام ہونا بہت ناموزوں ہے وہ بہت غیر معروف اور از خود رفتہ شخص ہے۔ جب حضرت عمرؓ نے یہ باتیں سنی تو رونے لگے اور فرمایا کہ میں اس سے اس لئے ملاقات کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ ربیعہ اور مضر کے لوگوں کی تعداد کبیر کے برابر میری امت کے گنہگار اس شخص کی شفاعت کی بدولت بخش دیئے جائیں گے۔ ربیعہ اور مضر وہ قبیلے تھے جنکی تعداد معلوم نہیں ہوسکی۔ مولانا جامیؒ شواہد النبوۃ میں اس قدر اضافہ کیا ہے کہ وہ شخص جس نے ان کے بارے میں بتایا تھا اس کا نام انیس تھا۔

حضرت علی ہجویری کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ قرن میں اویسؓ نام کا ایک شخص ہوگا کہ وہ قیامت کے روز ربیعہ اور مضر کی بھیڑوں کی تعداد کے برابر امت محمد ﷺ کے گنہگاروں کی شفاعت کرے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا رخ مبارک حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کی طرف کیا اور کہا کہ تم اس سے ملو گے وہ ایک درمیانے قد لمبے بالوں والا اور بائیں طرف پہلو میں ایک درم برابر سفید داغ ہوگا اور اس کے ہاتھ کی ہتھیلی پر بھی اسی طرح کا داغ ہوگا۔ اس کی شفاعت سے قبیلہ مضر اور ربیعہ کی بھیڑوں کی تعداد کے برابر اللہ میری امت کے گنہگاروں کو بخش دیں گے جب تم اس سے ملو میرا اسلام کہنا اور عرض کرنا کہ میری امت کیلئے دعا فرمائیں۔

جب حضرت عمرؓ حضور نبی کریم کی وفات کے بعد مکہ گئے تو حضرت علیؓ ان

Marfat.com

کے ساتھ گئے۔ خطبہ کے دوران اہلِ نجد سے اویسؓ قرنی کے بارے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ایک دیوانہ جس کا نام اویسؓ ہے وہ لوگوں سے نہیں ملتا اور آبادیوں سے دور رہتا ہے کسی سے نہیں ملتا شادی غمی کے بارے میں نہیں جانتا۔ جب لوگ ہنستے ہیں تو وہ روتا ہے جب لوگ روتے ہیں وہ ہنستا ہے۔ یعنی لوگوں کو غمزدہ دیکھ کر ہنستا ہے اور خوش دیکھ کر غمزدہ ہو جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے کہا ہم اسے ہی ملنا چاہتے ہیں انہوں نے کہا صحرا میں ہمارے اونٹوں کے پاس ہو گا حضرت عمرؓ و علیؓ اٹھے وہ گئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہ نماز میں مصروف ہیں۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ان کو سلام کیا حضرت اویسؓ نے اپنے ہاتھ اور پہلو کے داغ ان کو دکھائے تو انہیں یقین ہو گیا کہ یہی حضرت اویسؓ ہیں۔ انہوں نے دعا چاہی اور حضورﷺ کا سلام پہنچایا۔ اور حضورﷺ کی وصیّت کے بارے ذکر کیا کہ وہ میری امت کیلئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ جب وہ اٹھ کر مزید قریب ہوئے تو انہوں نے انہیں بتایا کہ قیامت نزدیک ہے۔ تو مجھے تو اپنی آخرت کی فکر کرنی ہے آپ بھی جائیں ہماری ملاقات قیامت کے روز ہو گی۔ جب اہلِ قرن واپس گئے تو انہوں نے حضرت اویسؓ کی بہت عزت افزائی کی۔ امام اعصم کوفی کی تاریخ میں درج ہے کہ اس کے بعد آپ مدینہ چلے گئے اور درخت اراک کے نیچے نماز میں مصروف تھے۔ حضرت علیؓ اور عمر فاروقؓ نے ان سے ملاقات کی۔ اور شفاعت امت کیلئے دعا کی درخواست کی۔ حضرت خواجہ اویسؓ نے دعا کی کہ اے اللہ ربیعہ اور مضر کے لوگوں کی بھیڑوں کے بالوں کی تعداد برابر امت محمدی کے گنہگاروں کو بخش دے۔

قوت الارواح میں درج ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ندا دیں گے کہ نیکو کار لوگ بہشت میں داخل ہو جائیں اور اے اویسؓ تم ذرا ٹھہرو اور محمد کی امت کے

Marfat.com

گنہگاروں کیلئے شفاعت کرو۔ میں نے وعدہ کیا ہے کہ ربیعہ اور مضر کے لوگوں کی بھیڑوں کی اون اور بال کے بابر تعداد گنہ گاروں کی بخش دوں گا چنانچہ تو ان کے ساتھ ہی بہشت میں داخل ہو جا۔ اچھا نہیں لگتا کہ تم جیسا نیکو کار مرد اکیلا جنت میں داخل ہو میں تجھے اپنے شفاعت یافتگان کے ساتھ پوری شان سے جنت میں داخل کرونگا۔

شرح تعرف میں سید محمود اور حیوٰۃ الذاکرین کے مصنف لکھتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اسے دوست رکھتا ہے جو خلق خدا سے خود کو پوشیدہ رکھتا ہے بال اُس کے خاک آلودہ پریشان حال رنگ سیاہ لاغر اور نحیف ہوتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے ان پوشیدہ لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو گرد آلودہ اور بکھرے بالوں والے ہیں۔ ان کے رنگ سیاہ پڑ گئے ہوں اور کمر سوکھ گئی ہو اور شکم پیٹھ کے ساتھ جا لگے ہوں جب وُہ بادشاہوں کو ملنے کے خواہاں ہوں تو وہ ان سے نہ ملیں اور جب دولت مند خواتین سے نکاح کے طلبگار ہوں تو وہ ان سے نکاح کرنے پر آمادہ نہ ہوں۔ اور جب گم ہو جائیں کوئی ان کی تلاش نہ کرے اور جب وہ ظاہر ہو جائیں تو کوئی ان کی خوشی نہ کرے۔ جب بیمار ہوں تو ان کی عیادت کرنے والا کئی نہ ہو جب وفات پا جائیں تو کوئی ان کو رونے والا نہ ہو اور نہ کوئی ان کا جنازہ پڑھے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون ہیں ہمیں ان کے بارے کوئی خبر دیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہ اویسؓ قرنی ہیں۔ پوچھا وہ اویسؓ قرنی کون ہے؟ فرمایا کہ نیلی آنکھوں والا جس کے کندھوں کے درمیان فاصلہ ہے درمیانہ قد ہے رنگ گندمی ہے۔ اس کی ٹھوڑی سینہ کے ساتھ ملی رہتی ہے اور نگاہیں سجدہ گاہ پر مرکوز ہوتی ہیں۔ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتا ہے اپنے نفس پر روتا ہے۔ کپڑے اس کے پھٹے پرانے پشم کی سخت کھردری چادر ہوتی ہے۔ اہل

Marfat.com

زمین میں وہ حقیر ہے مگر اہلِ فلک میں وہ بہت مصروف ومقبول ہے۔ اگر کسی بات پر وہ قسم اٹھالے تو اللہ اس کی قسم پوری کردیتا ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ اللہ نیک لوگوں کو بہشت میں جانے کیلئے کہے گا اور حضرت اویسؓ سے اللہ فرمائے گا تو میرے بندوں کیلئے شفاعت کر اللہ ان کی شفاعت قبول کرکے ربیعہ اور مضر کے لوگوں کی تعداد کے برابر لوگوں کی بخش دے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ و حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ جب تم اس کو پالو تو اس سے اپنی بخشش کی دعا کراؤ۔ دس سال کے عرصہ میں حضرت عمرؓ و علیؓ نے اُن کو تلاش کیا مگر وہ نہیں ملے۔

جس سال حضرت عمرؓ شہید ہوئے۔ اس سال کوہ ابوقبیس پر تشریف لائے اور اہلِ یمن سے پوچھا کہ آپ میں اویسؓ نام کا کوئی شخص ہے یہ سن کر ایک لمبی داڑھی والے عمر رسیدہ شخص کھڑے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ اویسؓ کون ہے البتہ میرے برادرزادہ کا ایک بیٹا اویس نام کا ہے اور وہ تو گوشہ نشین آدمی ہے گمنام اور نہایت مفلس شخص ہے۔ اور وہ اس قابل نہیں کہ آپ سے شرف ملاقات اُسے حاصل ہو۔ وہ ہمارے اونٹ چراتا ہے اور بہت ادنیٰ حیثیت ہے اس کی ہماری نظروں میں۔ انہوں نے پوچھا کہ تمہارے برادرزادہ کا بیٹا کہاں ہے؟ کہا یہیں حرم میں موجود ہے اس بوڑھے نے کہا کہ ہاں جناب۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہاں ملے گا۔ انہوں نے کہا کہ وادی عرفات میں اراک کے درخت کے نیچے اس کا ٹھکانہ ہے۔

چنانچہ حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ دونوں جلدی سے وادیٔ عرفات روانہ ہوئے اچانک انہوں نے ایک شخص اراک کے نیچے نماز میں مصروف دیکھا اور اونٹ ان کے اردگرد چر رہے تھے۔ انہوں نے اپنی سواری کے جانور باندھ دیئے اور حضرت اویسؓ کی طرف رخ کرکے سلام کیا۔ حضرت اویس نے نماز کو مختصر کیا سلام پھیرا اور اُن کو سلام کا جواب دیا تو انہوں نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ حضرت اویسؓ نے کہا میں اونٹ

Marfat.com

چرانے والا ہوں اور اپنی قوم کا مزدور ہوں۔ انہوں نے کہا تم سے یہ نہیں پوچھ رہے کہ تم اونٹ چراتے ہو اور مزدوری کرتے ہو۔ ہم پوچھتے ہیں کہ تمہارا نام کیا ہے؟ کہا میرا نام عبداللہ ہے۔ وہ کہنے لگے کہ ہم جانتے ہیں کہ سب ہی اللہ کے بندے ہیں۔ تمہاری ماں نے جو نام تمہارا رکھا تھا ہم وہ نام پوچھنا چاہتے ہیں تمہاری ماں تمہیں کس نام سے پکارتی ہے۔ حضرت اویسؓ نے کہا تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ بس حضور نبی کریم ﷺ نے وصیت کی تھی کہ اویس قرنی سے ملو ہم نے آپ کو رنگ اور بالوں سے آپ کو پہچان لیا ہے۔ حضور ﷺ نے ہمیں حلیہ بتایا تھا کہ دائیں پہلو آپ کے ایک سفید داغ ہے آپ براہِ کرم ہمیں وہ داغ دکھائیں۔ اگر سفید داغ ہوا تو پھر تم ہی اویسؓ ہو۔ چنانچہ حضرت نے اپنا پہلوان کو دکھایا تو انہوں نے ایک سفید داغ دیکھا چنانچہ حضرت اویس کو انہوں نے شناخت کرلیا۔ سفید داغ کو بوسہ دیا اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اویس قرنیؓ ہیں چنانچہ ان سے مغفرت طلب گار ہوئے۔ انہوں نے کہا میں اپنی دعا کو اپنے لئے یا کسی کیلئے خاص نہیں کرتا بلکہ میں روئے زمین کے تمام لوگوں کیلئے مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔ مومن مرد و عورتوں کیلئے دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں پر میرا حال ظاہر کر دیا ہے آپ بھی تو بتایئے کہ آپ کون ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا یہ حضرت عمر فاروقؓ امیر المومنین ہیں اور میں علیؓ ابن ابی طالب ہوں حضرت اویسؓ کھڑے ہو گئے اور کہا السلام علیکم یا امیر المومنین اور (حضرت علی سے) آپ ابی طالب کے بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ امت کے نیک اور صالح لوگ ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آپ یہاں تشریف رکھیں ہم مکہ سے آپ کیلئے کپڑے اور کھانا لاتے ہیں ہم وعدہ کرتے ہیں۔ حضرت اویسؓ نے فرمایا کہ آپؓ اور میرے درمیان کوئی معاہدہ نہیں اور نہ آئندہ آپ مجھ سے مل سکیں گے پھر میں کھانا اور کپڑے لے کر کیا کروں گا۔ میری جیب میں میری مزدوری ہے اور جسم پر

Marfat.com

چادر ہے۔ اور گانٹھی ہوئی جوتی پہن رکھی ہے۔ آپ مجھے ضمانت دے سکتے ہیں کہ جب تک میں اپنی کمائی ہوئی مزدوری کھاؤں زندہ بھی رہونگا کہ نہیں۔ اے امیر المومنین! آپ کے اور میرے سامنے ایک سخت کھائی ہے جس سے گزرنا بہت مشکل ہے۔ وہی گزر سکے گا جس کا جسم بھوک کی وجہ سے دبلا ہوگیا ہو شکم سوکھ گیا ہو جس کا وزن کم ہوگیا ہو۔ اللہ آپ پر رحمت کرے اپنے وزن کم کریں اور جسم کو ہلکا کریں۔ حضرت عمرؓ نے یہ سن کر اپنا درّہ زمین پر دے مارا اور نعرہ لگایا اور کہا کہ ہائے افسوس میں پیدا نہ ہوتا ارے کوئی ہے جو مجھ سے خلافت لے لے؟ یعنی کوئی ہے جو خلافت کی ذمہ داریاں اٹھائے میں اسے سب کچھ دینے کو تیار ہوں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا اے امیر المومنین! آپ تشریف لے جائیں تاکہ میں اپنی منزل کو روانہ ہو جاؤں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ مکہ کی طرف چل دیئے اور حضرت خواجہ نے اونٹوں کو ان کے مالکوں کے سپرد کیا اور عبادت میں مشغول ہوگئے یہاں تک کہ وہ واصل بالحق ہوگئے۔ یہ تمام روایات حضرت عبداللہ یافعی نے روضۃ الریاحین میں درج کی ہیں۔

واقف اسرار شیخ فرید الدین عطار منطق الطیر کی پانچویں حکایت میں فرماتے ہیں:

## ترجمۂ ابیات

۱...... جب حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ جوشِ محبت سے بھرے ہوئے آئے تو فرمانے لگے کہ میں اپنے کندھوں سے (بار) خلافت اتار رہا ہوں۔

۲...... اگر کوئی اس خلافت کا خریدار ہے تو میں اسے اس کے ہاتھ نہایت سستے داموں بیچ دوں گا۔

۳...... جب حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منہ سے یہ

Marfat.com

کلمات سنے تو فرمایا کہ ان باتوں کو چھوڑ دو اور ان معاملات سے صرفِ نظر کرو۔

۴......جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ترکِ خلافت کا اظہار کیا تو اسی وقت احباب میں غلغلہ پیدا ہوا۔

۵......سبھی کہنے لگے کہ اے ہمارے پیشوا! خدا کے واسطے خلقت کو پریشان نہ کیجئے۔

۶......اگر آپ ان کی تمنا کے خلاف کریں گے تو انہیں سخت تکلیف ہوگی۔

۷......جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ محکم دلیل سنی تو اپنے اعلان سے رجوع کرلیا۔

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین وسلم کثیراً کثیرا.

حضرت اویسؓ نے فرمایا لایئے مجھے دیجئے گدڑی تاکہ میں دعا کروں۔ حضرت عمرؓ نے حضورﷺ کا مرقع حضرت اویسؓ کے سپرد کر دیا اور کہا پہن لیں اور دعا کریں۔ فرمایا کہ کچھ صبر کریں کہ میں اپنے اللہ سے مخاطب ہولوں۔

حضرت خواجہ حضورﷺ کا مرقع اٹھا کر دور ایک گوشے میں تشریف لے گئے اور حضورﷺ کی گدڑی سامنے رکھ کر سربسجود ہوئے اور اللہ سے عرض کیا کہ اے اللہ میں حضور کی گدڑی پہن لیتا ہوں میرے آقا کی امت کو بخش دے۔ میرے آقا نے مجھے حکم دیا ہے حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نے اپنا کام کر دیا ہے اب تیرا کام باقی ہے۔ آواز آئی جتنی امت کہو گے بخش دونگا تم مرقع تو پہنو عرض کیا میں ساری امت کیلئے کہتا ہوں۔ ندائے غیب آتی تھی اور جواب دیتے تھے حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نے کہا دیکھیں تو سہی حضرت کیا کر رہے ہیں اور حضرت اویسؓ کے نزدیک چلے گئے۔ جونہی حضرت اویسؓ نے ان کو دیکھا تو افسوس کا اظہار کیا کہ آپ نہ آتے تو میں اس وقت چوغہ نہیں پہنتا جب تک ساری امت کو بخشوا نہ لیتا۔

Marfat.com

جب عمرؓ نے دیکھا کہ حضرت خواجہ اون کے بالوں کی بنی ہوئی کھردری گودڑی پہنے ہوئے ہیں اور سراپا برہنہ اور اس گودڑی کے اندر اٹھارہ ہزار مخلوق کیلئے خزانے بھرے ہیں تو حضرت عمرؓ کا دل خلافت کی ذمہ داریوں اور اپنے آپ سے اچاٹ ہوگیا۔ فرمایا کون ہے جو مجھ سے یہ ساری خلافت اور اس کے متعلقہ سامان ایک نان کے بدلے لے لے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا جس میں عقل نہ ہوگی وہ یہ سودا کرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تم کیا بیچتے ہو پھینک دو اس بوجھ کو اور اپنے کندھے ہلکے کرلو۔ پھر کہا جو چیز تم نے حضرت صدیق اکبرؓ سے لی اُسے پھینک کر سارے مسلمانوں کی ذمہ داریوں سے جی نہ چراؤ ورنہ مقصدِ خلافت ضائع ہو جائے گا۔ آپ کا ایک دن کا عدل ہزار سالہ عبادت سے زیادہ شرف رکھتا ہے۔ پھر حضرت خواجہ نے مرقعہ پہن لیا اور کہا کہ اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ ربیعہ اور مضر کی بھیڑوں کے بالوں کی تعداد کے برابر امتِ محمد یہ کے گنہ گاروں کو بخش دونگا اور یہ سب کچھ اس مرقع کی برکت کی وجہ سے ہے۔

کسی کو یہ گمان نہیں ہونا چاہئے کہ حضرت عمرؓ حضرت اویسؓ سے کم تر درجہ پر تھے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے صرف حضرت اویس کے تجرد کی وجہ سے یہ مغالطہ ہوتا ہے ورنہ حضرت عمرؓ تمام خوبیوں کے حامل تھے ور تجرید بھی چاہتے تھے۔ حضرت علیؓ خاموش بیٹھے رہے اور حضرت عمرؓ نے پوچھا۔ اے اویسؓ آپ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف باریابی کیوں حاصل نہ کیا؟ انہوں نے کہا آپ نے حضور علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ کہا ہاں! کہا ان کے حلیہ کے بارے بتا سکتے ہو اگر آپ نے ان کو دیکھا ہے تو بتایئے کہ ان کے ابرو آپس میں پیوستہ تھے کہ الگ الگ تھے تعجب کی بات ہے غالباً حضرت اویسؓ کے رعب کی وجہ سے حضرت عمرؓ کوئی جواب نہ دے سکے۔ پوچھا کہ کیا آپ کو حضور ﷺ سے محبت تھی فرمایا ہاں کہا پھر جس دن آپ کے دندانِ مبارک شہید ہوا

Marfat.com

آپ نے محبت اور عشق کی لاج کیوں نہیں رکھی اور اپنے محبوب کی دوستی کے موافقت میں اپنے دانت کیوں نہیں توڑے۔ کیونکہ موافقت دوستی کی شرط ہے۔ پھر انہوں نے اپنا منہ دکھایا اور حضرت عمرؓ و علیؓ نے دیکھا کہ ان کے منہ میں ایک دانت بھی نہ تھا۔ کہا میں نے انہیں نہیں دیکھا صرف اُن کی موافقت کی وجہ سے اپنے دانت توڑ دیئے ہیں۔ اور ان کی موافقت ہی اصل دین ہے۔ دونوں صحابہؓ بہت خوش ہوئے یہ جان کر کہ منصب موافقت اور ادب منصبی الگ الگ چیزیں ہیں کہ حضور کو نہیں دیکھا اور موافقت کے آداب ان سے سیکھنے چاہئیں۔ سبحان اللہ۔ پھر حضرت عمرؓ نے آپ سے کہا حضرت میرے لئے دعا فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ایمان اور یقین میں شک کو جگہ نہ دو۔ میں ہر نماز میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بخش دے۔ اگر تم اپنا ایمان قبر میں سلامت لے جاؤ تو میری دعا کا فائدہ ہے۔

تب حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپؒ مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔ انہوں نے کہا اے عمرؓ اپنے رب کو پہچانتا ہے؟ کہا ہاں تب تیرے لئے بہتر یہ ہے کہ کسی غیر کو نہ پہچانے۔ حضرت عمرؓ نے کہا مزید فرمایئے۔ حضرت خواجہ نے پوچھا کہ خدا تمہیں جانتا ہے؟ کہا جانتا ہے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا پھر تیرے لئے یہ بہتر ہے کہ تو بھی اس کے سوا کسی کو نہ جانے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا آپ ذرا ٹھہریئے میں آپ کیلئے کوئی چیز لاتا ہوں۔ حضرت اویسؓ نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور دو درہم نکال کر حضرت عمرؓ کو دکھائے کہ یہ میں نے شتر بانی کی مزدوری سے کمائے ہیں اگر تم ضمانت دے دو کہ ان کے خرچ ہونے تک میں زندہ رہونگا تو پھر میں آپ سے بھی قبول کرلوں گا۔ پھر فرمایا کہ آپ نے یہاں آنے کی تکلیف کی ہے اب تشریف لے جایئے کہ قیامت نزدیک ہے اب وہاں ملاقات ہوگی جہاں سے واپسی ممکن نہیں۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

Marfat.com

## حضرت عمرؓ پر تنقیدات:

کتاب ''مجالس المومنین'' میں مصنف کہتا ہے کہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''اے عمر، وہ کون ہے جو عقل نہیں رکھتا۔ پس جو کچھ تو بیچتا ہے۔ اسے پھینک دے جو چاہے اسے اٹھالے''۔

یہ حضرت عمرؓ کی اس بات پر واضح تنقید تھی جو آپ نے خلافت کی خرید و فروخت کے بارے کی تھی۔ کیونکہ یہاں خلافت کے معاملہ میں وہ عقل کو درمیان میں لے آئے۔ جبکہ امامت کا عطا ہونا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اسے ابوبکر سے خریدنے کی بات کرنا اور اُسے قیمتاً فروخت کرنا عقل و شرع کے خلاف ہے۔ نیز ان کے کلمات سے یہ بھی ظاہر ہوتا تھا کہ حضرت عمر خلافت دل سے تو نہیں چھوڑنا چاہتے تھے یہاں ان کی زبان دل کے ساتھ موافقت نہیں کر رہی تھی۔ ورنہ اس سے چھٹکارے کو فروخت کے ساتھ منتھی نہ کرتے اور اگر حقیقتاً وہ اس دعویٰ میں سچے تھے تو حضرت طلحہ، زبیر، علی و معاویہ اور دیگر لوگ اُسے خریدنے پر تیار تھے۔

حضرت اویس قرنیؓ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمانا کہ اگر سرکار دو عالم ﷺ کو دیکھا تو بتائیں کہ آپ کے آبرو پیوستہ تھے یا کشادہ تھے۔ حضرت عمرؓ کا جواب نہ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بات حضرت اویسؓ نے حضرت عُمر سے بطور استہزاً کہی تھی اور معرفت پیغمبر علیہ السلام سے ان کی ناواقفیت اور لاپرواہی کو ظاہر کرتی تھی۔ اس سے وہ عمر کو لوگوں کے درمیان بے عزت کرنا چاہتے تھے۔

## اعتراض دوم:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے دعا کرنے کیلئے کہا اور حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر آپ قبر تک ایمان سلامت لے گئے تو یہ دعا آپ کو پالے گی اور اگر نہیں، تو میں اپنی دعا کو ضائع نہیں کرتا''...... اس بات کی

Marfat.com

طرف اشارہ کرتی ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عاقبت غیر محمودہ کو جانتے تھے۔لہٰذا اپنی دعا کو بالخصوص ضائع سمجھتے تھے۔واللہ اعلم بالصواب۔

## تنقیدات کا جائزہ:

اب جاننا چاہئے کہ ''مجالس المومنین'' کے مصنف کے معانی و اشعار اور حضرت عمر اور حضرت اویس (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے مکالمہ سے جو سمجھا گیا ہے، بظاہر وہ باطل ہے اور حقیقت کے خلاف ہے۔ان دونوں کی تردید تفصیل سے دی جاتی ہے۔

ا...... جو کچھ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے کلام کے بارے میں ''مجالس المومنین'' کے مصنف نے کہا ہے، تو معلوم ہونا چاہئے اس میں حضرت عمر پر کوئی طعن نہیں کیونکہ حضرت عمر کی بات میں ترک تعلق بطور علاج کے صادر ہوا۔اور حضرت اویسؓ نے ان کے اس مفہوم سے آگاہ ہو کر بتایا کہ ترک تعلق خلافت کو بیچ دینا نہیں۔کیونکہ کوئی عقل منداس کا خریدار نہیں بن سکتا بلکہ اس کا علاج ترک خلافت ہے۔حضرت عمرؓ نے یہ بات بطور اقالہ فرمائی اور سب جانتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تواضع اور زہد کی بنا پر خلافت سے تجرد کا اظہار کرتے تھے۔

مجالس المومنین کے مصنف کے اس اعتراض سے تو حضرت اویسؓ پر طعن وارد ہونے کا خدشہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے ان پر طعن کیا۔پس اسے سمجھئے۔

ب...... مصنف مجالس المومنین نے جو یہ کہا کہ عقل کا فیصلہ ہے کہ امامت کا تقرر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔تو اس بارے معلوم ہونا چاہیے کہ یہ بات اصل تحقیق کے مسلک کے خلاف ہے۔شرح عقائد میں بیان ہوا ہے کہ حق مذہب یہ ہے کہ امامت کا تقرر دلیل سمعی کی بنا پر لوگوں پر واجب ہے۔

ج...... مصنف مجالس المومنین کا یہ کہنا کہ حضرت اویس قرنیؓ کے کلام سے ظاہر ہوتا

Marfat.com

ہے کہ حضرت عمرؓ خلافت کو دل سے چھوڑنا نہیں چاہتے تھے الخ تو مصنف کی یہ بات بھی غلط اور خلاف حقیقت ہے۔ حضرت عمر نے جس وقت فرمایا کہ کون ہے جو یہ خلافت مجھ سے ایک پارہ ناں کے بدلے خرید لے اس وقت خلافت سے دل اچاٹ ہو گیا تھا۔ اور زبان دل کی موافق تھی۔ اور بیع کو اس پر موقوف رکھا کہ معاملات دینیہ سے غفلت نہ کریں گے۔

اور یہ جو کہا کہ طلحہ، زبیر، معاویہ اور ان جیسے صحابہ خلافت کو سو جوان سے خرید لیتے چہ جائیکہ ایک نان کے بدلے'' یہ قول بھی خلاف صدق اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین طالب خلافت اور حریصِ ریاست تھے۔ حاشا وکلاً ایسا نہیں تھا۔

اور مصنف مجالس المومنین کا یہ کہنا کہ حضرت اویسؓ حضرت عمرؓ سے استہزاُ کر رہے تھے قطعاً غلط ہے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ مصنف کی یہ بات سخت بے ہودہ اور ناپسندیدہ ہے۔ حاشا وکلاً کہ حضرت اویس کے دل میں بھی کبھی ایسے استہزاُ کا خیال گزرا ہو۔

اور یہ کہنا کہ ان باتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت اویسؓ حضرت عمرؓ کے برے انجام سے آگاہ تھے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ ان لوگوں کا یہ کہنا سخت ترین گمراہی ہے نعوذ باللہ منھا جبکہ یہ بات قطعی یقین کے طور پر ثابت شدہ ہے کہ حضرت عمرؓ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ اور یہاں حضرت اویسؒ کا تتمہ کلام محذوف ہے۔

اور صحابہ کا طعن دو صورتوں سے خالی نہیں یا موجب کفر ہوگا یا فسق و بدعت حضرت سعد الدینؒ نے شرح عقائد میں اس کی خوب وضاحت کی ہے۔

اے اللہ! ہمیں حق سمجھنے کی توفیق عطا فرما اور اس کی اتباع کی توفیق بخش۔

☆......☆......☆

Marfat.com

سخن لطیف ۱۲:

## بزرگی وجلالت حضرت خواجہ اویس قرنیؓ

مولانا جلال الدین سیوطیؒ نے کتاب جمع الجوامع میں حضرت اویس قرنیؓ کی شان میں روایات اکٹھی کی ہیں۔ اور قدوۃ المحققین شیخ عبدالحق دہلویؒ نے یمن وشام کے متعلق کی تمام روایات شرح مشکوٰۃ کے آخر میں ترجمہ کر کے جمع کر دی ہیں اور مولانا علی بن سلطان نے بھی ان تمام تر احادیث کو کتاب المعدن العدنی میں نقل کر دی ہیں۔

کتاب ھٰذا کے مولف نے ان تمام کو اختصار کے ساتھ اس کتاب میں شامل کیا ہے۔ اگرچہ کچھ طویل ہوگیا۔ لیکن اولیاء کرام کا ذکر جتنا زیادہ ہوگا نزولِ رحمت بھی زیادہ ہوگا۔ نیز کہا جاتا ہے کہ جو شخص جتنا زیادہ محبوب ہوگا اس کا ذکر بھی شیریں تر ہوگا۔ ذکر الحبیب حبیب کے مصداق پیارے دوست کا ذکر بھی انسان کثرت سے کرتا ہے۔

**والسّلام علٰی من اتبع الھدیٰ.**

**من اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہ.** اس بن جابر سے یہ روایت چلی ہے۔ جب یمن سے لوگ آتے تو حضرت عمرؓ فاروق ان سے پوچھتے کہ تم میں کوئی اویسؓ بن عامر مرادی بھی ہے؟ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے پوچھا تو جواب ملا کہ ہاں قبیلہ مرادی اور یمنی سے آیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم کو کبھی برص کی بیماری بھی لاحق ہوئی تھی انہوں نے تسلیم کیا ہاں مجھے یہ بیماری تھی مگر اب درست ہوگئی ہے۔ پوچھا کہ کیا کوئی داغ باقی رہ گیا؟ کہا ہاں ایک درم کے برابر داغ باقی ہے۔ پوچھا کہ آپ کی والدہ زندہ ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں میری ماں زندہ ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا حضور نبی کریم ﷺ سے میں نے سنا کہ اویسؓ بن عامر مرادی قرنی ملک یمن سے تمہاری

Marfat.com

ملاقات ہوگی اس کو بیماری برص کی تھی آرام آ گیا مگر ایک درم کے برابر داغ رہ گیا اور مرادی کی والدہ جس سے وہ بہت نیکی اور احسان سے پیش آتا ہے۔ اگر وہ کسی معاملہ میں خدا کی قسم اٹھا لے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم پوری فرماتے ہیں۔ اگر تمہاری ملاقات ممکن ہو سکے تو اس سے اپنے لئے دعا کرانا۔ حضرت اویسؓ نے کہا اے امیر المومنین! آپ کے واسطے مغفرت کی دعا کیا مانگوں یہ تو آپ کے لائق ہے کہ میرے لئے دعا کریں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا اب آپ کہاں جانا چاہتے ہیں فرمایا میں کوفہ جانا چاہتا ہوں امیر المومنین نے پوچھا کہ میں کوفہ کے گورنر کی طرف آپ کیلئے کوئی رقعہ لکھ دوں؟ انہوں نے کہا میں درویش آدمی واپسی کو پسند کرتا ہوں مجھے کسی دنیاوی عزت و تکریم کی ضرورت نہیں۔

اگلے سال اہل یمن سے کچھ لوگ حج کیلئے آئے تو ان میں سے کسی معزز آدمی سے حضرت اویسؓ کے بارے پوچھا اس نے کہا کہ میں نے اُسے شکستہ حال اور آشفتہ سر دیکھا ہے۔ حضرت عُمرؓ نے اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک سنائی۔ وہ شخص جب حج سے واپس گیا تو وہ حضرت خواجہ سے ملاقات کر کے اپنے لئے دعا کا طالب ہوا۔ انہوں نے کہا تم حج کر کے مبارک سفر سے واپس آئے ہو لہٰذا تم دعا کرو۔ اس نے حضرت عمرؓ کے ساتھ اپنی گفتگو سنا کر ان سے دعا کی طلب کی تو پھر انہوں نے دعا کی۔ لوگوں کو جب حضرت خواجہ کے مرتبہ و مقام اور عزت و عظمت کا پتہ چلا تو حضرت خواجہ کی طرف رجوع ہوئے۔ چونکہ حضرت خواجہ اویسؓ قرنی عزلت پسند اور کم آمیز تھے لہٰذا جب انہوں نے لوگوں کو اپنی طرف راغب پایا تو اس علاقہ سے نکل گئے۔

اس واقعہ کو بے شمار راویوں نے نقل کیا کہ کوفہ میں ایک عالمِ حدیث تھے جو حدیث کا درس دیا کرتے۔ درس کے بعد طلباً اِدھر اُدھر منتشر ہو جاتے مگر ایک شخص بیٹھا رہتا وہ اتنی شستہ اور خوبصورت گفتگو کرتا کہ ہم حیران رہ جاتے وہ ایک بہت بڑا عالم

Marfat.com

معلوم ہوتا۔ ایک دن وہ نظر نہیں آیا تو ہم دوستوں نے انہیں تلاش کیا۔ وہ اپنے شکستہ سے حجرے میں مقیم تھے ہم نے دستک دی وہ باہر آئے تو ہم نے ان سے غیر حاضری کا سبب پوچھا ان کی حالت سے ہم نے اندازہ لگایا کہ ان کے جسم پر لباس پھٹ چکا تھا ہم نے پوچھا کیا آپ برہنگی کی وجہ سے ہم سے گریزاں ہیں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو حضرت خواجہ کے حلیہ کی وجہ سے ان کو مذاق اور تمسخر کا نشانہ بناتے تھے۔ ہم نے ان کو چادر پیش کی اور عرض کیا کہ یہ چادر پہن لیں مگر انہوں نے کہا لوگ دیکھیں گے تو مجھے تنگ کریں گے کہ یہ کپڑا کہاں سے لیا مگر ہم نے اصرار کر کے انہیں چادر پہنائی۔ جب باہر آئے تو واقعہ بعض لوگوں نے تمسخرانہ انداز اختیار کیا اور فقرے کسے۔ ہم نے ان لوگوں کو سمجھایا کہ تم اس درویش کو کیوں تنگ کرتے ہو۔ آدمی پر کئی عالم گزرتے ہیں۔ کبھی اس کے پاس کچھ ہوتا ہے کبھی نہیں ہوتا۔

چنانچہ اگلی بار جب اہل کوفہ حضرت امیر المومنین سے ملنے گئے تو اتفاقاً ان میں وہ آدمی بھی تھا جو حضرت خواجہ سے تمسخر کرتا اور ان کی توہین کرتا تھا۔ جب حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ تم میں سے کوئی اہلِ قرن بھی ہے۔ تو وہی شخص حاضر کر دیا گیا جو حضرت سے اچھا سلوک نہیں کرتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے انہیں حدیث رسول مقبول ﷺ سنائی کہ آنحضرت اویسؓ کی شان متعلق کیا فرماتے تھے۔ جب ان لوگوں نے امیر المومنین کے منہ سے حضور ﷺ کی حدیث سنی تو کہا تو ایسے بے سروسامان اور شکستہ حال آدمی کو جانتے ہیں جس کو ہم اکثر مذاق کا نشانہ بھی بناتے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم لوگ ان سے گزشتہ کی معافی تلافی کرو اور آئندہ ان کا احترام ملحوظ رکھو۔

وہ شخص واپس ہوا تو نہ وہ گھر گیا نہ رشتہ داروں سے ملا سیدھا حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ادب و احترام بجالایا۔ حضرت خواجہ نے اس کا رویّہ دیکھ کر پوچھا کہ میرے ساتھ تمہارے رویّے میں کس وجہ سے تبدیلی آئی ہے اس نے کہا کہ یا حضرت

Marfat.com

میں نے حضرت امیر المومنین سے آپ کی تعریف سنی ہے چنانچہ اپنے گزشتہ سلوک پر نادم اور شرمندہ ہوں اور معافی کا خواستگار ہوں۔ آپ میرے لئے دعا کیجئے آپ نے کہا کہ میں اس شرط پر تمہارے لئے بخشش کی دعا کرونگا کہ تم نے میرے بارے جو کچھ امیر المومنین سے سنا ہے اسے کسی اور کے سامنے بالکل نہ ظاہر کرو۔ اس کے بعد کوفہ میں حضرت خواجہ کے بارے میں مشہور ہو گیا کہ وہ مقبول بارگاہِ رسالت ہیں۔ ایک اور روایت جو مندرجہ بالا کے علاوہ ابنِ عسا کر نے بھی درج کی ہے وہ یہ ہے۔

ایک دن حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرؓ کو مخاطب کیا تو انہوں نے کہا **لبیکُ یا رسول الله** حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں سمجھا کہ کسی کام کا حکم دیں گے مگر حضور نے فرمایا۔ اے عمرؓ! میری امت میں ایک شخص ہے جس کا نام اویسؓ قرنی ہے۔ اس کے بدن پر برص کا ایک نشان ہوگا جس کو دیکھ کر وہ خدا کا شکر ادا کرے گا کہ اس نے برص سے نجات دی۔ جب تم اس سے ملاقات کرو تو میری طرف سے اُسے سلام و رحمت پہنچاؤ اور اپنے لئے دعا کراؤ۔ وہ مقبول بارگاہِ خداوندی ہے۔ انتہائی کریم النفس ہے۔ اگر کسی معاملہ میں وہ اللہ کی قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اُس کی لاج رکھتے ہیں اور قسم پوری کر دیتے ہیں۔ وہ میری امت کیلئے دعا کرے گا اور اللہ اس کی دعا قبول فرما کر ربیعہ اور مضر کی بکریوں کی تعداد کے مطابق میری امت کے گنہگاروں کو بخش دے گا حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی زندگی میں بھی ان کو تلاش کیا مگر وہ نہ ملے۔ پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت میں بھی کوشش کی مگر ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔ پھر اپنے عہد خلافت میں جو لوگ غیر ممالک سے آتے تھے میں ان سے پوچھتا تھا۔

آخر ایک بار یمن کے لوگ آئے تو ان میں اہل قرن بھی تھے میں نے ان سے پوچھا تو ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ اویسؓ نام کا ایک شخص میرا چچازاد ہے مگر

Marfat.com

وہ تو انتہائی خستہ اور ناگفتہ بہ حالات میں ہے وہ اس قابل نہیں کہ امیر المومنین اسے یاد فرمائیں۔ حضرت عمرؓ نے اس شخص کو سرزنش کی اور کہا وہ شخص اللہ کے نزدیک نہایت برگزیدہ ہے۔ اچانک ایک اونٹ سوار نظر آیا جو میلے کچیلے لباس میں تھا میرے دل میں خیال گزرا کہ ہو نہ ہو یہی اویسؓ ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ اویسؓ قرنی ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں! پھر میں نے حضور علیہ السلام کا سلام پہنچایا اور عرض کیا کہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں نیز حضور نے بھی فرمایا تھا کہ میری امت کیلئے دعائے بخشش مانگیں۔ پھر میں ہر سال حج کے موقع پر ان سے ملتا وہ مجھ سے راز و نیاز کی باتیں کرتے میں ان سے احوال واسرار بیان کرتا۔

ایک اور روایت ابنِ عساکر اور خطیب نے اپنی تواریخ میں اور خواجہ حسن بصری سے بھی روایت کی ہے کہ جب اہل قرن حج کے موقع پر آئے تو امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے ان سے حضرت خواجہؒ کے بارے میں دریافت کیا تو ان میں سے ایک شخص نے کہا اے امیر المومنین! آپ کس کے بارے پوچھتے ہیں۔ وہ ایک دیوانہ از خود رفتہ شخص ہے وہ ویرانوں میں بسیرا کرتا ہے اور عزلت نشیں شخص ہے لوگوں میں آنے سے گریز کرتا ہے آپ نے فرمایا اُسے میرا سلام پہنچاؤ اور اُسے کہو کہ مجھ سے ملاقات کرے۔ چنانچہ اس شخص نے حضرت عمرؓ کا پیغام آپ تک پہنچایا۔ حضرت اویسؓ قرنی حضرت عمرؓ سے ملے۔ حضرت عمرؓ نے ان سے سب احوال دریافت فرمائے اور نشانیاں ملاحظہ کیں حضرت اویسؓ نے تعجب سے پوچھا کہ انہیں کس طرح آگاہی ہوئی۔ تو حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ انہیں حضور نبی کریم ﷺ نے اطلاع دی تھی اور تمام علامتیں بھی بتائی تھیں اور وصیت کی تھی کہ آپ سے دعا کراؤں حضرت خواجہ نے آپ کے حق میں دعا کی اور ان سے کہا کہ آپ مجھے اجازت دیں اور یہ خواہش بھی کی کہ ان کے بارے کسی کو بھی نہ بتائیں۔ چنانچہ حضرت اویسؓ ہمیشہ لوگوں سے دور

Marfat.com

رہے جنگ صفین میں شہید ہو گئے۔ (ابن عساکر)

حضرت عمرؓ فاروق نے ایک روز خطبہ کے دوران اہلِ قرن کو مخاطب کیا تو وہ کھڑے ہو گئے۔ اور کہا کہ ہم اہلِ قرن ہیں فرمایئے کیا حکم ہے آپ نے ان سے حضرت خواجہ اویسؓ کے بارے میں دریافت کیا تو عمر رسیدہ شخص بولا کہ یا امیر المومنین ہم میں اویسؓ نام کا کوئی شخص نہیں ہے۔ البتہ اس نام کا ایک دیوانہ آدمی ہے وآبادیوں سے دور جنگلوں میں رہتا ہے۔ نہ اسے کسی سے رغبت ہے نہ وہ کسی سے ملتا ہے۔ فرمایا کہ میں اسی کے بارے میں پوچھتا ہوں جب تم قرن واپس جاؤ تو اسے تلاش کر کے میرا اسلام پہنچاؤ اور کہو کہ پیغمبر آخرالزماں نے مجھے خوشخبری دی تھی اور حکم دیا تھا کہ میں تم کو حضور علیہ السلام کا سلام پہنچاؤں۔ چنانچہ جب اہل قرن واپس گئے تو انہوں نے حضرت خواجہ کو تلاش کر کے پیغام امیر المومنین نے مجھے آشکار کر دیا اور لوگوں پر میرا حال ظاہر کر دیا ہے میرا بھی ان کو سلام پہنچے پھر وہ وادی کی طرف روانہ ہو گئے بعد ازاں ان کا نام ونشان نہیں ملا۔ پھر حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں واپس آئے اور جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اس کو ابن عساکر کے علاوہ صعصعہ بن معاویہ نے بھی نقل کیا ہے۔

حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ کوفہ کے لوگوں سے پوچھا کرتے کہ کیا وہ اویسؓ نام کے کسی شخص سے واقف ہیں۔ اکثر لوگ لاعلمی کا اظہار کرتے۔ حضرت اویسؓ کوفہ کی ایک مسجد میں مقیم تھے۔ وہ مسجد کی خدمت کرتے مگر باہر نہیں آتے تھے۔ ان کا ایک چچازاد بھائی ان کو بہت پریشان کرتا تھا۔ جب ایک دفعہ اہل کوفہ حج کیلئے مکہ گئے تو ان میں ان کا وہ چچازاد بھی تھا جو انہیں تنگ کرتا تھا۔ جب حضرت عمرؓ نے ان لوگوں سے حضرت اویسؓ کے بارے دریافت کیا کہ کیا تم اویسؓ بن عامر قرنی مرادی کو جانتے ہو تو حضرت خواجہ کے چچازاد نے کہا امیر المومنین اس نام کا کوئی شخص اس مرتبہ

Marfat.com

کا نہیں جو آپ کے شایانِ شان ملاقات کے قابل ہو۔ ایک شخص اس نام کا میرا چچازاد ہے مگر وہ حقیر اور کم رتبہ شخص ہے آپ نے فرمایا افسوس تم پر۔ تم اس کے مرتبہ کو نہیں جانتے۔ پھر امیر المومنین نے اُس کو حضور ﷺ کی حدیث اور وصیت سنائی اور تاکید کی کہ جب تم وہاں جاؤ تو ان کو میری طرف سے اور آقائے نامدار ﷺ کی طرف سے سلام پہنچاؤ۔ اس طرح جب ان کا حال لوگوں پر منکشف ہو گیا تو وہ گوشہ نشین ہو گئے۔ اس روایت کو ابو یعلی و ابن عساکر نے بیان کیا۔

ایک اور روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے کہ دس سال تک حضرت عمرؓ حضرت خواجہ کے بارے دریافت کرتے رہے پھر ایک مرتبہ اہلِ یمن سے آپ نے حج کے موقعہ پر دریافت فرمایا تو قبیلہ مراد کے لوگ کھڑے ہو گئے امیر المومنین نے حضرت اویسؓ کے بارے پوچھا تو ایک آدمی نے کہا وہ میرا عم زاد ہے مگر امیر المومنین وہ تو اتنا کم رتبہ اور حقیر شخص ہے کہ آپ سے ملاقات کے قابل نہیں۔ آپؓ نے پوچھا کیا وہ یہاں حرم میں ہے۔ اس نے کہا ہاں امیر المومنین وہ وادی عرفات میں مقام اراک پر اونٹ چراتے ہیں۔ چنانچہ حضرات علیؓ و عمرؓ سوار ہو کر وادیٔ عرفات میں مقام اراک کی طرف روانہ ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص درخت کے نیچے نماز میں مصروف ہے اور اونٹ چر رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ و علیؓ نے کہا کہ شاید یہی وہ شخص ہے جس کی ہمیں تلاش ہے۔ جب حضرت خواجہ کو اپنے نزدیک آدمیوں کی آہٹ محسوس ہوئی تو انہوں نے نماز کو مختصر کر کے سلام پھیرا۔ حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ نے ان کو سلام کیا انہوں نے جواب میں وعلیکم السّلام کہا۔ انہوں نے پوچھا اللہ کی رحمت تم پر تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا عبداللہ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا زمین و آسمان کے درمیان جتنے لوگ ہیں سب خدا کے بندے ہیں۔ آپ کو رب کعبہ اور پروردگار اعلیٰ کی قسم اپنا وہ نام بتاؤ جو آپ کی ماں نے رکھا ہے۔ وہ متعجب ہوئے اور

Marfat.com

پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ میرا نام اویسؓ بن عامر ہے۔ انہوں نے کہا کہ اپنا بایاں پہلو کھول کر ہمیں دکھائیں انہوں نے دکھایا تو انہیں ایک درم کے برابر سفید داغ نظر آیا تو دونوں نے اس داغ کو بوسہ دیا۔

پھر کہا کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ آپ سے مل کر آپ کو سلام پہنچائیں اور اپنے حق میں دعا کرائیں۔ انہوں نے کہا میں شرق و غرب کے تمام مسلمان مرد و عورت کیلئے دعا کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہمارے خاص طور پر دعا فرمائیے۔ چنانچہ انہوں نے ان دونوں حضرات کیلئے دعا فرمائی۔ اور تمام مسلمانوں کیلئے بھی۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو میں آپ کی خدمت کر سکتا ہوں۔ فرمایا میرے دونوں کپڑے پرانے ہیں اور جوتی مرمت شدہ ہے میرے پاس چار درہم ہیں۔ ان کے استعمال ہونے کے بعد پھر میں آپ سے قبول کر لونگا۔ مزید فرمایا جس کو ایک ہفتہ تک کی امید ہے زندگی کی اسے ایک ماہ کی بھی امید ہوگی اور جسے ایک ماہ کی امید ہے۔ وہ سال کی امید بھی رکھتا ہے۔ پھر انہوں نے سارے اونٹ ان کے مالکوں کے حوالے کئے اور وہاں سے چلے گئے۔ پھر وہ نظر نہیں آئے۔ ابنِ عساکر نے یہاں تک اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

☆......☆......☆

Marfat.com

سخن لطیف ۱۳:

# حرم بن حبان کی ملاقات

ہرم بن حبان نے روایت کیا کہ میں کوفہ گیا اور حضرت خواجہ کو تلاش کرتا رہا۔ مختلف علامت بتا کر لوگوں سے پوچھتا کہ ان علامات کا حامل شخص کسی نے دیکھا ہو۔ میں نے سنا کہ آپ دریائے فرات پر تشریف فرما ہیں۔ میں گیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ دریائے فرات پر وضو کر رہے تھے اور نماز کیلئے جائے نماز بچھا رکھا تھا۔ لاغر نظر آ رہے تھے نحیف اتنے تھے کہ ساری ہڈیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔ لیکن ان کے وجود سے مجھے نور پھوٹتا محسوس ہوتا تھا۔ میں نے سلام بلایا انہوں نے جواب دیا اور میری طرف دیکھا۔ دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ میں ان کے ہاتھ کو بوسہ دوں مگر انہوں نے گریز کیا۔ میں نے ان سے حال دریافت فرمایا۔ مگر ان کے حال کی شکستگی اور درماندگی دیکھ کر مجھے رونا آ گیا۔ ان سے عقیدت و محبت کی جو روشنی میرے دل میں تھی شدتِ جذبہ کی وجہ سے وہ آنسوؤں کے راستے بہہ نکلی جب میں خاموش ہوا تو ان کی آنکھیں بھر آئیں۔ کچھ دیر بعد انہوں نے فرمایا مرحبا یا ہرم بن حبان تم کیسے ہو؟ اور تمہیں میرے بارے میں کس نے آگاہ کیا اور میرا نام اور ٹھکانہ کس نے بتایا؟ میں نے امیر المومنین حضرت عمرؓ فاروق کے بارے بتایا۔ کہ ساری اطلاعات مجھے امیر المومنین نے بہم پہنچائی تھیں۔ چونکہ میں انہیں اس سے پہلے کبھی نہیں ملا تھا اس لئے انہوں نے تعجب کا اظہار کیا میں نے بھی تعجب کا اظہار کر کے پوچھا کہ میرا اور میرے والد کا نام آپ کس طرح جانتے ہیں؟ فرمایا مجھے اس علیم و خبیر نے بتایا جس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں۔ اور میری روح نے تم کو پہچان لیا مومنوں کی روحیں ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں اگر چہ جسمانی طور پر کوئی مسلمان پہلے کسی مومن کو نہ بھی ملا ہو۔ اسی طرح نفس بھی نفوس کو پہچانتے ہیں۔ حضرت مولانا اسمٰعیل شرح تعرف میں بیان

Marfat.com

کرتے کہ حضرت خواجہ نے حضرت ہرم بن حبان کو شاید اس لئے پہچان لیا کہ وہ ہرم بن حبان سے ملاقات کے شدید خواہش مند تھے اور اللہ نے اُن کی آرزو پوری کر دی اور انہوں نے پہچان لیا۔ حضرت خواجہ نے جان لیا کہ اللہ نے میری آرزو پوری کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کے ساتھ ایسے ہی پیش آتا ہے۔

حضرت ہرم بن حبان راوی ہیں کہ میں نے ان سے عرض کیا کہ کوئی روایت بیان فرمائیں تا کہ میرے پاس حضور نبی کریم ﷺ کی کوئی بات آپ کے حوالے سے یادگار ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میری جان نثار حضور نبی کریم ﷺ پر میں نے آپ کو دیکھا نہیں اور دوسروں سے حضور ﷺ کے بارے سنتا رہا ہوں جیسے کہ تم نے بھی سنی ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ روایت حدیث کا دروازہ اپنے اوپر کھول دوں نہ مجھے محدث اور واعظ بننے کا شوق ہے کیونکہ میں ایک ایسے شغل میں محو ہوں کہ مجھے کسی اور طرف دھیان دینے کا وقت نہیں۔ پھر میں نے کہا کہ کوئی آیت ہی میرے سامنے پڑھنے میں آپ سے سننا چاہتا ہوں اور یہ کہ میرے حق میں دعا بھی کیجئے کوئی اور وصیّت بھی فرمائیے کہ میں آپ کو اللہ کا مقبول سمجھتا ہوں اور آپ سے عقیدت رکھتا ہوں انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا ہم اُسی وقت دریائے فرات کے کنارے پر کھڑے تھے۔ انہوں نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھا اور رونے لگا۔ فرمایا میرا اللہ یوں فرماتا ہے اور اللہ کا کہا سچ اور حق ہے پھر سورۃ الدخان کی آیت نمبر ۴۲ پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے۔

نہیں پیدا کیا ہم نے زمین کو مگر حق کے واسطے مگر اکثر لوگ غفلت میں پڑے ہیں۔

یہ آیت پڑھ کر حضرت اویسؓ نے نعرہ مارا میں نے سمجھا کہ جلالتِ الٰہی کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے ہیں۔ مگر انہوں نے مجھے کہا کہ اے حبان کے بیٹے! تم کس لئے آئے ہو۔ میں نے کہا آپ کی محبت اور عقیدت کھینچ لائی۔ فرمایا جس نے اللہ کو پہچان لیا پھر وہ کسی اور سے محبت نہیں کرتا اور نہ کسی غیر سے آسودگی حاصل کرتا ہے اور میں تم سے

Marfat.com

اسی لئے مل رہا ہوں کہ اگر تمہیں کچھ بھلائی یا نفع حاصل ہوسکتا ہے تو پھر میں دعا بھی کرتا ہوں۔ آپ کو مجھ سے جو عقیدت ہے یہی سبب ملاقات کا ہوا ہے ورنہ یہ زیارت و ملاقات ریا کاری ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی وصیّت کیجئے۔ فرمایا اے ہرم رات کو سوتے وقت موت کو تکیے کے نیچے رکھو جب صبح آنکھ کھلے تو اس کو سامنے رکھ لو۔ مطلب یہ کہ ہر وقت موت کو یاد رکھو۔ اور گنہ کو کبھی معمولی خیال نہ کرو۔ خدا کے سامنے تو گنہگار ہی شمار ہوگے۔ اے ابن حبان! تیرا باپ مرگیا عنقریب تو بھی مر جائے گا۔ بہشت میں جاؤ گے یا دوزخ میں۔ آدم علیہ السّلام اور اماں حوا وفات پا گئیں۔ حضرت نوح علیہ السلام فوت ہو گئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ وفات پا گئے۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ حضرت داؤد علیہ السّلام اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بھی وفات پا گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق خلیفۃ الرسول ﷺ بھی وفات پا گئے اور حضرت عمرؓ میرے بھائی اور دوست بھی انتقال فرما گئے۔ آہ عمرؓ، آہ عمرؓ، آہ عمرؓ۔ میں نے کہا آپ پر اللہ کی رحمت ہو۔

میں نے کہا حضرت عمرؓ تو زندہ ہیں۔ فرمایا مجھے اللہ نے ان کی وفات کی خبر دی ہے۔ پھر کہا کہ تو اور میں بھی مرنے والے ہیں پھر حضور ﷺ نبی کریم پر درود بھیجا اور تیزی سے دعا کی اور فرمایا وصیّت یہ ہے کہ اللہ کی کتاب اور اہل حق کی راہ کو سامنے رکھو اور موت کی یاد سے ایک لحہ بھی غافل نہ رہو۔ اور جب اپنی قوم میں جاؤ تو حق بات کہنے میں دریغ نہ کرو اور اہل سنت و جماعت سے روگردانی نہ کر کیونکہ اسی معاملہ میں ذرا سی لغزش بھی مجھے دین سے برگشتہ کر دے گی۔ اور پھر تمہیں دوزخ میں جانا ہوگا۔ اس کے بعد چند دعائیں کیں اور کہا اے اللہ یہ شخص میرے بارے خوش گمان ہے تو مجھ کو عزیز رکھتا ہے۔ اس نے میری زیارت تیری نسبت کی وجہ سے کی ہے اللہ اس کو جنت میں مقام عطا کر اور جب تک یہ زندہ ہے اس کو اپنے حفظ و امان میں رکھ۔ اس دنیا میں اس کو جو کچھ تو نے عطا فرمایا ہے اس پر اس کو خوش رکھ اور اپنے شکر گزار بندوں

Marfat.com

میں سے کر لے اور اس کو جزائے عظیم عطا فرما۔ اے ابنِ حبان میں تجھ کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور تجھ پر سلام ہو۔ آئندہ مجھ کو تلاش نہ کرنا۔ میں شہرت کو پسند نہیں کرتا اور تنہائی سے محبت کرتا ہوں۔ مجھے لوگوں سے سخت تکلیف اور دکھ پہنچتا ہے۔ تو مجھ سے ہر لحاظ سے بہتر ہے آئندہ اپنی ملاقات نہیں ہوگی۔ میں جب بھی یاد آؤں میرے حق میں دعا کرو۔ اب تم بھی یہاں سے رخصت ہو جاؤ تا کہ میں بھی چلا جاؤں۔

ہرم کہتے ہیں کہ ان کی زیادہ تر گفتگو حضرات عمرؓ، علیؓ کے بارے میں تھی۔ میری خواہش تھی کہ چند قدم ان کے ساتھ رفاقت اختیار کروں مگر نہ مانے فرات کے کنارے پر مجھے بھی رلایا اور خود بھی روتے رہے میں ان کی خستہ حالی اور تنہائی پر روتا رہا۔ اس کے بعد وہ ایک گلی میں روپوش ہو گئے مجھے ان کے بارے میں کوئی خبر نہیں ملی۔ جن لوگوں نے زندگی میں مصائب و آلام دیکھے ہیں ان سب لوگوں کی سیرت اسی طرح کی ہے۔ انبیاء کرام و اولیائے عظام کا راستہ یہی ہے۔ وہی لوگ صاحبانِ عزم ہیں جو اس راستہ پر چلے اگرچہ مقام و مرتبہ حاصل نہ کر سکے مگر کم تر بھی نہ رہے لہٰذا ایک لمحہ کا بھی غرور و فخر عظیم خطرے میں ڈالنے کا سبب بن سکتا ہے۔

یہ روایت احیاء العلوم، کیمیائے سعادت، تذکرۃ الاولیاء، حیات الذاکرین، السعادت اور شواہد النبوت میں بیان کی گئی ہے۔ حکایت الصالحین میں اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ جس وقت حضرت خواجہ نے امیر المومنین حضرت عمرؓ فاروق کی شہادت کی خبر دی تو پوچھا کہ حضرت عمرؓ کی وفات کی کوئی علامت بیان فرمائیں۔ فرمایا عمرؓ کے عہد میں شیر اور بکری ایک گھاٹ سے پانی پیتے تھے اب میں دیکھتا ہوں کہ ایسا نہین ہو رہا بلکہ شیر بکری پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ ہرم بیان کرتے ہیں کہ ایسا کوئی جمعہ نہیں گزرا جب میں ان کو ایک دو بار خواب میں نہ دیکھتا تھا۔ اَللّٰھُمَّ شرّفنا بلقائِہٖ وَ کَرِمْنَا بعطائِہٖ.

☆......☆......☆

Marfat.com

سخن لطیف ۱۴:

# مناقب حضرت ھرم بن حبان

حضرت علی بن عثمان الہجویری قدس سرہٗ کشف المحجوب میں بیان فرماتے ہیں کہ شمعِ صفا و معدنِ وفا ہرم بن حبان بزرگانِ طریقت میں سے تھے صحابہ کرامؓ کی صحبت انہیں میسر تھی انہوں نے حضرت اویسؓ کو ملنے کا ارادہ کیا جب قرن میں پہنچے تو حضرت خواجہ وہاں سے کوچ کر چکے تھے۔ مایوس ہو کر مکہ شریف میں چلے آئے وہاں سنا کہ وہ کوفہ میں رہتے ہیں۔ کوفہ پہنچے مگر اُن کو وہاں بھی نہ پایا وہ ایک عرصہ تک وہاں ٹھہرے رہے پھر وہاں سے بصرہ کی طرف جانا چاہتے تھے کہ آپ سے ملاقات ہوگئی۔ حضرت اویس قرنیؓ دریائے فرات پر وضو فرما رہے تھے اور جامہ پہنا ہوا تھا جب کنارۂ فرات سے نکلے تو ہرم سامنے آ گئے۔ اور سلام عرض کیا انہوں نے جواب دیا وعلیکم السلام اے ہرم بن حبان! انہوں نے پوچھا کہ آپ نے مجھے اور میرا نام کس طرح شناخت کر لیا کہ میں ہرم بن حبان ہوں فرمایا عـرف روحـی روحـک. میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا میری جان نے تیری جان کو پہچان لیا۔ تھوڑی دیر صحبت رہی پھر اٹھ گئے۔ زیادہ تر گفتگو امیرین حضرت علیؓ و حضرت عمرؓ کے بارے میں رہی۔

حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نے حضور نبی کریم ﷺ کے حوالے سے مجھے روایت بیان کی ہے کہ اعمال کا دارو مدار نیّت پر ہے۔ جو جس چیز کی نیّت کرے گا وہی عمل اس کے ساتھ ہوگا۔ چنانچہ جس کی نیّت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہے اس کی ہجرت خدا اور رسول ﷺ کی طرف ہے اور جس نے دنیا کی خاطر ہجرت کی اسے دنیا ملے گی۔ جس کی ہجرت کسی عورت کی طرف ہے وہ اس کی زوجیّت میں آئے گی۔ تو جس نیت سے ہجرت کی اُسی کیلئے اس کی ہجرت ہے۔ حضرت مولانا

Marfat.com

جامی شواہد النبوت میں فرماتے ہیں کہ ہرم بن حبان سخت گرمی میں جب کہ ہوا آگ کی طرح گرم ہوتی ہے فوت ہوئے جب قبر میں اُن کو اتارنے لگے تو ان کی قبر کے برابر بادل کا ایک ٹکڑا آ کر سایہ فگن ہو گیا۔ اور صرف قبر پر بادل کے قطرے برسے ارد گرد ایک چھینٹ بھی نہیں پڑی۔ کہتے ہیں اُسی روز قبر پر گھاس بھی اُگ آئی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے۔

☆......☆......☆

Marfat.com

بیانِ لطیف ۱۵:

## حضرت خواجہ کے فضائل و مناقب

حضرت خواجہ اویس قرنیؓ کے بے شمار اوصاف اور مناقب و فضائل تذکرۃ الاولیاء میں بیان کئے گئے ہیں۔ ابتداء میں شیخ ابوالقاسم کرگانیؒ کا ذکر تھا کہ وہ ہر وقت یا اویس یا اویس پکارتے تھے۔ خواجہ محمد پارسا نے یہ بات رسالہ قدسیہ میں درج کی ہے۔ تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت اویسؓ اکابر تابعین اور بزرگ ترین تابعین میں سے ہیں۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ جس کی تعریف رحمت عالمین نے کی ہو اس کی پارسائی کے حوالے سے تعریف ہم جیسے عام لوگ کیا کر سکیں گے۔ سہیل یمنی کے حوالے سے تفسیر حسینی، مجالس المومنین، تذکرۃ الاولیاء، کیمیائے سعادت اور روضۃ الریاحین میں درج ہے کہ بعض اوقات حضرت اویس قرنیؓ رات کو رکوع میں گزار دیتے بعض راتیں سجدے میں گزار دیتے اور فرماتے کہ یہ رات رکوع والی ہے اور یہ سجدہ والی۔ کسی نے پوچھا حضرت عبادت میں اس قدر صعوبت کی قوت آپ میں کہاں سے آ گئی۔ کہ اتنی لمبی اور طویل راتیں آپ رکوع یا سجدے میں گزار دیتے ہیں۔ فرمایا۔ ہائے افسوس کہ رات تو انتہائی مختصر ہوتی ہے کاش ازل تا ابد ایک ہی رات ہوتی اور میں رکوع اور سجدے میں گزار دیتا۔ اور یہ وقت میں آہ وزاری اور گریہ و فغاں میں گزار دیتا۔

### شعر

بہ نیم شب کہ ہمہ مست خواب خوش باشند
من و خیال تو و نالہ ہائے درد آلود

Marfat.com

ترجمہ: آدھی رات کو سب لوگ خواب استراحت سے لطف لے رہے ہیں میں تیرے خیال میں دردوغم سے نڈھال گریہ زاری میں مصروف ہوں۔

فرمایا میں تو ابھی اچھی طرح سبحان ربی الاعلیٰ ایک دفعہ بھی نہیں کہہ پاتا کہ صبح ہو جاتی ہے تین بار تسبیح کہنا سنت ہے میں چاہتا ہوں کہ ملائکہ کی طرح عبادت کروں۔

## آپ کا تقویٰ:

تذکرہ اولیائے عرب میں درج ہے کہ ایک دن حضرت اویسؓ نے تین دن رات کچھ نہیں کھایا پیا رستہ میں ایک پیاز پڑا ملا مگر آپ نے حرام ہونے کے خدشہ کے پیشِ نظر وہ اٹھایا نہیں اچانک انہوں نے دیکھا کہ ایک پرندہ اڑتا آرہا ہے جس کی چونچ میں ایک ٹکڑا نان کا ہے اس نے حضرت اویسؓ سے کہا یا اویسؓ پیاز کا ٹکڑا حرام سمجھ کر تم نے نہیں اٹھایا یہ لیجئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرشتہ کے ہاتھ حلال روزی بھیج دی تا کہ آپ کھا کر سکون حاصل کریں۔

تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ جب حضرت خواجہ نے تین روز تک کھایا پیا نہیں تو چوتھے روز ایک جگہ دینار پڑا دیکھا مگر یہ سوچ کر اٹھایا نہیں کہ کسی کا گر گیا ہوگا پھر انہوں نے گھاس اکھیڑ کر کھانے کا ارادہ کیا کہ ایک بکری ظاہر ہوئی جس کے منہ میں ایک نان تھا اس نے وہ نان حضرت کے آگے رکھ دیا۔ انہوں نے خیال کیا کہ کسی کا نان اٹھا لائی ہوگی۔ آپ نے منہ پھیر لیا۔ بکری نے کہا کہ میں بھی اسی کی مخلوق ہوں جس نے آپ کو پیدا کیا ہے۔ میرے ذریعے تمہاری روزی اُسی رازق نے بھیجی ہے آپ نے جیسے ہی روٹی لی بکری غائب ہوگئی۔ اسی طرح کی حکایت حکایت الصالحین اور حیات الذاکرین وغیرہ میں درج ہیں۔ حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ نے حضرت علقمہ بن زیدؓ کے حوالے سے کہا ہے کہ آٹھ جلیل القدر تابعین میں زہد مکمل صورت

Marfat.com

میں جلوہ گر ہوا جن میں سے ایک حضرت خواجہ اویس قرنیؓ ہیں۔ یہ آٹھ تابعین مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حضرت عامر بن عبداللہ قیشی۔ (۲) حضرت اویس قرنی۔ (۳) ہرم بن حبان الصیدی۔ (۴) ربیع بن حیثم الشوری۔ (۵) ابی سلم خولانی۔ (۶) اسود بن یزید۔ (۷) مسروق بن یصدع۔ (۸) حسن بن حسن بصری۔

☆......☆......☆

Marfat.com

سخن لطیف ۱۶:

## کلمات ونصائح حضرت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ

تذکرۃ الاولیاء اور سلک سلوک میں حضرت خواجہؒ کے سات کلمات درج ہیں۔ ان کلمات کی وضاحت میں بزرگانِ کرام و مشائخ عظام کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔ تاکہ راہ سلوک کے مسافروں کو راہنمائی مل سکے۔ اگرچہ یہ کلمات ہماری دانش اور فہم سے بعید تر ہیں اور ہر شخص ان کلمات کے اسرار و رموز سے آگاہ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ حال سے تعلق رکھتے ہیں قال سے نہیں یہ محض اللہ کریم ہی جانتے ہیں کہ صاحبانِ حال کس مقام سے کس کیفیت میں یہ کچھ کہتے ہیں۔

(۱) تواضع:

پہلے کلمہ میں لفظ تواضع پر زور دیا۔ حضرت خواجہ کہتے ہیں میں نے روحانی طور پر جو کچھ پایا محض تواضع سے پایا۔ ان کلمات میں تمام مطلوبات یعنی ریاست، فخر نسب و شرف وغیرہ صرف آخرت کیلئے ہیں نا کہ دنیا کیلئے۔ کیونکہ یہ بات حضرت خواجہ کے رتبہ سے کم تر ہے کہ وہ دنیا طلب کریں کیونکہ دنیاوی زندگی اور دنیا میں اس کے متعلقات سب کو وہ ملعون و مذموم سمجھتے ہیں۔ دنیا کے طالب کتوں کی مثال ہیں کیونکہ الدنیا جیفۃ وَطَالِبُھَا کلاب. دنیا مردار ہے اور اس کے طلب گار کتے ہی ہو سکتے ہیں۔

مقصود الطالبین میں حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے مدارج بلند کرتا ہے۔ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا جس نے اللہ کیلئے تواضع اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کو اعلیٰ مراتب سے نوازتا ہے۔

Marfat.com

تواضع مدار از خلائق دریغ
کہ گردن ازاں برکشیدہ جو تیغ

ترجمہ: اللہ کی مخلوق کے ساتھ تواضع اور انکسار کے ساتھ پیش آ۔ تکبر اور غرور اللہ کو پسند نہیں ہے۔

مقصود الطالبین میں ہے کہ ایک بزرگ سے کسی نے تواضع کے بارے وضاحت طلب کی تو انہوں نے فرمایا جو انتہائی عجز وانکسار اختیار کرے اور اپنی حیثیت خاک برابر خیال کرے اس کو متواضع کہتے ہیں۔ شرعۃ الاسلام میں درج ہے کہ متواضع شخص وہ ہے جو کسی کو حقیر نہ سمجھے اور ہر ایک کو خود سے بہتر خیال کرے۔ حضرت بایزیدؒ فرماتے ہیں کہ متواضع شخص اپنے لئے کوئی مقام و مرتبہ متعین نہیں کرتا۔ ساری مخلوق کو خود سے بہتر سمجھے اور خود کو سب سے بُرا خیال کرے اس کے علاوہ اور علامات بھی متواضع کی بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً اپنے خادم کے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہونا۔ مکروہات مثلاً کانٹا، پتھر، شیشہ، کیل وغیرہ راستہ سے ہٹانا اور بچوں کو سلام کرنے میں پہل کرنا۔ غربا و مساکین کے ساتھ رفاقت اختیار کرنا بھیڑ بکریاں خود دوہنا اپنا کام کرنے میں عار محسوس نہ کرنا بازار سے اپنا سودا خود لانا۔ گدھے کی سواری اختیار کرنا۔ اور کسی کو بھی اپنے پیچھے چلانے کی خواہش نہ رکھنا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں کہ تواضع جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے مرتبے بلند کرتا اور بہشت میں اس کیلئے محل تعمیر ہوتا ہے ایک ایسی عادت ہے کہ تمام عبادات کا جوہر ہے اور یہ عادت انسان کو صالحین کے ساتھ ملا دیتی ہے۔ فرماتے ہیں تواضع یہ ہے کہ آدمی دوسرے لوگوں سے اس طرح پیش آئے کہ خود کو ان سے کم تر خیال کرے اور سمجھے کہ یہ شخص اللہ کو مقبول ہے۔ اگر وہ شخص عمر میں چھوٹا ہو تو خیال کرے کہ اس کے گناہ مجھ سے بہت کم ہیں اور

Marfat.com

اور اس سے شفقت کا رویّہ رکھے۔ اگر وہ شخص عمر میں بڑا ہو تو اس کا احترام اس خیال سے کرے کہ اس کی نیکیاں مجھ سے بہت زیادہ ہیں۔ اگر عالم ہو تو سمجھے کہ اس نے وہ چیز پالی ہے جو مجھے حاصل نہیں۔ اور وہ مجھ سے زیادہ جانتا ہے اس کا عمل علم سے مشروط ہے اور اگر وہ شخص جاہل ہے تو خیال کرے کہ اس نے اللہ کی نافرمانی دانستہ نہیں بلکہ لاعلمی کی وجہ سے کی ہے اور میں تو دیدہ دانستہ خدا تعالیٰ کا بے فرمان ہوں مجھے معلوم نہیں کہ میرا خاتمہ کس طرح ہوگا۔ اور اگر وہ شخص کافر ہو تو خوش گمانی اختیار کرے کہ شاید یہ شخص مسلمان ہو جائے۔ اور اس کا خاتمہ نیک ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ میں بخشش کے راستوں سے بھٹک جاؤں۔

الغرض تواضع ایک ایسی صفت ارجمند ہے کہ متواضع شخص کو بلند مقام پر فائز کر دیتی ہے۔ حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ کے نزدیک ہونا چاہتا ہے اور اپنے مراتب بلند دیکھنا چاہتا ہے اور آخرت میں بخشش کا طالب ہو وہ تواضع اختیار کرے اور اپنے آپ کو ساری دنیا سے حقیر اور ناکارہ خیال کرے۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا ھٰذَا.

(۲) خلق خدا کی خیر خواہی:

دوسرے کلمہ میں فرمایا کہ میں نے چاہا کہ آخرت میں مجھے اعلیٰ کامیابی حاصل ہو اور میں تمام مقام حاصل کروں مجھے معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ خلقِ خدا کی خیر خواہی میں میسّر ہے اور یہ عادت بہت اعلیٰ اور خدا کو پسندیدہ ترین ہے۔ مخلوقِ خدا کی خیر خواہی چاہنے والا اللہ کے نزدیک مقبول ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا الدین النصیحه دین خیر خواہی کا نام ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی ہم آپ پر نثار یا رسول اللہ یہ جو اشارہ آپ نے فرمایا ہے دین کے بارے میں تو یہ کس نسبت اور کس کیلئے ہے؟ فرمایا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نسبت۔ عامۃ المسلمین کیلئے اور خواص کیلئے۔ یعنی وہ حق جو کسی کا تھا اور اسے مل گیا اور آپ نے ادا کر دیا تو آپ دیندار ہو گئے۔ لیکن اللہ کیلئے

Marfat.com

نصیحت یہ ہے کہ وہ معرفتِ الٰہی کیلئے ہو نیز اوامر کی اتباع اور منکرات سے پرہیز ہو دین کی نصرت ہو اور احکام الٰہی کو من وعن تسلیم کرنے کی عادت اختیار کی جائے یہ تو ہوا اللہ کیلئے اور اس کے رسول ﷺ کیلئے۔ یہ ہے محبت و تعظیم کے ساتھ صدقِ دل اور اہلِ بیت اطہار سے محبت اور حضور کی ذاتِ والا صفات سے دل کی گہرائیوں سے نسبت ہو۔ صحابہ کرام سے محبت عاشقانِ رسول ﷺ علمائے امت کا ادب واحترام اور محبت حضور اکرم کی نسبت کی وجہ سے ہو۔ کتاب اللہ کی خیر خواہی اور نصیحت یہ ہے کہ احترام و تعظیم کو حرزِ جان بنائے۔ تلاوتِ کلام مجید کا شغل اختیار کرے آیاتِ قرآنی میں گہرا غور وفکر رکھے اور معانی کا عرفان حاصل کرے قرآن سے تعلق کو مضبوط کرے۔

عام مسلمانوں کیلئے نصیحت سے مراد یہ ہے کہ ان کے حقوق کی ادائیگی کرے ان کے جان و مال اور عزت کی حفاظت کی کوشش کرے اور کسی مسلمان بھائی کو ہاتھ اور زبان سے ایذا رسانی نہ کرے شریعت کے مطابق ان کی امداد و اعانت کرے۔ عام مسلمانوں کیلئے اس سب میں حکم یہ ہے کہ علمائے کرام کے احترام میں فرق نہ آنے دے اور کتاب وسنت کے مطابق علماء کے اقوال کی تائید وتصدیق کرے۔ صاحب امر یعنی اپنے حاکم کے حکم کی تعمیل کرے تیسرے یہ کہ مشائخ عظام کے ساتھ نسبتِ اعلیٰ قائم کرے جو کچھ وہ ان کی بھلائی اور شریعتِ مطہرہ کی ترویج کیلئے کہیں ان کو تسلیم کرے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے بھی اپنی کتابوں میں نصیحت کے بارے میں مفصل بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ یہ حدیث مبارکہ تمام اعمال و افعال کو محیط ہے۔ شرعۃ الاسلام میں آیا ہے کہ زندگی نصیحت کے ساتھ بسر کرنا سنت اللہ ﷺ اور اس حدیث پر عمل کثرتِ ذکر اور نوافل بھی ہے اور عام مسلمانوں کو اپنے مسلمان بھائیوں کیلئے بھی اس کی کوشش کرنی چاہیئے۔ نصیحت (خیر خواہی) چونکہ دین کا ستون ہے لہٰذا امور ظاہر و باطن میں توازن واعتدال اختیار کرے ناپسندیدہ خصائص سے دوسرے مسلمان بھائی

Marfat.com

کا دل اچاٹ ہو جاتا ہے۔ کتاب نور المریدین میں ہے کہ نصیحت کرنا دو طرح سے ہے ایک یہ کہ ہر ایک کو اپنے سے بہتر سمجھے تا کہ بندگانِ خدا کو نصیحت میں مصروف رکھ سکے۔ دوسرا یہ کہ فرماں بردار کی تعظیم کرے۔ گنہ گاروں پر شفقت کرے۔ وفاداروں سے روگردانی کرنے اور گنہگاروں سے تحقیر کرنے پر نتیجہ نصیحت کے بالکل الٹ نکلتا ہے۔ نصیحت کے ایک معنی یہ ہیں کہ گنہگاروں کو اس کے حال پر چھوڑ دے اور بے فائدہ باتوں سے اجتناب کرے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فتوح الغیب میں اس حدیث کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کو برے لفظوں میں ذکر کرنے والا یا مسلمان بھائی کو خواہ مخواہ تنگ کرنے والا یا کسی چغل خور سے محبت کرنے والا ہو اور برائی کے ساتھ ذکر کرنے والوں سے خوش ہونے والا حدیث مبارکہ کے مطابق صحیح ناصح نہیں ہے ایسی عادت عبادت گزاروں کیلئے آفت اور پرہیز گاروں کیلئے ہلاکت ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی خصلتوں سے بچائے چنانچہ حضرت اویسؓ کی یہ بات کہ جو کوئی آخرت کی سرخروئی چاہتا ہے وہ مخلوقِ خدا کی بھلائی چاہے اور اس کے بندوں پر مہربانی اور شفقت کا رویہ اختیار کرے۔

(۳) مروّت:

تیسرا قول یہ ہے کہ میں نے مروّت کی تلاش و جستجو کی تو مجھے وہ صدق و خلوص میں دستیاب ہوئی۔ شیخ نخشبیؒ نے سلک سلوک میں فرمایا کہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے مروت کا تعلق صدق و اخلاصِ قلب سے ہے۔ ایک اور بزرگ مروّت کے بارے فرمایا کہ مروّت یہ ہے تو وہ کام نہ کرے جس کو اللہ ناپسند کرتا ہو۔ جو تجھے محروم کر دے تو اس کو عطا کر دے اور جو تجھے تکلیف پہنچائے تو اس کو آسانیاں بہم پہنچائے۔ فرمایا جو شخص مروّت کیش نہیں ہے اس کا دامن سخاوتوں سے خالی رہے گا۔

Marfat.com

حضرت یعقوبؒ فرماتے ہیں کہ صدق کا مطلب حق کی تائید و نصرت ظاہراً باطناً ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتے ہیں کہ وہ سچے لوگوں کے ساتھ ہے۔ چنانچہ فرمایا جو چاہتا ہے کہ آخرت میں مقام و مرتبہ مروّت والوں کا حاصل ہو جائے وہ صداقت اور سچائی کو اختیار کرلے اور راست گوئی کا جوہر اپنے اندر پیدا کرے۔

یہ کہ ایسے کون سے کام ہیں جن پر فخر کرنا درست ہے۔ چنانچہ مجھے یقین ہوا کہ فقیر پر فخر کرنا روا ہے کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا الفقر فخری. کہ مجھے فقر پر فخر ہے کہ مباہات تمام باتوں میں ناجائز ہے مگر اپنے فقر پر فخر و مباہات جائز ہے۔ حضور نبی کریم نے ہر موقع پر فخر و مباہات سے اجتناب کیا ہے لیکن جب اپنے فقر کے بارے ذکر کیا تو بڑے فخر سے کیا۔ آپ دعا فرماتے تھے اے اللہ مجھے مسکینوں اور بے نواؤں کے ساتھ رکھ اور انہیں کے ساتھ میری عاقبت بھی رکھ۔

فقر کے معانی و مطالب میں بڑی وسعتیں ہیں اور سلف صالحین نے اس میں بہت موشگافیاں کی ہیں۔ ابو محمد رویمؒ نے فرمایا فقر کا مطلب ہے موجود کو عدم میں رکھے اور مفقود کو ترک کرنا۔ طلب سے موجود کا عدم واقع ہو گیا یعنی طلب پوری ہو گئی تو موجود اور عدم برابر ہو گیا۔ اور جو موجود نہیں اس کی طلب نہ کرے اور جب نہ کیا تو وہ مفقود ہی ثابت ہوا۔ غرضیکہ یہ بیان بہت گنجلک پیچیدہ ہے مختصر یہ کہ حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ اپنی خواہشات و ضروریات کو راضی و خوشی سے ترک کر دینا فقر کہلاتا ہے اور جو کوئی آخرت میں سرفرازی چاہتا ہے وہ درویشی اختیار کرے اور فقیری کا طریق اپنائے۔

(۴) تقویٰ:

فرماتے ہیں میں نے خاندانی نسب تلاش کیا کہ وہ کونسا نسب ہے جس کے تعلق سے آخرت کی سرخروئی وابستہ ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ محض تقویٰ کی بنیاد پر ہی

Marfat.com

بڑائی ہے ورنہ کسی اعلیٰ خاندان سے وابستگی آخرت میں کام نہ آئے گی۔ ماں باپ بہن بھائی کے تعلق کام نہیں آئیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جب صور پھونکا جائے گا پھر نسبت داری یا تعلق داری کام نہیں آئے گی۔ انسانوں کے باہمی رشتے منقطع ہو جائیں گے اور انسان سے تقویٰ کے تعلق قائم رہے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ کے نزدیک صاحبِ عزت وہ ہے جس نے تقویٰ اختیار کیا اور قرآن مجید میں یہ بھی ہے کہ آخرت کیلئے توشۂ خاص تقویٰ ہے۔ مقصود الطالبین میں ہے۔ تقویٰ انسان کو ماسوا اللہ سے توڑ کر محض ایک خدا سے رشتہ جوڑتا ہے۔ محمد بن سلمان نے کہا ہے کہ تقویٰ غیر خدا کو چھوڑ دینے کا کام ہے۔ حضرت جعفرؒ نے فرمایا تقویٰ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کو مطلوب و مقصود نہ جانے۔ امام قشیری فرماتے ہیں کہ عوام کا تقویٰ یہ ہے کہ وہ گناہوں سے دور رہیں اور خواص کا تقویٰ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کے مشاہدے سے باز رہیں۔ حضرت خواجہ فرماتے ہیں نسبی تعلق خواہ کوئی ہو اس کی اہمیت نہیں اہمیت صرف تقویٰ سے مضبوط تعلق کی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَّقِیْن. یا اللہ! تو مجھے متقیوں میں سے کر دے۔ آمین۔

(۵) قناعت:

یہ ہے کہ میں نے بزرگی اور عظمت تلاش کی تو میں نے اسے قناعت میں پایا۔ مقصود الطالبین میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے شاہانِ بہشت قناعت کرنے والے ہیں۔ اہل دل کے نزدیک قناعت کا مطلب ہے کہ آدمی اپنی قسمت پر شاکر رہے۔ جو دستیاب ہے اسی پر خوش ہو جائے۔ بعض اہلِ معرفت کے نزدیک قناعت کا مطلب یہ ہے کہ آدمی خود تو کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے مگر حتیٰ المقدور جو کچھ مال ہو دوسروں کو دینے میں ہرگز نہ ہچکچائے۔ رسالہ علیہ فی احادیث

Marfat.com

النبویہ میں ہے کہ جس نے قناعت کی عادت اختیار کر لی وہ مقبولِ خلائق اور عزیز و بزرگ ہو گیا۔

الْقَنَاعَةُ كَنْزٌ۔ قناعت کبھی نہ گم ہونے والا خزانہ ہے۔

کیمیائی تراکنم تعلیم
کہ در اکسیر ایں صناعت نیست
رو قناعت گزیں کہ در عالم
کیمیائے بہ از قناعت نیست

ترجمہ: مین تجھے کیمیا گری کا فن سکھاؤں کہ اکسیر اس سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں قناعت اختیار کر لے کہ اس دنیا میں قناعت سے بڑھ کر اور کوئی کیمیا نہیں ہے۔

حضرت خواجہ نے فرمایا کہ جو شخص آخرت کی بلند مرتبت کا خواہش مند ہو اس کو چاہئے قناعت کے خزانہ پر ہاتھ مارے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ عطا فرمائے اس پر کفایت کرے۔ دولت جمع کرنے کی حرص میں انسان ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے رسالہ مطلب اعلیٰ شرح اسمائے حسنیٰ میں یہ حکایت لکھی ہے کہ دولڑکے کھیل رہے تھے ایک کے پاس ایک خشک نان تھا جبکہ دوسرے کے پاس نان اور سالن تھا۔ پہلے نے کہا یار مجھے بھی یہ روغنی نان دے دو۔ اس نے کہا کہ میرا کتا بن پھر میں تجھے روغنی نان دوں گا اس نے کہا اچھا میں تمہارا کتا بنتا ہوں دوسرے دوست نے اس کے گلے میں رسی ڈالی اور کھینچنے لگا فتح موصلی نے دیکھا تو افسوس کیا کہ اگر وہ اپنے خشک نان پر قناعت کر لیتا تو اس ذلت سے دوچار نہ ہوتا۔

بیت

بنانِ خشک قناعت کنیم و جامہ دلق
کہ بارِ محنت خود بہ زبار منت خلق

Marfat.com

ترجمہ: ہمیں اپنے نانِ خشک پر ہی قناعت کر لینی چاہیے کیونکہ دوسروں کے احسان سے بہتر ہے کہ اپنی محنت سے حاصل کیا جائے۔

مولانا محمد بن شیخ محمد جالی نے مختلف کتابوں سے ریاض الناصحین میں نقل کیا کہ شیخ شبلی ایک مدرسہ کے نزدیک گزرے انہوں نے ایک امیر زادے کو دیکھا کہ ناشتے کیلئے گیہوں کی روٹی اور شہد لایا ایک فقیر لڑکے کے پاس صرف جو کی روٹی تھی۔ اس فقیر کے دل میں شہد کیلئے خواہش پیدا ہوئی اس نے اس امیر کے بچے سے شہد مانگا تو اس نے کہا شہد لینا ہے تو میرے پیچھے کتوں کی طرح بھونکتے ہوئے بھاگو تو شہد دونگا۔ اس پر شہد کی خواہش غالب تھی اس نے کتے کی طرح بھونکنا منظور کر لیا اور ایسا ہی کیا۔ رئیس زادے نے اُسے کہا کہ بھائی مجھے معاف کرو ہمارے ہاں کتے کو شہد نہیں دیتے۔ شیخ شبلی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ اس واقعہ سے تجھے عبرت حاصل کرنی چاہئے اگر یہ لڑکا جو کی روٹی پر ہی قناعت کر لیتا تو انسانی شرف وتکریم اس میں سے ہرگز نہ چھنتی۔ اے خداوند کریم! ہمیں قناعت عطا فرما۔

## (۶) زہد کے بارے میں:

فرمایا۔ میری ساتویں نصیحت سن لو۔ میں نے آخرت کا راحت وسکون طلب کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ آخرت کی تسکین بے شک زہد میں ہے۔ ابو سلمانؒ نے پوچھا زہد کیا ہوتا ہے فرمایا زہد یہ ہے کہ جو چیز مجھے اللہ سے دور کر دے اس کو ترک کر دے۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا کہ زہد کا مطلب ہے اہل دنیا سے ترک تعلق اختیار کرے اور جو کچھ دنیا میں موجود ہے۔ اس سے کنارہ کشی کر لے اہل اللہ نے کہا ہے زہد کا مطلب ہے کہ اپنی تمام آرزوؤں سے دست کش ہو جانا۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فتوح الغیب میں فرمایا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن کیلئے آخرت میں اللہ کے دیدار کے سوا اور کوئی چیز قابلِ راحت وتسکین نہیں ہے نیز فرمایا

Marfat.com

کہ دنیا مومن کیلئے قید خانہ ہے اور کافر کیلئے بہشت ہے کہ پرہیزگار مومن کے منہ میں لگام لگی ہوتی ہے یعنی وہ دنیاوی شہوات ولذات سے پرہیز کرتا ہے ان احادیث و اقوال کی موجودگی میں دنیا میں زندگی کی پاکیزگی کا دعویٰ کس طرح کیا جاسکتا ہے چنانچہ راحت یہ ہے کہ دنیا کی تمام آسائشوں سے منہ موڑ لیا جائے اور اللہ کی طرف دھیان لگا دیا جائے۔ چنانچہ اس قول میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ دنیاوی زندگی کے آرام وسکون کو ترک کرنے سے آخرت کی خوشی اور راحت مل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہوس دنیا کی بلاؤں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ بحرمة النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم.

## ملفوظات واقوال خواجہ اویس قرنیؓ:

حضرت خواجہ کے اقوال میں ہے کہ آدمی زہد و ورع میں اس وقت کمال حاصل کرتا ہے جب وہ سمجھ لیتا ہے کہ اس نے اپنی خواہشات پر قابو پالیا ہے اور ساری دنیا کو گویا مار دیا ہے۔ حضرت مولانا سید محمود شیخانی قادری نے کتاب حیات الذاکرین میں فرمایا کہ دنیا مار دینے کا مطلب یہ ہے کہ گویا ساری مخلوق اس کی دشمن ہے اور وہ اس سے ذرا بھی تعلق نہ رکھے نیکی بدی اور خوشی اور غم میں اس کو نظر انداز کرے۔ گویا وہ سمجھ لے کہ اس نے ساری خلقت کو مار دیا لہٰذا اب مخلوق دنیا اس کی دشمن بن گئی ہے چنانچہ اس سے دور ہو جانا چاہیئے۔ جب اس قسم کی حالت ہوگی تو پھر خالص مردِ خدا بن جائے گا۔ پھر اصل معنوں میں متقی اور پرہیزگار ہوگا۔

ورع کے معنی مقصود الطالبین میں اس طرح بیان ہوئے ہیں کہ آدمی کی کوئی حرکت ایسی نہ ہو جو رضائے الٰہی سے برگشتہ کرے اور باطن میں ورع کے معنی یہی ہیں کہ دل میں ماسوا اللہ کے اور کوئی خیال جاگزیں نہ رہے۔ کہتے ہیں کہ ان کلمات میں حضرت خواجہ نے دراصل اپنے احوال وکوائف کو بیان کیا ہے کیونکہ لوگ حضرت خواجہؓ سے اسی طرح متنفر تھے اور لوگوں کا سلوک ان کے ساتھ اسی طرح کا تھا۔

Marfat.com

حضرت خواجہ فرماتے ہیں مَنْ عَرَفَ اللّٰہ لا یَخْفی علیہ شیی" جس نے خدا کو پہچان اس سے کوئی چیز چھپ نہ سکی کیونکہ جو کوئی خدا کو خدا کے حوالے سے ہی پہچان لیتا ہے۔ وہ تمام چیزوں کو جان جاتا ہے۔ مقصود الطالبین میں ہے کہ جس دل میں اللہ کی معرفت کا چراغ جل اٹھتا ہے تو وہ اس آفتاب کی مانند ہوتا ہے جس سے کائنات کا ذرّہ ذرّہ جگمگا اٹھتا ہے اور جب دل میں آفتاب معرفت طلوع ہوتا ہے تو اسکی روشنی عرش تک پہنچتی ہے جس طرح سورج کی روشنی سے کائنات کی ہر چیز نظروں کے سامنے واضح ہو جاتی ہے اسی طرح جب معرفت کا نور جلوہ گر ہوتا ہے تو عارف کی نظر سے کائنات کی کوئی چیز مخفی نہیں رہتی۔ زمین سے فلک تک جتنی کائناتیں ہیں وہ سب مومن کے دل میں موجود رہتی ہیں۔

اور سلطان بایزید نے دل کے دائرہ کے وسعت اس طرح بیان کی ہے کہ اگر عرش اور ہزاراں عرش بھی اٹھا کر اس دائرے کے کونے میں رکھ دیئے جائیں تو عارف الٰہی کو ذرا بھی خبر نہیں ہوتی یعنی اسے ذرا پرواہ نہیں ہوتی اور حدیثِ مقدس میں درج ہے کہ میں اجمالی صورت میں بھی زمین و آسمان کے درمیان نہیں سماتا اور نہ کہیں اور بلکہ میں بندۂ مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔ چونکہ اس کا دل میری محبت سے لبریز ہوتا ہے اور اس کی گریہ زاری اور عشق کی وجہ سے اس کا دل میرا مقام بن جاتا ہے۔

اشعۃ اللمعات میں ہے کہ یہ جو قول عَرَفْتُ رَبِّی بِرَبِّی کہ میں نے اپنے رب کو رب سے ہی پہچانا ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہ کا قول ہے آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے اپنے رب کو کس طرح پہچانا آپ نے فرمایا عَرَفْتُ رَبِّی بِرَبِّی کہ اللہ نے مجھے خود اپنا عرفان عطا کیا ایک اور جگہ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ہی لوگوں کو اپنی طرف چلاتے ہیں اور اپنی طرف دھیان دلاتے ہیں۔ اللہ کو اللہ ہی کی مدد سے حاصل کیا جا سکتا ہے نہ کہ کسی غیر سے۔ حضرت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ سے کسی نے عرض کیا کہ

Marfat.com

حضرت مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ کہا کہ اپنے رب کی طرف بھاگ اس نے کہا کہ میری روزی کا انتظام کس طرح ہوگا۔ فرمایا افسوس ہے ان لوگوں پر جو یقین کی قوت سے خالی ہیں اور شک کے گڑھے میں پڑے ہیں۔ بھلا جو خدا کی طرف بھاگے گا اُس کو پھر رزق کیلئے کوشش کی ضرورت کیا ہے۔ وہ تو خود رب العالمین کا ذمہ ہے۔

یہ وصیت لوامع الانوار، کیمیائے سعادت اور تذکرۃ الاولیاء میں بھی درج ہے صرف اتنا فرق ہے کہ وصیّت طلب کرنے والے حضرت ہرم بن حبان تھے۔ امام غزالیؒ واقعہ منہاج العابدین میں اس طرح لاتے ہیں۔ کہ حضرت ہرم بن حبان نے حضرت خواجہ سے عرض کیا کہ میں سکونت کہاں اختیار کروں انہوں نے شام میں قیام کرنے کا مشورہ دیا۔ انہوں نے کہا کہ شام میں میری روزی کا انتظام کیسے ہوگا۔ فرمایا افسوس ان دلون پر جن میں شک ملا ہوا ہے ایسے لوگوں کو وعظ اور نصیحت سے بھی کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اور یہ واقعہ اسی طرح محمد شیخ محمد الحسابی نے ریاض الناصحین میں درج کیا ہے۔

دارشکوہ نے ایک رسالہ حسنات المومنین لکھا تھا اس میں انہوں نے مردان خدا کی شطحیات جمع کئے ہیں اس میں حضرت اویسؓ کا قول (شطح) کا لکھا ہے کہ جب عبودیت کمال حاصل کر لیتی ہے تو پھر اس کا رزق اللہ کا رزق بن جاتا ہے یعنی اس انسان میں خدائی صفات ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ اور انسان کا کام اللہ کا کام بن جاتا ہے اور حضرت عین القضاۃ ہمدانی نے کتاب تمہیدات میں درج کیا ہائے افسوس کہ حضرت اویسؓ نے کیا فرمادیا ہے کہ جب بندگی درجۂ کمال کو پہنچتی ہے تو پھر بندہ کی اپنی حیثیت گم ہو جاتی ہے اور اس میں صفاتِ الٰہیہ کا ظہور ہونے لگتا ہے جس طرح اللہ کی صفات ہیں مثلاً سمع و بصر و قدرت اور ارادہ و عزت و بقا۔ لہٰذا ان صفات الٰہیہ کی وجہ سے انسان بھی حیات بالبقا حاصل کر لیتا ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ نے فرمایا کہ جو شخص تین چیزوں سے رغبت رکھتا ہے دوزخ اُس کی رگِ جاں سے بھی قریب تر ہے۔ (۱) اچھا کھانا۔ (۲) اچھا لباس۔ (۳) دولت مندوں کے پاس صحبت اختیار کرنا۔ فرمایا کہ خشوع وخضوع والی نماز وہ ہے کہ نمازی کے پہلو میں اگر تیر بھی لگ جائے تو نمازی کو ذرا خبر نہ ہو کسی نے حضرت خواجہ سے پوچھا کہ کیا حال ہے۔ فرمایا اس شخص کا حال کیا پوچھتے ہو کہ جو صبح زندہ اٹھے اور اسے یقین نہ ہو کہ شام تک زندہ بھی رہے گا کہ نہیں۔ پوچھا کہ آپ کے کام کا کیا حال ہے۔ فرمایا آہ بے سروسامانی، سفر طویل ہے۔

فرمایا کہ اگر تو اہل آسمان یعنی ملائکہ کے برابر بھی عبادت کرے اور یقین نہ ہو تو وہ عبادت قبول نہیں ہوگی۔ پوچھا پھر یقین کس طرح حاصل ہوگا۔ فرمایا تو اپنی تقدیر پر قانع رہ یعنی جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے اس پر مطمئن ہو جا اور اللہ کے سوا ہر چیز سے کنارہ کر لے یہ سب کچھ تذکرہ میں لکھا ہے۔

منہاج العابدین میں درج ہے کہ کسی نے حضرت خواجہ سے دریافت کیا کہ ہماری استواری کس میں ہے فرمایا اس بات پر یقین پختہ کرنا اور توکل اختیار کرنا کہ اللہ رازق ہے اپنے رزق کے بارے بے فکر ہو کر اللہ سے تعلق پختہ کر لے۔ آپ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ سلامتی تنہائی میں ہے۔ تنہائی کا مطلب ہے کہ وہ اکیلا ہو۔ یعنی وحدت ہو۔ اور وحدت کا مطلب یہ ہے کہ وہ غیر اللہ کا خیال دل میں نہ لائے۔ نہ کہ محض دکھاوے کی تنہائی اور گوشہ نشینی اختیار کرے۔

ایسی گوشہ نشینی کے بارے میں کہا کہ اس کا ساتھی شیطان ہوتا ہے اور کشف المحجوب میں حضرت مخدوم علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ سلامتی تنہائی میں ہے اور تنہائی یہ ہے کہ اس کا دل ودماغ خیال غیر سے خالی ہوا اور ہر حال میں مخلوق سے منقطع رہے اور اپنی کوئی توقع اور امید مخلوق سے نہ جوڑے اسی میں اس کی سلامتی ہے اگر کوئی کہے کہ

Marfat.com

وحدت کا مطلب تجرد اور عزلت نشینی سے بسر کرنا ہے تو یہ غلط ہے یہ بہت محال ہے کیونکہ شیطان اس کی صحبت اختیار کرتا ہے اور اگر نفس پر قابو نہ رکھ سکے اور مخلوقِ دنیا سے اس کا تعلق نہ ٹوٹ سکے تو اس کی وحدت حاصل نہیں۔ کیونکہ جو شخص علائق دنیا سے سکون حاصل کر لے اور دنیا اس کے ساتھ تعلق رکھے تو یہ ایک ہی بات ہے۔ چنانچہ جو وحدت میں پختہ ہو گیا اس کو اگر صحبت غیر میسّر ہو اور جس کا دل غیر اللہ سے جڑا ہوا ہو تو پھر اس کی عزلت نشینی اُسے وحدت کے درجہ پر فائز کر سکتی ہے اگر مخلوق سے ترکِ تعلق کے واسطے ہو اور تعلق بھی حق کیلئے ہو تو پھر لوگوں میں رہنا بھی اس کیلئے نقصان دہ نہیں ہو سکتا ہے اور جس کے دل میں مخلوقات کے بارے رغبت اور موانست ہو وہ اللہ کی صحبت سے بے بہرہ ہے۔ کیونکہ: حدۃ تو بندہ صادق کی صفت ہے۔ جس نے الیس اللّٰہ بکافٍ عَبدَہ. (کیا اللہ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں) سن لیا اُسے اپنا دل غیر اللہ سے خالی کر لینا چاہئے۔

اور کشف المحجوب میں ہے کہ یہ گفتگو حضرت خواجہ نے حضرت ہرم بن حبان سے کی تھی۔ اس کلام کے دو معنی ہیں اول یہ کہ اپنے دل کو مجاہدہ کے ساتھ جوڑنا دوم یہ کہ اپنے آپکو پھر دل کے تابع کر دینا۔ اور یہ دونوں باتیں نہایت اہم ہیں کہ اپنے دل کو حق کے تابع کرنا مریدانِ باصفا کا کام ہے یہ کہ اپنے دل کو خواہشاتِ نفسانیہ سے پاک رکھے اور ناموافق اور فاسد خیالات کو اپنے دل میں جگہ نہ دے اولیاء کی صحبت اختیار کرے اور جملہ امور میں نظر اپنے رب کی طرف رکھے تا کہ ان کا دل محبتِ الٰہی سے لبریز ہو جائے۔ دوم یہ کہ اپنے آپ کو دل کے تابع کرنا کاملوں کا کام ہے کیونکہ اللہ نے ان کے دل نورِ جمال سے لبریز کر رکھے ہوتے ہیں اور انہیں علائقِ دنیا سے بے فکر کر دیا ہوتا ہے اپنی قربت کا مقام عطا کر کے الطاف و عنایات اللہ تعالیٰ ان پر نچھاور کرتا ہے اور تجلیّات کے ذریعہ مشاہدہ ذات کرا دیتا ہے ان کو بلند مرتبہ عطا کر کے

Marfat.com

جسم کو اُن کے دل کے تابع کر دیتا ہے ایسے لوگ صاحب القلوب ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ صاحب قلوب ہو جاتے ہیں وہ باقی الصفت ہو جاتے ہیں اور جو مغلوب القلوب ہوتے ہیں وہ فانی الصفات ہوتے ہیں اور فانی الصفت اُس کو کہتے ہیں جو اپنی ساری مال و متاع اللہ کی راہ میں دے دے اور روزہ کھولنے کی کوئی چیز بھی اپنے پاس نہ رکھے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ایک ہی کی طرف متوجہ اور یکسو ہو جانا چاہئے کیونکہ اس ایک میں ہی پوری کائنات ہے۔ اور اُسی ایک کا در ہی تیرے لئے تسلی و اطمینان کیلئے کافی رہے گا۔

ممکن ہے حضرت خواجہؒ نے یہ اقوال اس لئے پسند کئے ہوں کہ وہ خود انہی احوال سے گزرے ہوں اور ان کے معمولات اسی طرح کے ہوں کیونکہ حضرت نے خود ساری مخلوق سے ناطہ توڑ لیا اور صرف اللہ کی طرف یکسو ہو گئے۔ پھر ان کو سوائے خدا کے اور کسی طرف بھی دھیان اور توجہ نہ رہی۔ سچ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو کوئی ہر طرف سے منہ پھیر کر اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے اللہ بھی پھر اس کا ہو جاتا ہے اور پھر اللہ ان کے تمام امور کا کفیل ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا سید الکونین حضور نبی کریم ﷺ نے کہ جو کوئی اپنے تمام افکار ایک طرف سمیٹ لے اور اس کا طرزِ فکر میں اللہ تعالیٰ رچ بس جائیں تو پھر اللہ تعالیٰ کافی ہے اُن کو اس جہان کے فکروں سے آزاد کر دیتا ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی آقا اپنے غلام کو کسی کام پر لگا دے اُسے علم ہوتا ہے کہ اس کے تمام امور میرے ذمہ ہیں کیونکہ اس کو میں نے اپنے کام سے لگایا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ اُسے اپنے دھیان میں لگا دیتا ہے اور خود اس کے کام اللہ تعالیٰ سرانجام دیتے ہیں اور جو شخص غیر اللہ اور دنیاوی بکھیڑوں میں پڑ جائے تو اللہ کو بھی اس کی کچھ پرواہ نہیں رہتی کہ وہ نفسِ امّارہ کے شکنجے میں آتا ہے یا دنیاوی دھندوں میں لگ جاتا ہے۔ وہ شیطان کے بہکاوے میں آ کر

Marfat.com

گمراہ ہوتا ہے یا ہلاک اللہ اس کی طرف سے رخ موڑ لیتا ہے کیونکہ انسان کو اللہ سے ہٹانے والے یہ چار ہی امور ہیں۔ اللہ مسلمانوں کو بلائے نفس، اغوائے شیطان آفتِ دنیا اور ضلالتِ خلق سے اپنی حفظ وامان میں رکھے۔

سلسلہ اویسیہ کے معتقدین کو چاہئے کہ ان اقوال اور پند و نصائح حضرت خواجہ اویسؓ کو یاد رکھیں اور زندگی کا معمول بنالیں تا کہ حضرت خواجہ کے کمالات و فیوضات سے مستفید ہوں۔ اے ہمارے رب ہم کو توفیق دے۔ و صلِّ وسلّم علٰی مُحَمَّدٍ و آلہٖ وسلِّم.

☆......☆......☆

Marfat.com

سخن لطیف ۱۷:

# حکایات خواجہ اویس قرنیؓ

یہ بیان ان حکایتوں پر مبنی ہے جو حضرت خواجہ کے بارے منقول ہیں۔
تذکرۃ اولیاءؒ میں بیان ہوا ہے کہ ربیع بن خثیم کہتے ہیں کہ میں حضرت خواجہ کو ملنے گیا میں نے انہیں نماز میں مصروف پایا پھر نماز سے فراغت کے بعد تسبیح شروع کر دی میں انتظار کرتا رہا کہ وہ فارغ ہوں حتیٰ کہ ظہر کا وقت ہو گیا انہوں نے ظہر کی نماز پڑھی میں مسلسل انتظار کرتا رہا۔ حتیٰ کہ تین دن رات اسی طرح عبادت میں مصروف رہے نہ فارغ ہوئے نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ نہ سوئے نہ آرام کیا۔ چوتھے دن میں نے کان لگا کر سنا انہیں نیند آ رہی تھی غنودگی میں وہ اللہ سے ملتجی تھے کہ اے اللہ مجھے اس نیند سے بچا جو تیری طرف سے غافل کر دے۔ اے اللہ میری آنکھ کو بسیار خوری اور شکم پروری سے بچا میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ انہیں تکلیف نہیں دینی چاہئے یہ سوچ کر میں واپس چلا آیا۔ یہ حکایت کیمیائے سعادت میں بھی درج ہے۔
حضرت خواجہ سے کسی نے بیان کیا کہ آپ کے قریب ایک شخص ایسا ہے کہ تیس سال سے قبر میں کفن پہن کر بیٹھا رو رہا ہے شب و روز اُسے سکون میسر نہیں حضرت خواجہ وہاں گئے انہوں نے دیکھا کہ ایک نحیف و نزار شخص ہے جس کی آنکھوں میں گڑھے پڑ گئے تھے اس سے آپ نے فرمایا اے شخص! تجھ کو تیس سال سے اسی گور و کفن نے اللہ سے روک رکھا ہے اور تو ان دونوں میں پھنس کر رہ گیا ہے یہ دونوں تیرے لئے بمنزلہ بت کے ہیں اس شخص نے آپ کے نور سے اپنے باطن میں جھانکا تو اُس پر اس کا باطن آشکار ہو گیا اس نے زور سے چیخ ماری اور واصل بالحق ہو گیا اور اسی قبر میں گر پڑا چنانچہ گور و کفن اگر حجاب ہیں تو پھر دوسرے حجابات پر بھی نظر کرنی چاہئے کہ کتنے ہیں۔

Marfat.com

حضرت سلطانِ ولد اپنی مثنوی میں بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت خواجہ اویس قرنیؓ عشقِ رسول ﷺ کے جذبات سے مغلوب ہو کر زیارتِ روضۂ مقدس کے ارادہ سے عازم مدینہ ہوئے ان کی والدہ وفات پا چکی تھیں جن کی ضعیفی اور بیماری حضرت خواجہ کو آنحضرت ﷺ کی زیارتِ مقدسہ کے شرف حاصل کرنے میں مانع تھیں وہ جب مدینہ تشریف لائے اور صحابہ کرام سے ملے تو انہوں نے اپنے حالات سے ان کو آگاہ کیا۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ آپ حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی میں کیوں تشریف نہ لائے کہ زیارت سے مشرف ہوتے فرمایا میری والدہ بہت ضعیف اور بیمار تھیں ان کی خدمت گزاری اور نگہداشت کی وجہ سے میں محروم رہا۔ صحابہ کرامؓ مسکرائے اور انہوں نے کہا ہم نے اپنے ماں باپ عشقِ رسول ﷺ کی خاطر ترک کر دیئے۔ اور آپ صرف ایک والدہ کی خاطر اتنی بڑی سعادت سے محروم رہے۔ جب حضرت خواجہؒ نے یہ طنز آمیز گفتگو سنی تو انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے حلیہؒ جمال افروز کے بارے اُن سے دریافت کیا تو انہوں نے حضور علیہ السلام کے جسم مبارک کے اعضاء کی بعض نشانیاں بیان فرمائیں۔ اور ان کے معجزات بھی بیان فرمائے۔

حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میرا مطلب ظاہری ملاقات کے بارے میں نہیں تھا۔ میرا مقصد یہ تھا کہ آپ حضور علیہ السلام کے جمالِ معنوی اور حسنِ باطنی کے بارے کیا جانتے ہیں صحابہ کرام نے فرمایا جو کچھ جانتے تھے آپ کو بتا دیا ہے اگر آپ اس سے زیادہ جانتے ہیں تو فرما دیجئے۔ چنانچہ حضرت خواجہ نہایت ذوق شوق اور درد و سوز کے لہجے میں بیان کرنا شروع کر دیا۔

قصد کرد آنکہ تا نشان گوید — سرِ آں شاہِ دو جہاں گوید
حرف ناگفتہ زد بہ ایشان نور — ہمہ گشتند بیخود آں ز سرور

Marfat.com

طائح و مست و نیست افتادند عقل و ہوش رہا بباد برادند
ہستی جملگاں گداخت تمام از رخِ ماہ دور گشت غمام
از خودی سوئے بے خودی افتند ہمہ غواص بحرِ جاں گشتند
ہر دل ازراز گل بیفشاندند ہمہ از ہجر سوئے وصل شدند
راہ یک سالہ را بیک ساعت طے نمودند جملہ بے طاعت
ہر یکے شد خلیفہ مختار اول امت وبدند آخر کار

یہ حکایت حضرت خواجہ کی حضورﷺ کی ذات سے محبت اور عشق کی دلیل ہے۔(صورت اور صوت کی موجودگی ضروری نہیں۔طلب میں صدق مضمر ہوتو غیاب میں بھی جلوے لُوٹے جاسکتے ہیں جمال کی لذتیں زماں و مکاں سے ماورا بھی حاصل ہوسکتی ہیں۔مترجم)

جہاں عشق ومحبت براجمان ہوں وہاں غیر نکل جاتا ہے عشق ایک ایسی آگ ہے کہ محبوب کے سوا کے سب کو جلا دیتی ہے۔

عاشقاں جانباز ایں راہ آمدند
وزوود عالم دستِ کوتاہ آمدند
زحمتِ جاں از میاں برداشتند
دل بہ کلی از جہاں برداشتند
جاں چو بہر برخاست ازمیاں بے جان خویش
خلوتے کردند جانانِ خویش

یعنی عاشق فداکاری کی ایسی روش اختیار کرتا ہے کہ جان دے کر متاعِ دو جہاں سے بے نیاز ہوجاتا ہے۔زندگی کی تمام ترسختیاں اپنی جان پر جھیل کر محبوب پر فدا ہوجاتا ہے محبوب کے ساتھ خلوت ہی اس کا حاصل زندگی ہے۔

Marfat.com

## عجیب حکایت:

زہرۃ الریاض کی ستاون نمبر حکایت کے تحت یہ درج ہے کہ حبیب بن سہیل سوداگروں کی ایک جماعت کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے۔ اس کشتی میں بہت مال و متاع لدا ہوا تھا۔ اچانک آندھی آ گئی اور کشتی ہچکولے کھانے لگی حتیٰ کہ اس میں پانی بھر گیا اور ڈوبنے لگی۔ سب کو اپنی جان بچانے کی فکر تھی وہاں ایک درویش بھی تھا جس نے اونٹ کے بالوں سے بنا کمبل اوڑھ رکھا تھا وہ اٹھے اور آرام سے کشتی سے نکل کر پانی میں اتر گئے۔ سطح آب پر کھڑے ہو کر نماز میں مشغول ہو گئے ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ دنیا و مافیہا سے غافل ہیں۔ ہم نے فریاد و فغاں سے اُن کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ اس اللہ کے درویش نے ہماری طرف دھیان کیا اور پوچھا کیا حال ہے۔ ہم نے کہا کیا آپ کو علم نہیں کہ طلاطم ہماری کشتی کو زیر و زبر کیے ہوئے ہیں۔ فرمایا اللہ کی قربت تلاش کریں۔ ہم نے پوچھا کہ اللہ کی قربت کہاں سے حاصل کریں فرمایا علائق دنیا سے قطع تعلق سے اللہ کی قربت حاصل ہو جاتی ہے۔ پھر ہم سے کہا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے باہر آ جاؤ ہم سب آرام سے پانی کی سطح پر اتر گئے اور بسم اللہ کا ورد کرتے رہے اور ہم سب پانی کی سطح پر چل کر اس درویش کے اس پہنچ گئے۔ ہم سو سے زیادہ آدمی تھے۔ کشتی سارے مال و متاع کے ساتھ ڈوب گئی۔ پھر انہوں نے ہم سے کہا تم سب دنیا کے خوف و خطر سے آزاد ہو گئے ہو اور اب ساحل کی طرف چلے جاؤ۔ ہم نے پوچھا آپ کون ہیں فرمایا میں اویس قرنیؓ ہوں ہم نے کہا کہ اس کشتی میں مدینہ کے مفلوک حال لوگوں کا سامان تھا جو ایک شخص مصر سے مدینہ لے جا رہا تھا کیونکہ مدینہ میں آج کل سخت قحط پڑا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر اللہ اپنے فضل و کرم سے تمہارا سامان تمہیں دے دے تو کیا تم یہ سامان ان کے حق داروں کو پہنچاؤ گے سب نے بیک زبان ہاں کہا۔ انہوں نے دو رکعات نماز ادا کی اور پانی کی طرف منہ کر کے آہستہ

Marfat.com

آہستہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی شروع کی۔ اچانک غرق شدہ کشتی سطح آب پر نمودار ہوگئی اس میں سارا مال محفوظ و مامون تھا۔ ہم سب اس کشتی میں سوار ہوگئے حضرت خواجہ اویس قرنیؒ غائب ہوگئے۔ ہم بحفاظت مدینہ پہنچ گئے وہاں ہم نے سارا مال فقیروں میں تقسیم کر دیا حتیٰ کہ مدینہ میں کوئی فقیر ایسا نہ رہا جس کو حصہ نہ ملا ہو۔ یہ حکایت اسرار الفاتحہ اور اخلاق جہانگیری میں بھی درج ہے کہ حضرت خواجہ جب مدینہ تشریف لائے تو مسجد کے دروازے میں کھڑے ہو کر کہا یہی روضۃ الرسول ﷺ ہے یہ کہتے ہی بے ہوش ہوگئے جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے مجھے باہر لے چلو میں اس قابل نہیں کہ جہاں رحمت دو جہاں زیر زمین مدفون ہوں میں وہاں پھرتا رہوں یہ حد ادب کے خلاف اور گستاخی ہے۔

## شعر

آں زمین کز آسماں برتر زمینِ یثرب است

آفتاب جود و خورشید کرم را مغرب است

ترجمہ: مدینہ کی سرزمین آسمانؐ سے بھی برتر ہے کیوں اس میں جود وسخا، رحمت و کرم، لطف و مہربانی کا سورج یعنی رحمت عالم ﷺ اکرام فرما ہیں۔

حضرت مولانا خالقداد فقیہہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا کاغذ میں نے دیکھا ہے جس پر لکھا ہوا کہ جب حضور اکرم ﷺ نے انتقال فرمایا تو حضرت خواجہ صاحب نے مدینہ منورہ جانے کی آرزو کی مگر مدینہ منورہ پہنچ کر آپ واپس چلے گئے صرف اس خیال ادب واحترام کی وجہ سے کہ ان کے پاؤں حضور علیہ السلام کی جسدِ مبارک سے اونچے نہ ہوں۔

☆……☆……☆

Marfat.com

سخن لطیف ۱۸:

## حضرت خواجہؒ کی ولایت باطنیہ

میرے مخدوم میرے مرشد و راہبر فرید عصر اور وحید دہر بندگی شیخ محمد فرید اویسی سلمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بلکہ اس فقیر نے حضرت کی زبان سے خود سنا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمام احکام شریعت، نماز، روزہ، حج وغیرہ حضور علیہ السّلام کو بتا دیئے اور امتِ مسلمہ کیلئے حقائق شریعت اور دین و دنیا کے معاملات کے بارے بتا دیا تو حضور علیہ السّلام نے وہ تمام احکام صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو سکھائے تو پھر مشیّت الٰہی نے یہ ارادہ فرمایا کہ اپنے محبوب پر طریقتِ باطنیہ اور ولایت غیبیہ بھی ظاہر کئے جائیں اور حضور علیہ السّلام نے چاہا کہ وہ صحابہ کرامؓ کو طریقت کے راستوں سے آگاہ کریں۔

اس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ بوڑھے تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نوجوان تھے تو حضور علیہ السّلام نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ولایت صحابیّت تعلیم فرمائی کیونکہ اس طریقہ میں محنت شاقہ ریاضت و مجاہدہ کی سختیاں نہیں ہیں۔ اور ولایت شاقہ جو مجاہدوں پر مشتمل ہے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہٗ پر ظاہر فرمائی۔ چنانچہ طریقِ تصوّف اور اسی کے قواعد و ضوابط تصوّف کی کتابوں میں درج ہیں اسی تعلیم و تلقین کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو طریقہ پرورش غیبیہ اور مخفی طریقِ تعلیم سکھایا اس کا مطلب یہ تھا کہ حضور علیہ السلام کسی شخص کو باطنی طور پر پرورش کر سکیں اور ولایت کی نعمت سے سرفراز فرمائیں۔ جب یہ نعمتِ عظمیٰ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب کو عطا فرمائی اور آفتاب ولایت کے باطن میں طلوع ہوا تو اس کے انوار و تجلیّات کی شعاعیں غیبی طور پر حضرت اویس قرنیؓ کے قلب پر وارد ہوئیں تو

Marfat.com

حضور اکرم ﷺ نے ولایت مخفیہ حضرت خواجہ کو عنایت فرمائی۔ اور غیبی طور پر حضرت خواجہ کو اپنے حجرۂ مبارک میں تفویض فرمائی۔ تو حضرت خواجہ حضور ﷺ کے مقامِ محبوبیّت پر فائز ہو گئے یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ نے اپنے پیراہن مبارک کے بٹن کھول کر یمن کی طرف رخ کیا اور فرمایا۔

انّي وَجَدْتُ نفس الرحمان مِن قَبْلِ اليمن.

بوئے جاں مے آئنداز سوئے عدن

از دمے جاں پرور اویس قرن

ترجمہ: عدن کی طرف سے یہ جو جاں پرور خوشبو آتی ہے یہ بارگاہِ عشق کے پروردۂ جمال خواجہ اویسؓ قرن کے کی خوشبو ہے۔

یہ ولایت باطنیہ اور پرورشِ غیبیہ کا طریق کار آج تک جاری و ساری ہے اور بے شمار حضرات بواسطہ حضرت خواجہ اویس قرنیؓ روحانیت کے اعلیٰ مدارج تک پہنچے اور حضرت خواجہ نے بہت سے نیک بخت لوگوں کو اپنے باطنی انوار سے مستفیض فرمایا۔

خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ نے اپنے رسالہ قدسیہ میں فرمایا ہے کہ اویسی، صوفیاً کی زبان میں اُس شخص کو کہتے ہیں جو ظاہراً کسی کی بیعت کے بغیر ہی درجہ ولایت پر فائز ہو جائے۔ چند لوگوں کی رائے یہ ہے کہ جس شخص کو باطنی طور پر اتباع شریعت کی استعداد حاصل ہو اور وہ شخص سنتِ رسول مقبول پر قولاً و فعلاً عمل پیرا ہو تو وہ اویسی ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک حضرت خضر علیہ السلام سے روحانی فیض پانے والے کو اویسی کہتے ہیں۔ اور صوفیاً کرام کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ جو شخص براہِ راست باطنی طور پر حضور نبی کریم ﷺ کی صحبتِ عالیہ سے مستفیض ہو اسے اویسی کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اولیائے امتِ محمدیہ سے کسی شخص کو بغیر کسی درمیانی واسطے کے اور بغیر کسی رسمی ارادت کے اگر فیض مل جائے تو صاحبِ فیض کو اویسی کہتے ہیں۔ ایسا ہی ایک بیان حضرت محمد غوث

Marfat.com

بن حسن بن موسیٰ شطاری کی کتاب گلزارِ ابرار جو اولیائے ہند کے احوال و کوائف پر مشتمل ہے میں درج ہے۔ حضرت مولانا جامیؒ کی نفحات الانس میں بھی یہی درج ہے۔ انہوں نے حضرت شیخِ طریقت عطارؔ قدس سرہٗ کے الفاظ بیان کئے ہیں کہ اویسی سے مراد ایسے لوگ ہیں اولیائے کبار اور مشائخ عظام اویسی کہتے ہیں یہ لوگ ظاہراً کسی پیر کی بیعت کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کیونکہ ان کو فیض ولایت براہ راست حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ جیسے کہ حضرت خواجہ اویس قرنیؓ کو حضور ﷺ نے درجہ ولایت عطا فرمایا یہ مقام بہت عظیم اور بہت رفیع الشان ہے اور کسی بلند نصیب شخص کو ملتا ہے۔ یہ ہے اللہ کا فضل جس کو چاہتا ہے اپنے فضلِ عظیم سے نوازتا ہے۔

مولانا عبدالغفورؒ نے اس عبارت کے معنی جو کہ نفحات الانس کے دیباچہ میں درج ہے میں فرماتے ہیں کہ اویسی صرف اس شخص کو نہیں کہتے جس نے براہِ راست حضور نبی کریم ﷺ سے فیض باطنی پایا ہو بلکہ ہر اُس شخص کو اویسی کہہ سکتے ہیں جس نے کسی بھی ولی اللہ سے ظاہری واسطے اور ذرائع کے بغیر باطنی اور روحانی فیض حاصل کیا ہو خواہ وہ ولی اللہ زندہ ہو یا وفات پا چکا ہو۔

ان تمام اقوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اویسی یا تو ایسے شخص کو کہتے ہیں جس نے حضرت اویس قرنیؓ کی براہِ راست حضور نبی کریم ﷺ سے فیض حاصل کیا ہو یا اسے اولیاء اللہ میں سے کسی ولی کامل کی روحانیت سے فیض عطا ہوا ہو۔ چنانچہ ایسے تمام لوگ جو کہ کسی ظاہری بیعت اور دیگر واسطوں کے بغیر روحانی مرتبہ حاصل کر لیں ان کو اس تشبیہہ کی وجہ سے جو حضرت اویس قرنیؓ کی تربیت براہِ راست حجرۂ رسول اللہ میں حضور ﷺ نے فرمائی اویسی کہا جاتا ہے۔ اس شخص کو بھی اویسی کہہ سکتے ہیں جو سلسلہ اویسیہ سے قلبی رغبت رکھتا ہو جس طرح قادری ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو ارادۃً حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ سے اور ان کے سلسلہ سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔

Marfat.com

اوراسی طرح کی مثال نقشبندی اور چشتی حضرات کی بھی ہے۔

حضرت مولانا ابراہیم ٹھٹویؒ نے حضرت غوث الثقلین سبط الحسین محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی کتاب غنیۃ الطالبین کی بعض عبارات عربیہ کا ترجمہ سلیس فارسی میں کیا ہے۔ باب سوم میں فرمایا ہے کہ طالبانِ راہ سلوک کو وجود شیخ کے بغیر چارہ نہیں مگر اس شخص کو جو منفرد طریقہ سے کسی ظاہری شیخ و مرشد کے بغیر روحانی تربیت پا جائے تو حضرت خواجہ اویسؓ کی مثال کی نسبت سے اُن کو اویسی کہا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ کو جو کمالات و شرف اور روحانی مرتبے حاصل ہوئے وہ صرف اور صرف اللہ کی مہربانی اور لطف و عنایت سے ہوئے نہ کہ کسی پیر کی بیعت کر کے یہ مقامات ملے۔

میں اسی رسالہ کو تحریر کرنے والا یہ کہتا ہوں کہ یہ خاصیت تربیتِ غیبیہ اب تک حضرت خواجہ کی روحانیت میں موجود ہے۔ اگر کوئی طلب صادق اور محبت و عقیدت حضرت خواجہ سے رکھتا ہو عجز و نیاز کے جذبات سے لبریز ہو اور پورے خلوص و عجز سے حضرت خواجہ سے ملتجی ہو اور توجہ مرکوز رکھے تو امید ہے کہ چشمہ فیضانِ اویس قرنی سے اسے ضرور کچھ نہ کچھ ملے گا اور باطنی طور پر وہ شخص حضرت خواجہ کی روحانی قوت سے ضرور مستفید ہوگا اور وہ اپنی منزلِ مراد پا لے گا کیونکہ یہ خاصیت حضرت خواجہ کو سرکارِ دو جہاں کی طرف سے عطا ہوتی ہے اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کہ اگر کوئی صاف و شفاف آئینہ سورج کے سامنے رکھ دیا جائے تو آئینہ اپنے طرف کی صفائی کے مطابق شعاعِ آفتاب سے مستفید ہوگا اور آفتاب کی کرنیں منعکس ہونگی۔

مولانا عبدالرحمٰن لاہوری رسالہ ارشاد الطالبین میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی شیخ سے بیعت نہ کرے لیکن وہ اس کی متابعت سے بہرور ہو تو وہ اس شیخ سے روحانی فیض پا سکتا ہے جس طرح حضرت خواجہ اویس قرنیؓ نے حضور ﷺ کی زیارت بھی نہیں کی اور نہ حضرت نبی کریم ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کی مگر غائبانہ ایمان

Marfat.com

لانے کی وجہ سے ان کی اتباع میں اس درجہ کمال حاصل کیا کہ وہ خاصانِ الٰہی میں شامل کر لئے گئے اور یہ روحانی استعداد سلسلہ اویسیہ کے بزرگان اور خلفاء میں موجود ہے جو کہ آفتاب روحانیت حضرت خواجہ کو انوار باطنیہ اور فیوضات معنویہ سے حاصل ہوئی اور اس عہد میں بھی اب تک موجود ہے اور بعض عقیدت مند سلسلۂ اویسیہ کے ایسے ہیں جو اس دولتِ بے پایاں سے مالا مال ہیں اور روحانی نعمت سے بہرور ہیں آج کے دور میں بھی جب کہ روحانی قحط الرجال با کمال لوگوں کی کمی کے باوجود کسی طالب صادق کیلئے اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہے بشرطیکہ اللہ کا فضل شامل حال ہو جائے اور دل صدق وصفا کے جذبات سے معمور ہو جائے اور کسی کامل کی نیازمندی حاسل ہو جائے۔ لیکن افسوس ہے کہ طالب صادق تو کجا اس زمانہ میں عام درجے کی چاہت بھی مفقود ہے اور چاہت کے جو تقاضے ہوتے ہیں وہ عملاً قاصر ہوتے ہیں۔ چنانچہ طلب اور طالبان کے درمیان بعد المشرقین ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک اللّٰھُمَّ ارزقنا حُبّک وَحُب اولیائک ومتابِعَھُم وَصَلِّ وَسَلِّم عَلٰی حبیبکَ وخلیلِکَ ونبیّکَ وَ صَفِیّکَ وآلِہٖ واصحابِہٖ وتابعھم اجمعین۔

☆......☆......☆

Marfat.com

سخنِ لطیف ۱۹:

# حضرت خواجہ اویسؓ کی مسکینی اور فقر

رسالہ عشقیہ میں درجہ ہے کہ مسکنت اس کو کہتے ہیں کہ جملہ تعینات سے بے نیاز ہو جائے وصل، وہم اور قربت و مفارقت سے آزاد ہو جائے نہ اختیار کو جانتا ہو نہ انکار کی پرواہ ہو۔ اور کسی بھی معاملے میں چون و چرا یعنی کیوں اور کس طرح کے بکھیڑوں میں نہ پڑے۔ اگر اس پر تلوار آزمائی جائے تو گوشت کی مانند ہو جائے اور اگر کوئی گالی دے تو کان کی طرح بے حرکت رہے۔ اگر اس پر مٹی پھینکی جائے تو وہ قبر کی مانند ہو جائے اور اگر اسے قید کر دیا جائے تو مردہ کی صورت اختیار کرے۔ اور اگر اسے باہر نکال دیا جائے تو آدم علیہ السلام کی طرح ہو جائے اگر اندر ڈالا جائے تو حضرت یونسؑ کی خو اختیار کر لے۔ طوفان میں پھنسے تو نوحؑ کا طرزِ عمل اپنا لے۔ اگر اُسے توپ میں پھینکا جائے تو ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کرے۔ اگر اس پر آرہ چلا دیا جائے تو وہ زکریا علیہ السلام کی طرح ہو جائے اگر اُسے لات ماری جائے تو جرجیس بن جائے۔ اگر دکھ اور بیماری ملے تو حضرت ایوبؑ صابر کی طرح ہو جائے۔ اگر ذبح ہو تو اسمٰعیلؑ اور اگر پتھر مارے جائیں تو محمد مصطفیٰ ﷺ کا سا طرزِ عمل اختیار کرے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ اللہ سے دعا مانگتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اَحینی مِسکِیناً وَامِتنِی مِسکِیناً وَاحشُرنِی فی زمرۃِ المساکین.

اے اللہ! مجھے مسکینوں میں زندہ رکھ اور مسکینوں میں ہی وفات دے قیامت کو مجھے مسکینوں کے ساتھ اٹھانا۔

مسکینوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو اہل حق ہیں اور جو فقر سے درجہ غنا تک نیچے ہیں۔ غنا کے درجہ میں نیت نہیں رہتی۔ جب نیت نہ رہی تو پھر مسکینوں کے گروہ

Marfat.com

میں داخل ہوا۔اور مسکین کو زمین کی طرح عجز اختیار کرنا چاہئے۔ مسکینانِ امت وہ ہیں جو خلوت خانۂ ذاتِ کبریا میں گم ہیں۔ خاک درجہ مسکنت کا رکھتی ہے اسی لئے اس کو نورِ حق کی ہم نشینی نصیب ہوئی۔ عرش و کرسی ولوح وقلم کے ہوتے ہوئے اس خاک کو خلافت کا شرف کیوں حاصل ہوا اسی طرح باوجود صالحین وصدیقین کے مساکین کے زمرے میں داخلے کی آرزو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں کی؟ آپ ہمیشہ فرماتے اے اللہ! مجھے مسکینوں میں شامل رکھ یہ نہیں فرمایا کہ اے اللہ مجھے صالحین وصدیقین کی محبت عطا فرما کیونکہ اس میں دعویٰ ہے اور جہاں دعویٰ ہے وہاں حجاب ہے۔ مٹی مقام مسکینیت پر فائز تھی دعویٰ نہ تھا اس۔ لئے نوازی گئی۔ چنانچہ مسکینی میں جب تک خاک کی طرح نہ ہو جائے مسکین کہلانے کا مستحق نہیں۔ خاک رنج وراحت خوشی وغم قبول اور رد اور عزت وذلت سے مستغنی ہے۔اور مسکن اس کا مسکینی ہی ہے وہاں فرق موجود نہیں۔ اور مقام جمع الجمع میں غیب ذات کے ساتھ مستغنیٰ ہے حتیٰ کہ صفت کی ضرورت بھی درمیان نہ رہے۔ چنانچہ احتیاج کی صفت موجود رہے گی اور جس نے خود کو معدوم کر دیا پھر ضرورت کس کو رہے گی۔ چنانچہ مساکین کا گروہ وہ منتخب اور نادرِ روزگار گروہ ہے کہ اللہ کے سوا اس جماعت کا کسی کو پتہ نہیں اگرچہ ولی راہ ولی مے شناسد۔

الغرض مسکینی میں حضرت خواجہؒ کا درجہ بہت بلند ہے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسکینی میں درجہ کمال کی خبر دی تھی۔ اللہ نے حضرت خواجہ کو سرِ مسکینیت سے حصہ وافر عطا فرمایا اور اسی وجہ سے اکثر وہ بارگاہِ رب العزت سے دعا گو رہتے دراصل حضور علیہ السلام کو مسکینی میں درجہ کمال حاصل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام مسکینوں پر بہت مہربان اور شفیق تھے۔

شیخ محمودؒ رسالہ بحر الرموز میں بیان کرتے ہیں کہ فقر میں حضرت خواجہ کے بغیر اور کسی کا مقام اس پایہ کا نہیں ہے کہ سواد الوجہ فی الدارین انہی کی صفت ٹھہرائی

Marfat.com

گئی کہ انہوں نے دنیا میں خود کو بالکل نامراد کر دیا تھا اور اس جہان میں بھی جمال الٰہی کے سوا کسی چیز کے خواہش پر بضد نہ تھے مولانا جامی قدس سرہٗ اشعۃ اللمعات شرح طمعات میں کہتے ہیں کہ فقر میں ایک مقام ایسا آتا ہے کہ فقیر کسی چیز کا محتاج نہیں رہتا۔ کیونکہ ضرورت تو کسی موجود کی ہوتی ہے۔ یعنی احتیاج کیلئے ضروری ہے کہ محتاج موجود ہے۔ جب محتاج ہی نہ ہو تو پھر احتیاج کیسا؟ مگر جب فقراء نے خود کو نیستی میں ڈھال لیا تو موجودگی عدم میں بدل گئی۔

موجودگی یا تو علماً ہوتی ہے یا عملاً مگر فقیر کا وجود عدم وجود برابر ہوا تو پھر وہ نہ علم میں رہا نہ مشاہدے میں۔ فقیر چونکہ خود کو تجلیات الٰہیہ کا عکس سمجھتا ہے لٰہذا وہ بھی من جملہ اسمائے حق سے ہوگا۔ اور غیر کے ساتھ بھی نہ ہوگا۔ کیونکہ اسے کوئی احتیاج نہ ہوگی۔ اب چونکہ احتیاج کی موجودگی کسی موجود پر دلالت کرتی ہے لٰہذا احتیاج کو کم از کم علمی ثبوت تو چاہئے مگر یہاں احتیاج موجود ہی نہیں تو پھر فقر بھی معدوم ہوا چنانچہ اس کا کچھ بھی نہ رہا۔ اور وہ احتیاج جو اس کے فقر کا سرمایہ تھا وہ بھی معدوم ہوئی۔ پس اِذا اتم فقرہ فھو اللّٰہ. یعنی جب فقر تمام ہوا تو پھر وہ واصل باللہ ہو گیا۔ من تمّ فقرہ فھوَ لِلّٰہ. یعنی وہ شخص جس کا فقر مکمل ہو گیا وہی اللہ والا ہے کیونکہ جب کوئی چیز اپنی حد سے گزر جاتی ہے عین اپنی ضد ہو جاتی ہے چنانچہ جب فقر اپنی حد سے گزرا اپنی ضد ہو کر منقلب ہوا اِغنا سے اور غنی ذات مطلق کی صفت ہے جب مقرر کمال فقر کا مستحق ہو جاتا ہے پھر جب وہ اپنے وجود عینی کو دیکھتا ہے تو دراصل وہ وجود ہی دیکھ رہا ہوتا ہے پس اس سے معلوم ہوا فقر و مسکنت مقاماتِ عالیہ میں سے ہے۔ کوئی اور روحانی مرتبہ اس درجہ کا حاصل نہیں جیسا کہ فقر و مسکینی کا ہے۔

ہیچ باشی چو خفت فردی تو
ہمہ باشی چو ہیچ گردی تو

Marfat.com

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہوا کہ حضرت خواجہ کا مقام کس قدر بلند ہے کیوں نہ ہو جن کی روحانی تربیت خود آقائے دو جہاں نے کی ہو اور نبوت کے خزانہ میں سب سے قیمتی موتی آپ ہی کی ذاتِ مبارکہ گردانی گئی۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ لولاک لما خلقت الافلاک کی چابی عطا کی تو حضور ﷺ نے اُن چابیوں کو ہاتھ نہیں لگایا اور فقر کی چادر اوڑھ لی اور فرمایا اَلدُّنیا ملعونَۃ'' و ملعون ما فیھا. دنیا ملعون ہے جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے۔ چنانچہ آپ نے الفقر فخری کا نعرہ بلند کیا۔ چنانچہ مدتوں تک آپ کے گھر چولہا گرم نہ ہوتا اور گھر میں اندھیرا رہتا چودھویں کے چاند کی روشنی کے سوا آپ کے گھر میں روشنی نہ تھی۔

بزرگانے کہ سر فقر دیدند
بملکے نقد درویشی گزید ند
زنفس و بادشاہی باز رستند
بمعنے ازگدائی باز رستند
اگر ملکِ دنیا بادشاہی است
ولے چوں بنگری اصلِ گدائی است

ترجمہ: جن بزرگوں نے فقر کا راز پالیا انہوں نے بادشاہی کے عوض درویشی اختیار کرلی۔ انہوں نے اپنے نفس کو بادشاہی کرنے سے باز رکھا یعنی دنیاوی بادشاہی کو گداگری خیال کیا اور اس سے کنارہ کشی کرلی۔ اگرچہ ملک دنیا بادشاہی ہے لیکن حقیقت کی نگاہ سے دیکھو تو یہ گدائی ہے۔

چنانچہ سلسلہ اویسیہ سے عقیدت رکھنے والے مساکین کو مبارک ہو کہ اس سے زیادہ سعادت کسی اور کو حاصل نہیں۔

Marfat.com

خنک طالبانے کہ خاک وے اند
کزو گشتہ ذات پاک وے اند

ترجمہ: آفرین ان طالبوں کے جنہوں نے ان کے در کی خاک کی نسبت حاصل کرلی۔ کہ اللہ تعالیٰ اور حضور کی بارگاہوں میں ایسا وسیلہ رکھتے ہیں اور اس قدر عظیم راہبران کے حصہ میں آیا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم حضرت خواجہؓ کے طریق کی پیروی اور متابعت اختیار کریں۔ دنیاوی فوائد اور لذات کو ترک کردیں۔ مسکینت اور دنیا بیزاری کو اپنا اوڑھنا، بچھونا بنالیں۔ تاکہ روز حشر ہم بڑے فخر سے آپ کے ساتھ ہوں اور قیامت کی سختیوں اور دشواریوں سے نجات پائیں۔

☆......☆......☆

Marfat.com

سخنِ لطیف ۲۰:

## حضرت خواجہ اویس قرنیؓ کا سلسلہ طریقت

شیخ محمود رحمۃ اللہ رسالہ بحرالرموز میں بیان کرتے ہیں کہ بعض بزرگوں کا کہنا ہے کہ حضرت خواجہ کا سلسلہ چودہ خانوادوں سے بھی زیادہ ہے۔ درست ہے ایسا ہی ہو گا مگر بعض بزرگ کہتے ہیں کہ وہ چودہ خانوادے آپ ہی سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ حضرت کے کمالات کی تجلیّات معتقدوں کے دل پر وارد ہوتی ہیں اور وہ بارگاہِ رسول اقدس میں رسائی پاتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق سیر نامہ میں کہتے ہیں کہ جب حضرت شاہ عبداللہ دوران سفر شیخ عبداللہ نیکو کارہ کے ہاں تشریف لے گئے اور جبّہ مبارک کی زیارت کی دوگانہ ادا کر کے جبّہ پہنا تو وہ ان کے جسم پر پورا اترا۔ صاحبزادگان نے فرمایا کہ یا حضرت اس جبہ کی خاصیّت یہ ہے کہ یہ کسی کے جسم پر پورا نہیں اترتا مگر جو شخص حضرت شیخ عبداللہ نیکو کارہ کے سلسلہ سے تعلق رکھتا ہو اس کے بدن پر درست آجاتا ہے۔ آپ کو مبارک ہو۔

حضرت شاہ عبداللہ نے فرمایا مجھے سلسلہ سہروردیہ سے نسبت ہے اور حضرت مخدوم شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی کے خاندانوں سے مجھے خرقہ عطا ہوا ہے حضرت مخدوم شہر اللہ کے ہاتھ سے۔ شیخ زادوں نے یقین کرلیا کہ ان کی نسبت سہروردیہ اصلی ہے پھر پوچھا یا حضرت شاہ عبداللہ آپ کا کس سلسلہ عالیہ سے تعلق ہے؟ فرمایا کہ اویسیہ سے پھر پوچھا کہ سلسلہ اویسیہ چودہ خانوادوں سے ماورا ہے فرمایا ہاں۔ مگر بعض سلسلے ان چودہ خانوادوں کے سلسلے اویسیہ سے ملتے ہیں۔ کیونکہ حضرت خواجہ کے فیوضات کسی وسیلہ کے بغیر وارد ہوتے ہیں اور براہِ راست دربار مصطفیٰ میں پہنچاتے ہیں۔

Marfat.com

یہ حقیر راقم التحریر کہتا ہے کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ چودہ خانوادے سلسلہ اویسیہ سے مربوط ہیں۔ رسالہ بحر رموز اور گلزار جلالی میں روایت ہوا ہے اور سلطان العارفین برہان الواصلین قطب الاقطاب حضرت شاہ جلال الدین محمد کھلہ اویسی جعفری نور اللہ مرقدہٗ نے اس کی تصدیق کی ہے کہ شیخ محمد عراقی کو دو طرح سے نسبت تھی ایک سلسلہ سہروردیہ میں دوسری سلسلہ اویسیہ میں۔ وہ دونوں سلسلوں سے تعلق رکھتے تھے اور یہ نعمت دونوں سلسلوں کے بزرگوں سے انہیں حاصل ہوئی تھی۔

سلسلہ سہروردیہ اویسیہ:

سہروردیہ کی نسبت اس طرح تھی۔ خواجہ محمد عراقیؒ نے قطب الدین دمشقی سے فیض پایا انہوں نے برہان الدین سمرقندی سے انہوں نے عبدالرحمٰنؒ کرتی ہے انہوں نے احمد کورباکی سے، انہوں نے ابی علی لالاؒ سے انہوں نے مجد الدین بغدادیؒ سے تربیت پائی۔ محمد الدین نے نجم الدین کبریؒ سے، انہوں نے عمار بن یاسر سے انہوں نے نجیب الدین سہروردی سے تربیت پائی، انہوں نے احمد غزالیؒ سے، انہوں نے ابی بکر نساجؒ سے انہوں نے ابوالقاسم کرگانیؒ سے، انہوں نے ابوعلی رودباریؒ سے انہوں نے حضرت حسن بصریؒ سے انہوں نے حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہٗ سے اور انہوں نے سرکارِ دوجہاں حضرت محمد مصطفٰی ﷺ سے اس طرح سلسلہ سہروردیہ کی تکمیل حضور ﷺ تک ہوتی ہے اس طرح سلسلہ اویسیہ میں حضرت شیخ محمد عراقی کی نسبت اس طرح قائم ہوئی۔ کہ حضرت شیخ محمد عراقی نے فیض پایا حضرت ابوبکر محمد متوکل اویسی سے، انہوں نے خواجہ زین الدین متوکل اویسی سے، انہوں نے حضرت حبیب اللہ متوکل اویسی سے، انہوں نے خواجہ ابوسعید متوکل اویسی سے، انہوں نے خواجہ اب برکان متوکل اویسی سے انہوں نے خواجہ صدر الدین متوکل اویسی سے، انہوں نے خواجہ ابوکبری فقر متوکل اویسی سے، انہوں نے عبدالرحمٰن کاشانی متوکل اویسی سے،

Marfat.com

انہوں نے خواجہ عبدالکریم متوکل اویسی سے، انہوں نے خواجہ عبدالوہاب متوکل اویسی سے انہوں نے خواجہ شریف الدین متوکل اویسی سے، انہوں نے خواجہ سلمان متوکل اویسی سے انہوں نے خواجہ ابوالخیر ثوری متوکل اویسی سے انہوں نے خواجہ علم الدین متوکل اویسی سے، انہوں نے خواجہ ابواحمد متوکل اویسی سے انہوں نے خواجہ معروف کرخی متوکل اویسی سے، انہوں نے خواجہ شمس الدین سجاوندی متوکل اویسی سے انہوں نے خواجہ حسام الدین یمن متوکل اویسی رحمہم اللہ سے انہوں نے خیر التابعین حضرت خواجہ اویس قرنیؓ سے انہوں نے تربیت پائی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ سے۔

اس طرح ثابت ہوا کہ خواجہ محمد عراقی سہروردی بھی تھے اور اویسی بھی۔ انہوں نے فیض دیا تھا حضرت جلال الدین محمد اویسی جعفری عرف کھگہ کو، چنانچہ حضرت جلال الدین محمد بھی دونوں سلسلوں میں نسبت رکھتے تھے یعنی سہروردی بھی اور اویسی بھی۔ اسی طرح حاجی محمد عبید اللہ سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے۔ شیخ محمد فرید کھگہ کو بھی اسی طرح فیض پہنچا جس طرح شیخ عراقی کو۔

شیخ محمد عراقی کے بہت سے مرید کاملین میں سے تھے آخر عمر وارداتِ باطنیہ کی حالت میں جب غلبہ حال سکر ہوتا تو ان کے منہ سے یہ کلمات نکلتے تھے کہ میں مہدی ہوں۔ مرید یہ کلمہ سن کر متنفر ہو گئے اور اپنے پیر کے بارے اعتقاد میں فرق آ گیا۔ سب ان سے دور ہو گئے۔ اتفاقاً شیخ قدس اللہ سرہٗ ہندوستان سے واپس عرب جانے لگے اس وقت ان کے ساتھ کوئی مرید نہ رہا تھا شہابل نام کا ایک درویش ان کے ساتھ تھا۔ شہابل کو کرہالہ بھی کہتے تھے۔ اس کی اولاد اب بودلہ کہلاتی ہے۔ دوسرے دین محمد عرف رلتی تیسرے جلال الدین محمد عرف کگھہ تھے۔ یہ جب کوہستان پہنچے تو شیخ کو مرض الموت نے آ گھیرا۔ شیخ نے اپنا چہرہ اپنے ساتھیوں کی طرف کیا اور کہا تمہارے دلوں میں اگر کوئی خواہش ہے تو بتاؤ تاکہ میں بارگاہِ

Marfat.com

خداوندی میں تمہارے لئے کچھ طلب کرسکوں۔شہابل نے کہا آپ میرے لئے دعا کیجئے کہ میں مستجاب الدعوات ہو جاؤں۔دین محمد نے کہا میری اولاد مال ومتاع سے بھرپور ہو جائے اور رزق کی کشادگی اور عزت ملے۔خواجہ جلال الدین نے کہا کہ میری حاجت یہ ہے کہ مجھے علم اور روحانی دولت مل جائے اور علم وفقر کی دولت میری نسل میں جاری رہے۔شیخ نے فرمایا کہ شہابل نفس کا بندہ ہے اس نے کرامت اور راحت طلب کی ہے اور دین محمد نے دنیا کی پلیدی کی خواہش کی اور جو چیز دین ودنیا میں افضل اور عظیم تھی جلال الدین محمد نے طلب کر لی ہے۔شیخ نے ہر ایک کیلئے دعا کی۔سب کی مرادیں پوری ہو گئیں۔

شیخ نے وفات پائی تو درویش انہیں دفن کر کے اپنے اپنے علاقوں کی طرف چلے گئے۔ ہر درویش کی اولادیں شیخ کی دعاؤں کے ثمرات آج تک حاصل کر رہے ہیں۔اہلِ ظاہر نے جب شیخ سے مہدی ہونے کے الفاظ سنے تو انہوں نے ان پر بدعت کا الزام لگایا مگر ایسے کلمات مغلوب الحال فقراء کے منہ سے اکثر نکلتے رہے ہیں جیسا کہ منصورؒ نے انا الحق، بایزید بسطامیؒ نے سبحانی ما اعظم شانی کہا۔جن لوگوں نے اولیائے کرام کے حالات پڑھے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ان لوگوں پر کیسے کیسے عالم آتے ہیں۔

لاجرم دیوانہ راگرچہ خطا است
ہرچہ میگوئد گستاخی رواست
ہرچہ از دیوانہ آید در و جود
عفو میدارند از دیوانہ زود

ترجمہ: دیوانگانِ عشق خویش محبت میں اگرچہ گستاخی بھی کر دیں تو وہ خطا نہیں سمجھی جاتی۔کیونکہ دیوانہ کی زبان سے جو کچھ سرزد ہوتا ہے وہ قابل معافی سمجھا جاتا ہے۔

کسی شخص نے علمائے کرام کی ایک جماعت سے خانوادوں کے شجرے جمع

Marfat.com

کئے اور مختلف سلسلہ کے خانوادوں کے شجرے ابتدائی زمانہ سے حضور اکرم ﷺ تک مکمل شرح بسط کے ساتھ لکھے ہیں بزرگوں کے خلفاء اور فقراء کے نام ہر خانوادے کے سلسلے کے دیئے ہوتے ہیں۔ چنانچہ سلسلہ عالیہ اویسیہ کے تمام بزرگان کو باتفصیل بیان کیا ہے۔ جس طرح کہ حضرت خواجہ اویسؓ نے خرقہ حضرات عمرؓ و علیؓ سے حاصل کیا۔ حضرت خواجہ سے حضرت موسیٰ بن یزید الراعی نے حاصل کیا۔ اور ان سے دو شخصوں نے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ ایک حضرت ابراہیم ادھمؒ نے اور ان سے شفیق بلخیؒ نے حاصل کیا۔ ان سے ابوعمر اصطخری اور ان سے جعفر حداؒ نے ان سے حضرت ابوالقاسم جنیدؒ نے، ان سے قاضی رویم بغدادیؒ نے حاصل کیا۔ ان سے ابوعبداللہ محمد بن حنیف شیرازیؒ نے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ ان سے ابوالعباس نہاوندی نے، اُن سے اخی فرخ زنجانی نے اُن سے خواجہ ممشاد دینوریؒ اور ان سے پھر دو شخصوں نے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ ایک ابوعبداللہ محمد تاج العارفین ہیں ان سے شیخ احمد زاہدی نے اور ان سے شیخ شعیب الدین نے ان سے شیخ جمال الدین یوسف عبداللہ الکورانی الشہیر عجمی نے ان سے نجم الدین نے اور دوسرے شخص جنہوں نے ممشاد دینوری سے خرقہ حاصل کیا شیخ احمد دینوری تھے۔ ان سے محمد سہروردی نے اُن سے شیخ نجیب الدین بن غوث الشیرازی اور ان سے شیخ نورالدین عبداللہ نے، ان سے محمود اصفہانی نے۔ واللہ اعلم۔

بعض روایات میں یہ ہے کہ خواجہ موسیٰ بن یزید الراعی نے خواجہ مدام بن خیام کو خرقہ عطا کیا۔ ان سے عبداللہ مصری نے حاصل کیا اُن سے شیخ عی شیرازی نے اُن سے شیخ حضور حاجی نے اور ان سے شیخ محمد غوث اور ان سے شیخ حبیب قدس اللہ سراھم نے۔ ایک رسالہ میں جسے ملفوظاتِ خواجہ اویسؓ کہا جاتا ہے درج ہے کہ حضرت خواجہ صاحبؒ چار اشخاص کو اپنا مرید خاص کیا تھا۔ ایک خواجہ موسیٰ بن یزید راعی اور انہیں تلقین کی اور دعا کی جو حق تعالیٰ نے زبان فیض ترجمان حضرت خواجہ کی قبول کی اور

Marfat.com

خواجہ موسیٰ درجۂ کمال تک پہنچے وہ یہ تھی کہ اے موسیٰ! موت کو ہمیشہ یاد رکھ اور تاک جو قبر کی مثال ہر وقت تیری آنکھوں کے سامنے ہے اسی پر نظر رکھ چنانچہ سلسلہ اویسیہ حضرت موسیٰ بن یزید الراعی سے آج تک جاری ہے۔

دوسرے خواجہ حسام الدین یمنی سوم خواجہ احمد خراسانی چہارم خواجہ صدر الدین مفتی خراسانی۔ ملفوظاتِ مذکورہ میں خواجہ احمد و خواجہ صدر الدین کے مرید کرنے کا قصہ درج ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ اویسؓ قرنی نے اپنی گوودڑی اور عصا خواجہ نصر کو عنایت فرمایا۔ فوائد المسلمین میں مسعودی نقل کرتے ہیں کہ بعض لوگ اس طرح پانچ لوگوں کو شمار کرتے ہیں جو پیر کہلاتے ہیں اول پیر پیغمبران حضرت ابراہیم خلیل اللہ دوسرے پیر اولیائے کرام کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تیسرے بادشاہوں کے پیر حضرت علی کرم اللہ وجہٗ چوتھے علماء کرام کے پیر حضرت امام اعظم کوفیؒ پانچویں فقراء کے پیر حضرت خواجہ اویس قرنیؒ۔ بعض پانچ پیر اس طرح شمار کرتے ہیں۔ اوّل خواجہ اویس قرنیؓ دوم حضرت خواجہ عثمان ہارونی سوم خواجہ عبداللہ انصارؒ چہارم خواجہ محمد سمرقندی پنجم خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔

## جعفری کون ہیں؟

واضح ہو کہ سابقہ صفحات میں لفظ جعفری حضرت بندگی جلال الدین کے سلسلہ میں لکھا گیا ہے اس سلسلہ میں اگرچہ خیال آئے کہ جعفر کون تھے جن کی نسبت حضرت اپنے ساتھ لگائے ہیں اسی کا جواب یہ ہے کہ آپ جو لفظ اویسی جعفری لگاتے ہیں یہ لفظ ان کی کتاب میں ان کے دستخطوں سمیت بیشتر جگہوں پر مذکور ہے بعض رسائل میں جلال الدین محمد اویسی الجعفری معروف یہ کھگہ درج ہے۔ یہ بات یقینی ہے کہ نسبتِ جعفری تحقیق شدہ ہے اس میں شک اس طرح در آتا ہے کہ ان کی یہ نسبت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے نہیں ہے کیونکہ جن لوگوں کو حضرت امام

Marfat.com

جعفر صادقؒ سے نسبت ہوتی ہے وہ لوگ جعفری نہیں کہلاتے بلکہ حضرت امام جعفر صادق کے جد امجد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف کرتے ہیں اور یہ لوگ حسینی سیّد کہلاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت کی اگر یہ نسبت امام جعفر کی طرف ہوتی تو وہ حسینی سیّد کہلاتے مگر یہ یقین ہے کہ وہ سیّد نہیں ہیں۔ لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ نسبت جعفری حضرت جعفر طیّار کی طرف ہے جو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ' کے بھائی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ جو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھیں حضرت عبداللہ بن جعفر طیّار کی زوجہ تھیں۔ اور آپ انہی کی اولاد سے ہیں اسی لئے جعفری کہلائے اگر کوئی یہ کہے کہ اس زمانہ میں جعفر نام کے بے شمار لوگ موجود تھے کہ شاید یہ کوئی دوسرا جعفر ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت فرید الدہر وحید العصر بندگی حضرت شیخ محمد فرید فرماتے ہیں کہ ہماری تحقیق کے مطابق یہ نسبت حضرت جعفر طیّار کی طرف ہے اور کسی جعفر کی طرف نہیں۔ اور سید ھا حاجی محمد عبید حاجی شیر خاں کی زبان مبارک سے بھی یہی سنا گیا ہے اور ان دونوں حضرات کا قول سندِ معتبر کی حیثیت رکھتا ہے اور اس میں افکار کی ذرا گنجائش نہیں ہے۔

شاہ زین الدین اویسیؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک مکتوب ظاہر کرتا ہے کہ حضرت خواجہ محمد پارسا نے اپنی کتاب فصل الخطاب میں جہاں آئمہ اثنا عشری کے احوال لکھے ہیں وہاں لفظ جعفری کی تحقیق کے سلسلہ میں کہا ہے کہ سمرقند و بخارا اور قطوان میں بہت سے جعفری ہیں۔ بعض نے لکھا ہے کہ ان کا ذکر کتاب قید مصنفہ حضرت نجم الدین حفص عمر نسفی اور کتاب انساب امام عبدالکریم سمعانی کی اور انساب السادات وغیرہ میں آیا ہے کہ جعفری حضرت جعفر طیّار کی طرف منسوب ہیں۔

Marfat.com

## ذکر پاس انفاس:

بحر الرموز میں حضرت خواجہ محمود فرماتے ہیں کہ پاس انفاس کا ذکر بہت شریف ذکر ہے کہ بہت سے اولیاء اللہ اسی سے منزل مقصود تک پہنچے۔ کوئی اس راز سے واقف نہیں مگر جن کو حق تعالیٰ چاہیں آگاہ فرمائیں اس کا طریق کار یہ ہے کہ کلمہ لا الٰہ سانس کے ساتھ زمین کی طرف چھوڑے اور الا اللہ سانس کھینچتے ہوئے پڑھے اور سانس لیتے ہوئے ذکر مغز کی طرف لے جائے۔ جب یہ سانس لینا اختیار کرے تو اپنی نظر دل پر جمائے رکھے اور وہاں ذکر کرے منہ بند زبان بے حرکت رہے تو جلدی صحیح معنوں میں ذاکر ہو جائے۔ اسی قدر ذکر کرے کہ سانس خود بخود ذکر سے خالی نہ رہے اور ذکر کرتی رہے۔ سوتے جاگتے اسی ذکر میں مستغرق ہو جائے۔ اس طرح ذکر پاس انفاس حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ ذکر اویسیہ سلسلے والے کرتے ہیں۔ جب اس ذکر کی گرمی سے دل کی چربی پگھل جائے اور دل زندہ ہو جائے تو پھر پاس انفاس کا شغل سانسوں کی آمد و رفت سے خود بخود ہوتا رہتا ہے۔ طریقہ اس کا یہی ہے کہ طاقت کے ساتھ سانس اوپر مغز کی طرف کھینچنا اور سینہ میں روک کر آہستہ آہستہ چھوڑنا کہ سانس نکلنے کا احساس نہ ہو اس طرح سکون میسّر آتا ہے اور اس کو آرام کہتے ہیں۔

## اویسی ذکر کا کمال:

اس سے معلوم ہوا کہ یہ بیان ذکر خفی کے بارے میں ہے اور یہ طریقۂ ذکر اویسیہ ہے۔ اور دوسری علامتیں اویسی حضرات کی بزرگی کے بارے یہ ہیں جس کو اللہ تعالیٰ عطا فرمادیں اس کا سانس ناک کے پردوں کے اوپر سے جاری ہو جاتا ہے اور اس سانس کے ساتھ اسم اعظم کا ذکر بھی جاری ہو جاتا ہے۔ اور طریق اویسیہ میں یہ علامت اوّل حال کی ہے۔ بعد میں یہ ذکر بعض لوگوں کو ناک سے براہِ راست دل میں جاگزیں ہو جاتا ہے یا پھر مغز میں ہی مقیم رہتا ہے یا پھر پہلے قاعدے کے مطابق ہی

Marfat.com

قرار کر لیتا ہے۔ میں نے زبدۃ الواصلین حضرت بندگی عبدالخالق سے سنا ہے کہ یہی ذکر جلی ہے پس معلوم ہوا کہ خاندانِ سلسلہ اویسیہ میں ان ہر دو طریق سے ذکر کیا جاتا ہے لیکن گلزار جلالی میں سلطان العارفین حضرت بندگی جلال الدین محمد نے دلائل کے ساتھ ذکر خفی کو ترجیح دی ہے یعنی پاس انفاس ذکر خفی اور مقصود الطالبین میں حضرت کے والد بندگی شاہ قطب الدین قدس سرہٗ کے حوالہ سے درج ہے کہ یہی ذکر یعنی ذکر خفی بہتر ہے سیر نامہ اور بحر الرموز جو کہ شیخ عبدالحیی اور شیخ محمود گجراتی کی تصانیف میں اور یہ دونوں بزرگ سلسلہ اویسیہ کے کامل فقراء میں سے ہیں بس ان ہر دو حضرات نے ذکر خفی بپاس انفاس کو ہی اولیٰ تر لکھا ہے۔

## ناک سے ذکر کرنا:

بعض مشائخ وعلماء کرام نے اس ذکر کو جو ناک سے نکلے مذمت کی ہے اور اسے مذموم گردانا ہے بلکہ یہ بھی کہا ہے کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ گنہگار ہیں اور انہیں استغفار کرنا چاہئے کیونکہ ناک میں غلاظت ہوتی ہے اور ایسا ذکر جسم میں اللہ کا اسم مبارک استعمال ہو غلاظت والے مقام سے نکالنا کفر ہے یہ لوگ گمراہی اور ضلالت میں پڑ جاتے ہیں چنانچہ محک الطالبین کے مصنف نے لکھا ہے کہ ناک سے ذکر کرنا بدعت اور حرام اور سلسلہ مہدویہ کا طریق یہ ہے۔

## لفظ مہدویہ کی تحقیق:

واضح ہو کہ اصل لفظ مہدی ہے اور جب اس کو نسبت میں ظاہر کرتے ہیں اور یائے معروف کو واؤ میں بدل دیتے ہیں۔ اس طرح مہدی سے مہدویہ ہو گیا۔ مہدویہ سے مراد حضرت شیخ محمد عراقی سے نسبت ہے جنہوں نے غلبہ حال سے مغلوب ہو کر انا مہدی کا نعرہ لگایا تھا۔ اور یہ بھی بیان ہو چکا ہے۔ ناک کے ذریعے ذکر کرنا اور اس کو بدعت شنیع اور حرام کہنا اور اس کا سلسلہ مہدویہ کے ساتھ منسوب کرنا صریحاً غلطی ہے

Marfat.com

کیونکہ یہ ذکر صحیح اور معتبر حوالوں سے اویسیہ کا ہی ہے جیسا کہ حضرت خواجہ بندگی عبدالخالق کے قصہ میں گزر چکا ہے۔ اگر یہ ذکر شیخ محمد عراقی سے منسوب کیا جائے تو یہ بھی اس لئے کہ شیخ محمد عراقی اویسی بھی تھے اگرچہ طریقہ سہروردیہ سے بھی تعلق تھا اور یہ ہی بیان سابقہ سطور میں مذکور ہے پس سمجھ لیں جیسا اللہ چاہے۔

جواب دوم:

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ بات علمائے ظاہر کرتے ہیں کیونکہ ان کے باطن نور آفتاب حقیقت کی کرنیں جلوہ آرا نہیں ہوتی ہیں۔ اور اُن کا مشامِ جاں معارف و اسرار کے کیف وسرور کی خوشبو سے معطر نہیں ہوا۔ وہ اس نکتہ کی حقیقت نہیں سمجھ سکتے اور صرف ظاہریت پر انحصار کرتے ہیں۔

یہ بھی جان لینا چاہئے کہ اسم ذات کا تعلق لطیف انوار واسرار سے ہے اس عالم ناسوت میں ہر چیز کثیف اور منیف ہے اور لطیف و کثیف کی آپس میں کوئی مناسبت اور مطابقت ہرگز نہیں۔ مصرعہ: ''چہ نسبت خاک را با عالم پاک'' اور یہ کہ سکتے ہیں کہ ذاکر تو اس وقت مغلوب الحال اور فانی فی الصفات ہوتا ہے اور مغلوب الحال شخص معذور ہوتا ہے ایسے شخص کو گنہگار نہیں کہہ سکتے گلزار جلالی اور ذکر رموز میں ہے کہ اگرچہ باعتبار صرف وصوت نشان رکھتا ہے لیکن کسوت ونمونہ احدیت ہے کہ مسمّیٰ اپنے اسم کے ساتھ ہے اور یہ بات حال پر مدلول ہے چنانچہ اس موقع پر اہل تحقیق سے رجوع کرنا چاہئے۔ چنانچہ اسم اپنے مسمی کا عین ہوتا ہے ورنہ کسی شخص کو اس طرف کا دھیان اور توجہ نہ رہے اور کسی مومن کا ایمان درست نہ رہے۔ ثابت یہ ہوا کہ دال عین مدلول اسم عین مسمّیٰ اور مسمّیٰ و مدلول عین ذاتِ احدیت جل شانہٗ ہے۔

اہلِ تحقیق کے ایک گروہ سے بہت سی کتابوں میں حضرت عبدالرحمٰن نے لوائح اور شرح لمعات میں وضاحت کی ہے کہ اللہ پاک سبحانہٗ کی ذات کے قرب میں

Marfat.com

کوئی چیز خواہ کتنی ہی کثیف ہو رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ (جیسا کہ بجلی کی تاریں خواہ گندگی میں گری ہوں بجلی کی ماہیت پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ مترجم) چنانچہ ذاتِ خداوندی کے ساتھ کوئی چیز لازم نہیں آتی جس طرح نور آفتاب کی کرنیں ہر پاک و پلید لطیف و کثیف اشیاء پر پڑتی ہیں مگر اس کی کرنوں میں کچھ تغیر واقع نہیں ہوتا۔ نیز مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ روح تمام اشیاء میں اُن کے اجزائے بدن تک میں تصرف رکھتی ہے چونکہ روح زندگی کا باعث ہے لہٰذا کائنات کی ہر ذی روح و غیر ذی روح کے اجزائے مترتبہ تک میں روح جاری و ساری ہے۔ ان تمام باتوں کے باوجود کہ اجزائے غلیظہ و کثیفہ میں بھی روح موجود ہے روح کی پاکیزگی میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اسی طرح اسم ذات و ذات احدیت تمام کائنات کی روح ہے۔ ذاکر کی نس نس میں روح کارفرما ہوتی ہے۔ بدن میں خون کے علاوہ دیگر اجزائے کثیفہ میں بھی روح تصرّف کرتی ہے۔ بااین ہمہ اس کی طہارت و پاکیزگی میں ذرا بھی نقص پیدا نہیں ہوتا۔ چنانچہ ان لوگوں کا یہ اعتراض بے جا ہے جو بزرگان پر زبانِ طعن دراز کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ روح کی حقیقت کو نہیں سمجھ پائے۔ اے اللہ! میں پناہ چاہتا ہوں ان تمام چیزوں سے جو مکروہ اور حرام ہیں۔ اے اللہ! مجھے اشغال سے بچائے رکھنا جو تجھ سے غافل کر دیں اور مجھے کائنات میں موجود اشیاء کے حقائق سے آگاہ فرما۔

☆......☆......☆

Marfat.com

سخن لطیف ۲۱:

# خرقہ اور دانت شکنی کا بیان

تذکرۃ الاولیاء میں شیخ فریدالدین عطار، سلکِ سلوک میں شیخ نخشبی اور بحرِ رموز میں شیخ محمود گجراتی، رسالہ مسعودیہ اور مجالس المومنین میں یہ روایت درجہ ہے کہ یارانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہوں نے حضرت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ کو خرقہ عطا فرمایا۔ مولانا علی حمزہ بن مالک بن حسن طوسی معروف باندی نے جواہر الاسرار میں کہا ہے کہ حضرت سلطان ابراہیم ادھم کو خرقہ حضرت موسیٰ بن زید الراعی نے عطا کیا تھا اور انہوں نے حضرت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا تھا۔ حضرت خواجہ نے امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے اور انہوں نے حضور علیہ السلام سے خرقہ حاصل کیا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک خرقے:

رسالہ شطاریہ میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی نے خرقہ حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ وصول کیا اور ایک جگہ یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ حضور علیہ السلام نے جو خرقے پہنے وہ تعداد میں پانچ ہیں۔ پہلا خرقہ لبس العصمت جو جبریل علیہ السلام عرش سے لائے اور حضور علیہ السلام کو پہنایا انہوں نے وہ خرقہ حضرت علیؓ کو دے دیا۔ دوسرا خرقہ لبس الصفوٰۃ جو شب معراج اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت فرمایا وہ خرقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ کو بخش دیا۔ تیسرا خرقہ لبس النہمت تھا جس پر آتش پرستوں نے پیغمبر کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ جس دن حضور علیہ السلام نے ابوجہل کو کشتی میں پچھاڑا اور زمین پر دے مارا۔ یہ معجزہ جب رونما ہوا تو عیسائیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا وہ یہ خرقہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں لے کر آئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خرقہ حضرت

Marfat.com

معاذ بن جبل کو عطا فرمایا چوتھا خرقہ لبس الخشیت موسیٰ علیہ السلام کا تھا جو پشت در پشت ہوتا ہوا بادشاہِ حبشہ شاہ نجاشی کے پاس پہنچا نجاشی نے وہ خرقہ حضور علیہ السلام تک پہنچایا۔ انہوں نے وہ خرقہ حضرت عثمانؓ کو دے دیا۔ پانچویں خرقہ کو خرقہ اریان کہتے ہیں۔ دراصل یہ ایک مرقع تھا جس پر حضور اکرم ﷺ نے خود اپنے دستِ مبارک سے پیوند لگائے تھے وہ خرقہ بعد ازاں حضور علیہ السلام نے حضرت علیؓ کو عنایت فرمایا۔ اور حضرت علیؓ نے وہی خرقہ حضرت اویس قرنیؓ کو پہنچا دیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

شیخ عبدالحق سیر نامہ محبوب ربانی غوثِ صمدانی شاہ عبداللہ الاویسی میں لکھتے ہیں کہ جو جبہ حضرت مخدوم جہانیاں کے خلیفہ حضرت عبداللہ نیکو کارہ کی اولاد میں تبرکاً چلا آتا ہے وہ جب حضرت قطب لعالم مخدوم جہانیاں کا عطا کردہ ہے مگر بعض کا خیال ہے کہ یہ جبہ وہی ہے جو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت خواجہ اویسؓ کو عطا فرمایا تھا واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت مست الست یزدانی عین القضاۃ ہمدانی قدس سرہٗ اپنی کتاب تمہیدات میں لکھا ہے کہ جو خرقہ حضور ﷺ کو معراج کی رات اللہ حق سبحانہٗ نے عطا فرمایا تھا وہ خرقہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت خواجہ کو عنایت فرمایا تھا۔ چنانچہ ان تمام روایاتِ مختلفہ سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ حضرت خواجہ اویسؓ کو حضور علیہ السلام کی طرف سے خرقہ ضرور عطا ہوا ہے اسی طرح دانتوں کے توڑنے کا واقعہ بھی روایات میں تسلسل سے درج ہے۔ شیخ فرید الدین عطار نے تذکرۃ الاولیاء میں سید محمود شیخانی قادری نے حیوٰۃ الذاکرین میں اسی طرح لامع الانوار فی طبقات الاخیار میں یہ بات درج ہے کہ دندانِ شکنی کا واقعہ درست ہے لیکن ملاّ علی بن سلطان محمد القاری نے معدن العدنی میں اور احادیثِ موضوعہ پر مبنی رسالہ میں کہا ہے کہ یہ بات جو زبان زدِ خلائق ہے کہ حضرت خواجہ نے از خود اپنے تمام دانت توڑ دیئے تھے اس حزن دکھ اور ملال کی

Marfat.com

وجہ سے جو آپ کو حضور علیہ السلام کے دانت شہید ہونے کا سن کر ہوا تھا اس واقعہ کی اصل کوئی نہیں ہے کیونکہ یہ کام شریعت کے منافی ہے چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ نے اسی لئے ایسی کوئی حرکت نہیں کی۔ کیونکہ یہ کام معیوب ہے اور ایسے کام سفہاء کے علاوہ کوئی اور نہیں کرتا۔ اور اسی خرقہ نبویہ کا حضرت خواجہ اویسؓ تک پہنچنا بھی ثابت نہیں ہے۔ اور حضرت خواجہ سے دیگر مشائخ کو پہنچنا کسی بھی ایسی حدیث میں جس پر اعتماد کیا جا سکے اس بارے میں نہیں ملتی۔ اسی طرح ذکرِ خفی وجلی کی نسبت حضور علیہ السلام کی طرف کرنا یا حضرات ابو بکرؓ صدیق وعلی کرم اللہ وجہہٗ کی طرف نسبت کرنا اہل خبر کے نزدیک صحیح نہیں ملا علیؒ قاری نے لکھا ہے کہ یہ بیان جو عراقی کی طرف منسوب ہے کہ حدیث انی لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن او مِن جانبِ الیمن. ہم نے کسی بھی طرح اس حدیث کو حاصل نہیں کر سکے چنانچہ یہ بھی درست نہیں۔

## ایک اشکال کا جواب:

ان باتوں سے ملا علی قاریؒ کی مراد یہ ہے کہ احادیث کی رو سے یہ روایات مصدقہ نہیں ہیں۔ مگر سیرۃ کی کتابوں اور مشائخ کے تذکروں میں یہ روایات تسلسل سے موجود ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ کسی کے دل میں یہ خیال گزرے کہ اقوال شیخ فرید الدین عطّار اور شیخ عبداللہ مطری نے جو خرقہ اور دانت توڑنے کے بارے درج کئے ہیں اور حدیث انی اجد...... بیان کی ہے یہ جھوٹ بھی اور صدق وخلوص کے خلاف بھی ہے چنانچہ اعتبار واعتماد کے قابل نہیں ہے کیونکہ حق وصداقت وہی معتبر ومعتمد ہے جو نص صریحہ اور احادیثِ متواترہ اور اخبار صحابیہ سے منقول ہوں حالانکہ یہ بات چھپی ہوئی نہیں کہ شیخ فرید الدین عطّار اور شیخ عبداللہ مطری اور سید شیخ محمود شیخانی قادری کامل اولیاء کرام اور عظیم علماء میں سے تھے اور صاحبانِ کشف وکرامات تھے اور کشفِ حقائق اور نکاتِ دقائق میں ان کو بہت تصرّف تھا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے جو قوت و توانائی علم و دانش اور روحانی ان لوگوں کو عطا فرمائی تھی وہ کسی اور کے حصہ میں نہیں آئی۔ چنانچہ ایسے لوگوں کی رائے کی مخالفت اور ان کے اقوال سے انکار کسی بھی صورت مناسب نہیں ہے۔ معصیت اور ضلالت کا خطرہ ہے۔ اس موقع پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس بات کا امکان ہوسکتا ہے کہ روایات خرقہ اور دانت شکنی اور حدیث انی لاجد ...... وغیرہ حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام کی طرف سے آئی ہوں ان علماء اور مشائخ کے علم میں تو آچکی ہوں مگر ملا علی قاریؒ کے علم اور مطالعہ میں نہ آسکی ہوں۔ علم کی کوئی حد نہیں ہوتی لہٰذا یہ ہوسکتا ہے کہ ملا علی قاریؒ اس مسئلہ میں آگاہی نہ پاسکے ہوں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ یہ رسائل اور مکاتیب کے رسالہ دہم میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی چیز کسی کے نزدیک پایۂ ثبوت تک نہ پہنچی ہو تو یہ ضروری نہیں کہ دوسروں کو بھی اس کا علم نہ ہو۔ واللہ اعلم بالسداد تلقین ذکر کیلئے دیکھنا اور مجلس کرنا ہی کافی ہے۔ اگرچہ چند ساعتیں ہی ہوں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے پچاسویں رسالہ (کتاب رسائل و مکاتیب) میں اسی طرح لکھا ہے حضرت خواجہ اویسؓ کی ملاقات حضرت علیؓ و عمرؓ دونوں سے چابت شدہ ہے بعض روایات میں صرف حضرت علیؓ بعض میں صرف حضرت عمرؓ فاروق کا ذکر ہے تاہم یہ طے شدہ بات ہے کہ حضرت خواجہ کی ان صحابہ کرامؓ سے ملاقات بھی ہوئی زیارت بھی ہوئی اور مجلس بھی ہوئی۔ بلکہ صحیح دلائل اور معتمد روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت خواجہؒ آخر عمر میں حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہٗ سے جنگِ صفین کے موقع پر بھی ملے آپ سے بیعت کی۔ جیسا کہ آئندہ صفحات میں شہادت کے باب میں آئے گا۔

## دندان شکنی کے متعلق ایک عجیب روایت:

دندان شکنی کے بارے ایک عجیب روایت کتاب موارد الشرعہ شرح شرعۃ الاسلام کی چالیسویں فصل میں آتی ہے۔ دو شخصوں کے درمیان جو دوستی اور خلوص کا

Marfat.com

رشتہ ہوتا ہے اس کی وضاحت ایسی روایت سے ثابت ہوسکتی ہے۔ چنانچہ جب یہ بات عام ہوئی کہ جنگِ حنین میں پتھر کے لگنے سے حضور علیہ ﷺ کے دانت مبارک شہید ہوگیا تھا یہ خبر جب حضرت اویس قرنی نے سنی تو انہوں نے علم جذب و کیف اور محبت و عشقِ رسول علیہ ﷺ کی وجہ سے اپنے دندان کو توڑ ڈالا۔ ایک بزرگ کے مرید خانقاہ سے باہر بیٹھ کر یہ واقعہ آپس میں بیان کررہے تھے۔ بزرگ موصوف نے اپنے مریدوں کو اندر بلایا اور ان سے کہا کہ جب تم یہ واقعہ بیان کررہے تھے حضرت خواجہ اویس قرنیؓ میرے پاس تشریف فرماتھے۔ اس واقعہ کی تصدیق ان سے چاہی تو انہوں نے کہا کہ میرے دانت میرے ہاتھ لگائے بغیر ہی گر پڑے تھے۔ بالکل یہ بات وہی ہے کہ شیخ منصور کو جب دار پر کھڑے ہوئے تو ان کے خون کے جو قطرے زمین پر گرتے تھے اس سے لفظ اناالحق لکھا جاتا تھا۔ لہٰذا ثابت یہ ہوا کہ حضرت خواجہ نے اپنے دندانِ مبارک خود نہیں توڑے بلکہ یہ اعجاز تھا اس تعلق خاص اور عشقِ کامل کا جو حضرت خواجہ کو حضور علیہ السلام سے تھا جب دو دنوں میں محبت کمال کو پہنچتی ہے تو محبّ پر محبوب کی تمام کیفیات طاری ہوجاتی ہیں چنانچہ اس کمال درجہ کی محبت و چاہت کے سبب جب حضور علیہ ﷺ کے دانت مبارک کے شہید ہونے کا واقعہ ہوا تو اس کا اثر حضرت خواجہ کے دانتوں میں سرایت کرگیا کیونکہ ایسے میں یک جان دو قالب والی بات ہوتی ہے ایسے حالات و واقعات عاشقان صادقان کے اکثر ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ مولانا جامی نے مجنوں کی ایک حکایت لکھی ہے۔

شنید ستم کہ روزے کرد لیلیٰ
بقصد فصد سوئے نیش لیلیٰ
جو زد لیلیٰ بجی نیش از پئے خوں
بوادی رفت خوں از دستِ مجنوں

Marfat.com

ترجمہ: میں نے سنا ہے کہ ایک روز لیلیٰ نے اپنا فصد کھولنے کیلئے نشتر ہاتھ میں لیا جیسے ہی لیلیٰ نے خون نکالنے کیلئے نشتر چلایا تو جنگل میں مجنون کے ہاتھ سے خون جاری ہو گیا۔

مولانا عبداللہ انصاری نے منہاج الدین ومعراج المسلمین میں فرمایا ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنیؓ کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ محبت والفت کے تین دلائل موجود ہیں اور حضرت خواجہ کے چار دانت ٹوٹ جانا کیونکہ حضور نبی کریم کے چار دانت ٹوٹ گئے تھے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ حضرت خواجہ نے حالتِ سکر ومستی اور غلبہ حال کی وجہ سے اپنے دانت توڑ دیئے۔ اس قسم کے واقعات مغلوب الحال لوگوں سے سرزد ہوتے ہیں۔ جیسا کہ روایت میں آتا ہے کہ شیخ شبلیؒ قدس سرہٗ نے اپنی داڑھی کٹادی لباس پھاڑ دیا اور بے شمار روپے پانی میں پھینک دیئے۔

واقعہ یوں ہے کہ حضرت شبلیؒ کا ایک نوجوان بیٹا وفات پا گیا۔ اس کی ماں نے بے بسی اور جذبات میں آکر اپنے سر کے بال نوچ لئے آپ نے یعنی حضرت شبلیؒ نے بھی اپنی داڑھی کاٹ ڈالی۔ لوگ انکے بیٹے کی تعزیت میں نہ آئے کیونکہ انہیں یہ حرکت اچھی نہیں لگی۔ فرمایا کہ میں نے ایک حدیث پڑھی ہے کہ جو کوئی دوسروں کو نصیحت کرے اور خود اس پر عمل نہ کرے وہ لعنت کا مستحق ہو جاتا ہے میں نہیں چاہتا تھا کہ لوگ میرے ہاں تعزیت کرنے کیلئے آئیں۔ مجھ سے ذکر کریں تعزیت کریں اور ان کے دل اللہ کی یاد سے غافل ہو جائیں اور ان پر بھی لعنت وارد ہو جائے۔ چنانچہ میں نے سب لوگوں کو اس سے باز رکھنے کیلئے اپنی داڑھی کاٹ لی اور اللہ کی مخلوق کو نقصان سے بچایا۔

شبلیؒ ہی سے یہ روایت بھی نقل ہوئی ہے کہ ایک دن مجھے خیال ڈالا گیا کہ تو کنجوس ہے۔ میں نے عہد کیا کہ آج جو کچھ ملے گا کسی ایک فقیر کو دے دونگا۔ چنانچہ اس دن آپ کے پاس پچاس دینار آئے آپ نے ایک فقیر کو دینا چاہے وہ فقیر نائی

Marfat.com

سے خط بنوار ہا تھا اس نے کہا مجھے ضرورت نہین اس نائی کو دے دو۔ حضرت شبلیؒ نے کہا میں اس نائی کونہیں دونگا۔ فقیر نے کہا ہم نے نہیں کہا تھا کہ تو بخیل ہے۔ انہوں نے دینار نائی کو پیش کر دیئے۔ نائی نے کہا کہ فقیروں کی خدمت کی اجرت نہیں لیتا چنانچہ حضرت نے اس تھیلی کو دریائے دجلہ کی نذر کر دیا۔ آپ نے فرمایا اللہ کی دلیل کے بغیر کوئی عزت نہیں پا سکتا۔ یہاں علمائے ظاہر کی رائے یہ ہے کہ حضرت نے اسراف کیا ہے۔

ایک دفعہ حضرت شبلیؒ نے اپنے نئے لباس کا دامن پھاڑ دیا لوگوں نے دیکھا تو کہا کہ شریعت کہتی ہے نئے کپڑے کو ضائع نہ کرو۔ فرمایا یہ بھی حکم کرتے ہیں کہ گھوڑوں کی کونچیں کاٹ ڈالو۔ قصہ یوں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک دن گھوڑوں کا معائنہ کر رہے تھے۔ اس اثناء میں نماز عصر کا وقت ختم ہو گیا اس قصور کے بدلے تمام گھوڑوں کی کونچیں کاٹ ڈالی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا ذکر فرمایا۔

**فَطَفِقَ مَسحاً بالسُّوقِ وَالْاَعْنَاقِ.**

## واقعات کی بنیاد:

چنانچہ اس قسم کی حکایتیں اس وقت واقعہ ہوتی ہیں جب شدید ریاضتوں اور مجاہدوں کے دباؤ سے نفس لاغر ہو جائے اور حرکات وسکنات پر بھی قابو نہیں رہتا غلبہ حال کی وجہ زبان سے ایسی باتیں سرزد ہوتی ہیں۔ جو بظاہر خلافِ شریعت ہوتی ہیں مگر وہ لوگ اس سلسلہ میں معذور اور مجبور ہوتے ہیں مگر اس قسم کے افعل کی تقلید واجب نہیں ہے۔ بلکہ شیخ عبدالحق مُحدث دہلوی نے رسالہ مرج البحرین میں اس کی تشریح کی ہے۔ **رَبَّنَا اِهْدِنَاالصِّرَاطَ الْمُستَقِیمَ والطَّرِیْقَ القویم.** اے میرے رب مجھ کو سیدھے رستہ پر چلا۔ چنانچہ اس بات کا امکان غالب ہے کہ جب حضرت خواجہ نے حضور علیہ السلام کو پہنچنے والی تکلیف کو شدت سے محسوس کیا تو انہوں نے غلبہ حال

Marfat.com

کی وجہ سے اپنے دانت توڑ ڈالے ہوں کیونکہ جو غم اور دکھ خواجہ نے محسوس کیا اس سے یہ نتیجہ نکلنا محال نہیں۔ چنانچہ آپ کو اس معاملہ میں معذور جاننا چاہیے اور اس کا انکار توجہ کے لائق نہیں ہے۔

اُولٰئِکَ عَلٰی هُدًی مِن رَبِّهِم. واولٰئِکَ هم المهتدون.

اے اللہ ہمیں ان کی اتباع نصیب فرما۔

**وصلی الله تعالٰی علی خیر خلقه محمد و آلهٖ و اصحابه و احبابه وسلم اجمعین.**

☆......☆......☆

Marfat.com

سخن لطیف ۲۲:

## سلسلہ اویسیہ کے سات بنیادی اعمال

شیخ عبدالحق دہلویؒ سیر نامہ میں لکھتے ہیں کہ مخزنِ اسرارِ الٰہی محرم جمال اللہ حضرت شاہ عبداللہؒ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے سلسلہ اویسیہ کی بنیاد کس چیز پر ہے فرمایا کہ سلسلہ اویسیہ کی بنیاد سات چیزوں پر ہے۔

اوّل پیروی رسول ﷺ، دوم خلوت در انجمن، تیسرے خاموشی در سخن، چوتھے نظر ہر قدم، پانچویں ہوش در دم، چھٹے زہر نوشی، ساتویں پردہ پوشی۔

واضح ہو کہ یہ پاکیزہ کلمات بڑی جامعیت رکھتے ہیں۔ اگرچہ یہ مختصر سے ہیں مگر ان کے اندر حقائق اور معانی کی ایک وسیع دنیا موجود ہے۔ جو حقائق ان میں بیان ہوئے ہیں ان کو بیان کرنا اگرچہ مشکل ہے تاہم کم علمی اور وقت کی تنگی کے باوجود کچھ نہ کچھ لکھنا ہے اللہ تعالیٰ سے توفیق اور حضور اکرم ﷺ سے ایک تعلق متابعت کا اس میں معاون ہوگا۔

### (۱) مراتب وکمال کا حصول پیروی رسول ﷺ سے ہی ممکن ہے:

متقی اور اولیائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ افتتاح ابواب سعادت یزدانی اور استفتاح کرامات ربانی اور استقبال مقاماتِ فیضِ الٰہی اور درجات کے قبول ہونے کی استعداد اور معارف و اسرار کے حصول اور کشف و آگاہی کی نعمت یہ سب چیزیں حضور اکرم ﷺ کی کامل اتباع سے ملتی ہیں اور ان کی سنت پر عمل کئے بغیر یہ سب مراتب حاصل نہیں ہوتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللہ. شیخ عبدالحق دہلوی اس آیت شریف کی تفسیر فتوح

Marfat.com

الغیب میں اس طرح کرتے ہیں۔ کہہ دیجئے اے محمد ﷺ! اے میرے محبوب! لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم خدا سے محبت کرنا چاہتے ہو تمہاری خواہش ہو کہ تمہیں واصل باللہ کا درجہ حاصل ہو اور خاصانِ بارگاہِ الٰہی بن جاؤ اور تم چاہتے ہو کہ اول آخر خدا تمہار مطلوب و مقصود بن جائے تو پھر تم کو میری اتباع کرنی ہوگی۔ جب تک تم میرے راستہ پر نہ چلو گے یہ مقام حاصل نہیں ہو سکتے تم میری پیروی کرو تا کہ اللہ خوش ہو کر تمہیں اپنا دوست بنا لے اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ **واعتصمو بحبل اللہ جمیعا**۔ یعنی اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو۔ صاحب تفسیر حسینی لکھتے ہیں کہ حبلِ اللہ سے مراد ہے موافقت حضور علیہ السلام کی۔ اللہ فرماتے ہیں کہ تم میرے نبی کی اطاعت کے معاملہ میں ایک مٹھ ہو جاؤ سب متحد رہو کیونکہ میرے محبوب محمد مصطفیٰ کی اطاعت کے بغیر نہ تو کسی اعلیٰ مرتبہ تک تمہاری رسائی ممکن ہے نہ تم مقصود و مطلوب حقیقی کو پا سکتے ہو۔

حق کہ بے متابعتِ سیّد رسل
ہر گز کسے بمنزل مقصود رہ نیافت
از ہیچ ہیچ درے رہ نے دہند
آنرا کز آستانہ اد روئے دل بتافت

ترجمہ: خدا کی قسم رسول کریم ﷺ کی متابعت کے بغیر کسی نے بھی منزل مراد نہیں پائی۔ جو اُن کے آستانہ سے مڑ گیا کسی دروازے سے بھی انہیں کچھ نہ ملا۔

مولانا عبدالکریم چشتی لاہوری اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ اے عزیز صدق و محبت و متابعت حضور علیہ السلام کی تین چیزوں سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

**الشریعة اَقْوَالی وَ الطَّرِیْقَةُ اَفْعَالِیْ و الحقیقةِ اَحْوَالِیْ۔**

ترجمہ: شریعت میرے اقوال یعنی احادیث واخبار میں ہے طریقت میرے افعال یعنی

Marfat.com

میری سنت میں موجود ہے اور حقیقت میرے احوال میں ہے۔
قرآن مجید اور حدیث کے امور دو طرح کے ہیں۔(۱) امورِ حسن،(۲) امور احسن۔
پہلی قسم کا نام شریعت ہے دوسری قسم طریقت پر مبنی ہے اور حقیقت ان دونوں کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ جب سالک ان دو طریقوں پر کامل دسترس حاصل کر لیتا ہے تو پھر حقیقت اس پر کھل جاتی ہے اور وہ تجلیّات الٰہیہ سے مستفید ہوتا ہے۔
مشاغل جلالی میں لکھا ہے کہ مشائخ عظام اور اولیائے کرام کا طریقہ متابعت رسول اکرم ﷺ ہے اور سنتِ رسول ﷺ پر استقامت ان کا پہلا درجہ ہے۔ اور یہ اعضاء و جوارح کا کام ہے۔ دوسرے درجے پر اخلاق رسول کریم ﷺ پر عمل میں استقامت ہے۔ اور یہ کام دل کے ذمہ ہے تیسرے درجے پر حضور ﷺ کے احوال پر استقلال طبع سے عمل پیرا ہونا اور یہ روح کا کام ہے۔ احوال پر استقامت سعادتوں کی انتہا ہوتی ہے۔ یہ اخلاق محمدی پر پوری طرح عمل پیرا ہونے سے حاصل ہوتی ہے اور اخلاق پر استقامت اُسی وقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک اعمالِ صالحہ نہ ہوں کیونکہ اعمال کا تعلق اخلاق سے ایسے ہی ہے جس طرح استنجا اور وضو کا تعلق ہے۔ احوال کیلئے اخلاق ایسے ہی لازم ہیں جس طرح نماز کیلئے وضو لازم ہے۔ اعمال کی پیروی یہ ہے کہ اللہ کے احکام پر صدق دلی سے گامزن ہو اور اس پر عمل اور ممنوعات سے پرہیز۔ جب اس طرح استقامت حاصل ہوگئی تو اس کا مطلب ہے کہ حضور کے اقوال پر استقامت حاصل ہوگئی۔ جب اخلاقِ محمدی پر عمل پیرا ہو گیا تو نفس کی پاکیزگی حاصل ہوگئی۔ تزکیہ نفس سے دل کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور دل انوار و تجلیّات کی جلوہ گاہ بن جاتا ہے اس طرح دل کاشفِ اسرار و رموز ہو جاتا ہے۔ یہ مقام ولایت کا ایک باب ہے گویا ولایت کے باب کھل گئے۔ اس سے آگے کی باتیں بیان نہیں کی جاسکتیں۔ ذَالِکَ فضل اللّٰہ جس پر اللہ تعالیٰ فضل و کرم فرمائے۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ مُتَابَعَتَهٗ وَ مَحَبَّتَهٗ وَحُبَّ مَن اَحَبَّهٗ والصلوٰۃ والسَّلَامُ عَلَیْهِ وَعَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْن۔

ترجمہ: اے اللہ میں تیرے محبوب پاک کی محبت اور صدق دلی سے متابعت چاہتا ہوں۔صلوٰۃ وسلام ہوان پران کے پیروکاروں پر۔

(۲) خلوت درانجمن:

سلسلہ اویسیہ کے اعمال کی دوسری بنیاد خلوت درانجمن ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ بظاہر مخلوق سے مخلوط رہنا مگر باطن میں سب سے ناطہ توڑ کر صرف اللہ سے جوڑنا ہے۔ بظاہر سب کے ساتھ مگر بباطن سب سے الگ صرف ایک سے مربوط۔ ہاتھ کام میں مصروف ہوں اور دل یار کی طرف متوجہ رہے۔جسم مشغول ومصروفِ کار مگر دل بارگاہِ قدس میں حضوری کی حالت میں رہے۔جسم محافل ومجالس میں ہوتے ہوئے بھی دل خلوۃ گاہِ ناز کی طرف متوجہ رہے۔

حضرت شاہ جلال الدین محمد جعفری اویسی گلزار جلالی میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: خَالِطُوْ النَّاسَ بَابدانِکم وَ ذابِلُوھُم بِقلُوبِکُم. یعنی جب تم لوگوں کے ساتھ اپنے جسموں سے تو ملو مگر دل سے نہ لگاؤ یہ اس خلوت کی طرف اشارہ ہے۔حضرت خواجہ اویسؓ نے فرمایا السلامۃ فی الوحدۃ یعنی سلامتی تنہائی میں ہے اور تنہا اس کو کہتے ہیں جو اکیلا ہو اور ماسوی اللہ کے اور کوئی خیال دل میں نہ سماوے تاکہ اصل تنہائی حاصل ہو۔اگر ظاہری تنہائی اختیار کرے تو یہ وہ تنہائی نہیں جس کی تلقین کی جارہی ہے کیونکہ الشیطان مع الواحِدِ وَھُو عَن اثنین ابعد. اکیلے کے ساتھ شیطان ہے اور دو سے دور رہتا ہے۔

ملا حسین واعظ کاشفی رشحات میں رقم طراز ہیں کہ حضرت بہاؤ الدین قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہمارے سلسلہ تصوّف کی بنیادِ خلوت درانجمن ہے۔

Marfat.com

ظاہری طور پر مخلوق کے ساتھ مخلوط مگر باطن میں حق کے ساتھ مربوط۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا لا تلھیھم تجارۃ وَلا بیع" عن ذکر اللّٰہ یہ وہ لوگ ہیں جن کو تجارت اور لین دین کی کاروباری مصروفیات بھی اللہ سے غافل نہیں کر سکتیں یہ اسی خلوت در انجمن کی طرف اشارہ ہے۔ خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہٗ نے فرمایا کہ خلوت در انجمن یہ ہے کہ بازار میں جارہا ہو مگر استغراقِ حق اس قدر ہو کہ کوئی بات اس کو اپنی طرف متوجہ نہ کر سکے دل پر ذکر غالب ہو۔

داتا علی ھجویریؒ نے کشف المحجوب میں وضاحت کی ہے کہ اگر کوئی یہ خیال کرے کہ وحدت تنہا رہنے کو کہتے ہیں تو یہ محال ہے کیونکہ جس کے ساتھ شیطان ہمیشہ ہوتا ہے اس کے سینہ میں نفس کا حکم چلتا ہے اور اگر یکسوئی اور تنہائی میں خیال عقبیٰ ستائے یا مخلوق کے بارے خیالات ملوث ہوں اس کو یکسوئی اور تنہائی ابھی حاصل نہیں ہوئی بے شک وہ مخلوق سے الگ رہتا ہو۔ خواہ وہ آرم اور سکون سے ہو یا اندیشہ ہائے دور دراز میں مشغول دونوں حالتوں میں اس کو وحدت اور تنہائی حاصل نہیں۔ اصل یکسوئی اور وحدت اس کو حاصل ہے کہ وہ خواہ مخلوق میں بیٹھا ہو یا مصروفِ کار ہو مگر توجہ اس کی محبوب حقیقی کی طرف ہو۔ پھر دنیاوی مصروفیت اس کو تنہائی میں مزاحم نہیں ہو سکتی۔

اور رسالہ ناطقہ میں تلقین کی گئی ہے کہ سالک جب تنہائی اختیار کرے اس کو چاہیئے کہ تمام خلائق سے ناطہ توڑ لے بلکہ ایسی تمام چیزوں کو ترک کر دے جن کی محبت اس کے دل میں ہو مثلاً مال ومتاع اور اولاد سے ترک تعلق کرے بلکہ بہتر یہ ہے کہ ابتداء میں جلا وطنی اختیار کر لے اپنی قوم اور برادری سے منقطع ہو جائے تاکہ قرب خداوندی حاصل ہو اور اپنی خلوت در انجمن ہے کہ مجاز میں بھی اس کو حقیقت نظر آوے۔ کسی نے کسی کامل سے پوچھا کہ انہیں یہ مقام کس طرح حاصل ہوا انہوں نے

Marfat.com

فرمایا خلوت در انجمن ہے۔ (شیراں میسر بلاغت اور غضنفرانِ گوشہ فروغت)

از دروں شو آشنا و از بیروں بیگانہ وش

این چنین زیبا روش کم مے بود اندرِ جہاں

ترجمہ: اپنے باطن سے آشنائی اور ظاہر سے بیگانگی کی خواتنا خوبصورت طرزِ عمل دنیا میں ناپید ہے۔

لیکن خلوت در انجمن اس وقت کارگر ہے جب دل ذاکر ہو گیا ہو۔ اور ذکر میں اس قدر مشغول ہو جائے کہ ذکر سے ایک طرح کا لگاؤ حاصل ہو جائے۔ کسی قسم کا وہم خدشہ یا وسوسہ اس کو ذکر کرنے سے روک نہ سکے۔ چنانچہ اس مسلسل عمل سے اس کا ظاہر خلقت کے ساتھ ہو اور باطن میں وہ واصل باللہ ہو۔ مولانا جامیؒ فرماتے ہیں۔

دلم بتو مشغول نظر در چپ و راست

تا نہ گوئیند رقیباں کہ تو منظور منی

ترجمہ: اے میرے محبوب میں نے تجھے اپنے دل میں بٹھا رکھا ہے اور نگاہیں ادھر ادھر گھما رہا ہوں تاکہ رقیب تاڑ نہ جائیں کہ تو میرے دل میں جاگزیں ہے۔

حضرت علی ہجویریؒ نے کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ دنیاوی محبت اس وقت ہی ترک ہو سکتی ہے جب اللہ کے ساتھ الفت اور انس حاوی ہو جائے۔ پھر مخلوق میں رہ کر بھی وابستگی اِلٰی الحق رہتی ہے اور کچھ نقصان نہیں ہوتا اور اگر دنیاداری یا دنیاوی تعلقات سے انس پیدا ہو تو پھر اللہ کی محبت اس کے پاس نہیں گزر سکتی۔ اللہ کا فرمان ہے أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ. کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں۔

گلزار جلالی میں آیا ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تَفَقَّهُوا واعتزلو. یعنی دانائی اختیار کرو اور گوشہ نشین ہو جاؤ۔ چنانچہ اس حدیث شریف میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔ جب دل خیال یار کی جلوہ گاہ بن جائے اور خدا کی یاد جگہ پکڑ لے اس کی

Marfat.com

کیفیت بلندی اختیار کرلے اور دل میں اتنی پیوستہ ہو جائے کہ انجمن اور خلوت برابر ہو جائے تو پھر اس کو مخلوق کے ساتھ ملنا جلنا نقصان نہیں پہنچاتا۔

بحرالسعادت میں لکھا ہے کہ مخلص کے واسطے عزلت میں تین طریقے ہیں۔

اول یہ کہ دنیاداری میں دوسروں کے ساتھ لباس و خوراک کے معاملہ میں یکساں رہے۔اور باطن میں جادۂ سلوک کا مسافر گرم رو ہو جائے اور نبی کریم ﷺ کے طریقہ وعمل پر کاربند رہے اور اپنے باطن کو لوگوں کی نظروں میں نہ آنے دے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ خلقت کے درمیان بھی رہے مگر اپنے نفس کو مجاہدوں اور ریاضتوں کی بھٹی میں گداز کرتا رہے۔ مباح کام کرکے لوگوں کے دلوں میں اپنے لئے نفرت پیدا کرکے مخلوق سے بچتا رہے اور اپنے دل کو مشغولِ حق رکھے۔ تیسرے طریقہ میں عزلت ضروری اختیار رکھے مگر اس سے نہیں کہ لوگوں سے مکمل الگ ہو جائے۔ کیونکہ پھر مخلوق متوجہ ہو جاتی ہے اور اس طرح آدمی کی منزل کھوٹی ہو جاتی ہے اور ریاکاری کا خدشہ ہو جاتا ہے۔لوگوں میں بیٹھے اٹھے تمام امور میں شراکت کرے تاکہ مخلوق اس کی طرف متوجہ نہ ہو۔ مولانا جامیؒ سلسلہ الذہب میں فرماتے ہیں کہ گوشہ نشینی دو طرح کی ہوتی ہے ایک عزلت مریدان کی اور یہ صرف جسمانی ہوتی ہے کہ میل اور ربط ضبط مخلوق سے زیادہ نہ رکھے اور اپنے گھر میں ہی گوشہ گیر ہو جائے۔ فضول باتوں سے پرہیز کرے۔ لوگوں کی گفتگو میں حصہ دار نہ بنے۔ ان کے ساتھ اگر فائدہ دنیاوی حاصل ہو تو اس کو نقصان سمجھے اور اگر وہ بخل سے کام لیں تو اس کو اپنے لئے وسیلہ بخشش خیال کرے۔ اور دوسری عزلت شاہ سوارانِ راہِ سلوک ہے کہ دِل اندیشۂ سود و زیاں سے پاک ہو اور دنیاوی علائق سے بالکل بری ہو جائے۔

عزلت ہوش آنکہ غیر خدا ۔ در حریم دلت نیا بد جاء
درکنی اندک ایں پیشہ از ہمہ تاشوی یک اندیشہ

Marfat.com

چوں یک اندیشہ یکیت پیشہ بود — دولت گہہ گیت ہمیشہ بود
ہرچہ بندی تو بندگی گردد — بندگی جملہ زندگی گردد
بے نشان بندہ سوائے احدی — جاں فشاں زندۂ شوی ابدی
سررشتہ دولت اے برادر بکف آر — ویں عمر گرامی بخسارہ مگذار
دائم ہمہ جا باہمہ کس در ہمہ کار — میدار نہفتہ چشمِ دل جانب یار

ترجمہ: خدا کے سوا کسی سے کوئی ربط نہ رکھ تیرے دل کے حریمِ ناز میں کوئی غیر جگہ نہ پا سکے اگر تو ایسا کرلے تو تیرا دل ہر قسم کے اندیشوں سے پاک ہو جائے گا۔ اگر تو نے ایک واحد اللہ کے بارے میں یہ طریق اختیار کر لیا تو تیری زندگی سرتا پا بندگی میں ڈھل جائے گی جب تو دنیاوی علائق سے کنارہ کش ہو کر ایک ذات میں گم ہو جائے گا تو تجھے حیات ابدی حاصل ہوگی۔ لہٰذا عزلت نشینی کا پیشہ اختیار کرلے اور نقصان سے بچ جا۔ ہر وقت ہر جگہ ہر کام میں دل و نظر کو اپنے محبوبؐ کی جلوہ گاہ بنائے رکھ۔

(۳) خاموشی در سخن:

اس کے معنی شاید یہ ہوں کہ زبان کو فضول باتوں سے باز رکھا جائے اور دل کو اللہ کی یاد میں مشاغل رکھے۔ نفحات الانس میں لکھا ہے اِذَا سَکَتَ اللِّسَانُ عَنْ فُضُولُ الکلام نَطَقَ القَلْبُ مَعَ اللّٰہ سُبحَانِہٗ. جب زبان کلام فضول سے چپ ہوئی تو دل اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہو گیا۔ دوسرا یہ کہ دل وساوس شیطانی اور خیالاتِ نفسانی سے خالی ہو اور ذکرِ الٰہی سے لبریز ہو۔ مطلب یہ کہ دل خطرات سے بے فکر ہو کر مشاہدے میں مستغرق رہے۔ اور زبان مخلوقات سے ملاقات کے وقت گویا ہو۔

نفحات الانس میں ہے کہ خاموشی دو قسم پر مشتمل ہے ایک خاموشی یہ کہ گفتار ترک کرے دوسری خاموشی دل کی ہے کہ نفس کے شر سے محفوظ رہے۔ جس شخص کی زبان تو خاموش ہے مگر دل خاموش نہیں تو اس کے گناہ ہلکے ہیں۔ اور جو شخص زبان اور دل

Marfat.com

سے مکمل خاموش ہو اس پر اسرار الٰہی کھلتے اور آشکار ہوتے ہیں۔ انوار و تجلیات خدا تعالیٰ اس شخص کے قلب و روح پر وارد ہوتے ہیں۔ اور جس شخص کے دل اور زبان دونوں ہی مخلوقات میں الجھے ہوں وہ شخص شیطان کا وسیلہ ہے۔ ایک شخص ایسا بھی ہوتا ہے کہ دل تو خاموش ہے اور زبان سے کلام و گفتگو جاری رکھے تو مطلب یہ کہ یہ شخص مصلحتاً اور حکمت کے تحت ایسا کرتا ہے بظاہر تو لوگوں سے ہمکلام ہو مگر دل سے خاموشی اختیار کرلے تو پھر لوگوں سے گفتگو کرنا بھی اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور یہ طریقہ اللہ کی محبت اور یادالٰہی سے غافل نہیں کرتا۔

اور سب سے بلند درجہ یہ ہے کہ بظاہر تو لوگوں سے ہمکلام ہو مگر بباطن وہ اللہ کی طرف دھیان رکھے ہوئے ہو گویا وہ اللہ سے گفتگو کر رہا ہے۔ اور مخلوق سے گریزاں ہے۔

سید الطائفہ ابو القاسم جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ میں تیس برس سے اللہ سے ہمکلام ہوں اور مخلوق کو یہ خوش فہمی ہے کہ میں ان سے گفتگو کرتا ہوں۔ یعنی شیخ جنیدؒ عین محفل میں بھی لوگوں کے بجائے حق تعالیٰ سے باتیں کرتے ہیں اور بے شعور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ لوگوں سے باتیں کرتا ہے اور مخلوق سے مخاطب ہے بلکہ جنیدؒ درمیان میں ہوتے ہی نہیں تھے حق ہی حق تھا۔ وہی سنتا تھا وہی بولتا تھا۔

خودی گوید و از خودے شنود
از ما و شما بہانہ برساختہ است

ترجمہ: وہ خود ہی بولتے ہیں اور خود ہی سننے والے ہیں۔ ہم اور آپ تو محض ایک بہانہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

نظر بر قدم:

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو ہر جگہ حاضر و ناظر جانے اور سمجھے۔ ظاہر و

Marfat.com

باطن اوّل و آخر اس کو ہر مقام پر دیکھے اور اس طرف سے نظر نہ ہٹائے۔ کیونکہ نظر ہٹانے سے زبردست نقصان ہے سالک کا۔ اور اس کی رضا سے صرفِ نظر کرنا بہت گھاٹے کا سودا ہے۔

آمد سحر آں دلبر خونیں جگراں
گفت اے زتو بر خاطر من بار گراں
شرمت ناید کہ من با تو نگراں
باشم تو نہی چشم بسوئے دگراں

ترجمہ: اُس یارِ ستم گر نے مجھے صبح صبح آ کر کہا تو میرے دل پر بوجھ بن گیا ہے۔ تمہیں شرم نہیں آتی کہ میں تیرے پاس ہوں اور تو کسی اور کی طرف متوجہ ہے۔

چنانچہ مشاہدہ حق میں مستغرق رہے اور عجز و انکسار سے نظر جھکائے رکھے ادھر ادھر کی رنگینیوں میں نظر مصروف نہ ہو اور نہ غیر کی طرف دھیان دے۔

حضرت خواجہ حبیب عجمیؒ کی ایک کنیز تھی ایک دن آپ نے اس سے فرمایا اے مستورہ! یعنی اے چھپی ہوئی۔ کنیز نے کہا میں تو آپ کی کنیز ہوں مستورہ نہیں ہوں حضرت حبیبؒ عجمی نے فرمایا کہ تیس سال ہو گئے ہیں مجھے یہ جرأت نہیں ہوئی کہ میں اپنے قدم سے نگاہ اٹھاؤں اور ادھر اُدھر کروں اسی لئے میں نے تجھے نہیں پہچانا اس کا مطلب یہ ہے کہ قدم سے مراد ظاہری قدم ہے دوسرے معنی یہ ہیں کہ طریقت کے راستہ پر چلتے ہوئے قدم مضبوط اور مستحکم رہیں اور لغزش میں نہ آئیں اور باطنی طور پر قدم کی حفاظت کرے تاکہ قدم حق کے راستے پر چلتے ہوئے ڈگمگا نہ جائیں اور ان معنی کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کتاب رسائل و مکاتیب میں بالوضاحت بیان کیا ہے۔ کہ طریقہ سالکِ راہ سلوک کا یہ ہے کہ قاصد کی طرح احتیاط کرے کہ ہر قدم پر ہوشیار رہے اور اپنے راستہ پر نظر رکھے اور نگاہ کو قدم سے مربوط کرے کہ کہیں ایسی جگہ

Marfat.com

نہ گر پڑے کہ اس سے نکلنا محال ہو جائے۔

ایک معنی اس کے اور بھی ہیں کہ ہر قدم پر احتیاط اختیار کرے۔ یعنی کہ اگر اس راستے پر چلنے کا مدعا ہے تو پھر طریق کار بھی اس راستہ کے موافق اختیار کرنا ضروری ہے۔ دعویٰ کا حق ادا کرے شیخ نخشبیؒ نے سلکِ سلوک میں لکھا ہے کہ جو کام شروع کرے اس کے شایانِ شان عمل کرے۔ گفتگو اپنے حال کے موافق کرے اور لباس بھی اسی کے مطابق کرے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ویل " لِمَن لَبِسَ الصُّوفَ وَخَالَفَ قَوْلُهُ فِعْلَهُ. اس پر ہلاکت ہے جو لباس تو صوف کا پہنتا ہے اور اس کی گفتار کردار کے الٹ ہو پس کوئی لباس فاخرہ پہن کر درویشی اختیار کرے وہ تحسین کے لائق ہے مگر جو درویشی کا دعویٰ کر کے بھی شاہانہ طور اطوار اختیار کرے اس پر افسوس ہے۔

اصمعی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حج کے سفر کے دوران ایک آدمی کو میں نے آزردہ کر دیا۔ چنانچہ جب میں اپنی منزل مقصود تک پہنچا تو دیکھا کہ وہ شخص خانہ کعبہ کے ساتھ لپٹا ہوا اللہ سے دعا مانگ رہا ہے کہ اے اللہ اصمعی کو بخش دے اے اللہ اصمعی کو بخش دے۔ میں حیران ہوا اور میں نے اسے کہا کہ میں نے تجھے دکھ دیا ہے پھر میرے واسطے دعا کیوں مانگ رہا ہے وہ کہنے لگا کہ ہر شخص اپنی طبع موافق کام کرتا ہے تو نے وہ کیا جو تیری طبیعت کا تقاضہ تھا اور میں نے وہ کیا جو میرے طبع کے مطابق ہے۔ میرے والدین نے میرا نام محسن رکھا ہے اب یہ مناسب نہیں کہ میں اپنے نام کے خلاف چلوں۔

نخشبی ہم بنام غرّہ مشو
مگس نوش کار نیش کند
مردِ کامل کسے بود کہ بد ہر
کار در خود نام خویش کند

Marfat.com

ترجمہ: اے نخشبی اچھے نام پر غرور کرنا درست نہیں کیونکہ شہد کی مکھی شہد دیتی ہے تو کاٹ بھی لیتی ہے۔ مرد کامل وہی ہوتا ہے جو دنیا میں اپنے اچھے کاموں کے حوالہ سے معروف ہو۔

اس کے ایک اور معنی بھی ہیں یعنی جب عشق کے راستہ پر قدم رکھ لیا تو پھر نظر قدموں سے ادھر ادھر ہونی چاہئے اور نہ علائق دنیا کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہ چیزیں اللہ کے راستہ پر گامزن رہنے نہیں دیتیں۔ مشاہدات اور کرامات وغیرہ سالک کا راستہ کھوٹا کر دیتی ہیں۔ اہل نظر کا قول ہے کہ یہ راہ بڑی کٹھن اور آزمائش سے پر ہے اور کرامات وغیرہ اس راستہ کا سب سے بڑا فریب اور حجاب ہیں۔

بیت

ترا ہرچہ مشغول دارند دوست
گر انصاف پرسی دلا آرام اوست

ترجمہ: اگر انصاف سے پوچھے تو سچ بات یہ ہے کہ وہی تیرا خیر خواہ ہے جو تجھے ہر وقت دوست کی یاد دلاتا رہے۔ (متوجہ رکھے)

نفحات الانس میں ممشاد دنیوریؒ کے حوالے سے یہ بیان درج ہے کہ چالیس سال سے بہشت اپنے تمام متعلقات کے ساتھ میرے سامنے پیش کی جاتی ہے میں نے کن انکھیوں سے بھی اس طرف کبھی نہیں دیکھا۔ شیخ الاسلام نے فرمایا معرفت کی راہ میں کسی اور طرف دھیان دینا اس طرح کہ حق کی طرف سے ذرہ بھر غفلت ہو جائے یہ بھی شرک ہے اللہ تعالیٰ حضور اکرم ﷺ کے بارے فرماتے ہیں مازاغ البصر وما طغٰی یعنی حضور اکرم کی نظر ذرا بھی ادھر ادھر نہیں ہوتی۔ وقُلِ اللّٰہ ثُمَّ ذَرْھُم. کہہ اللہ اور پھر دل کو اس کی طرف متوجہ کر کے غیروں سے رُخ موڑ لو اور مخلوق سے ترک تعلق کرو۔ ایک اور معنی اس کے یہ ہیں کہ نظر قدم پر رکھو اور ہر قدم آگے کی طرف

Marfat.com

بڑھتے چلے جاؤ۔ ایک قدم بھی توقف کرنا تنزّل کا باعث بن سکتا ہے۔

شرح تعرّف میں ہے کہ راہِ سلوک اختیار کرنے کے بعد کوئی اور مشغولیت اختیار نہ کرے اگر اس راستہ کے علاوہ کسی اور طرف بھی دھیان رکھا تو پھر ایسی مصیبت نازل ہوتی کہ ایسی سزا زانیوں اور شرابیوں کو بھی نہیں ملتی۔ مولانا حسین احمد واعظ کاشفی نے رشحات میں درج کیا ہے کہ قدم پر نگاہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اِدھر اُدھر آتے جاتے اور دیگر معمولات کے دوران نظر ایسی جگہ نہ پڑ جائے جہاں دیکھنا سالک کیلئے منع ہو یا باعث خطرہ ہو۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سالک تیزی سے اپنی منزل کی طرف گامزن ہو اور نظر بہک جائے تو پھر اس راہ کی کمائی ضائع جانے کا خطرہ ہے کیونکہ یکسوئی اور ارتکاز توجہ ایسی راہ میں شرطِ اول ہے چنانچہ اپنے قدم سے آگے صرف اس جگہ پر نظر رہے جہاں قدم رکھنا ہے ابو محمد راویم قدس سرہٗ نے جو یہ فرمایا کہ ادب المسافر اَن لا یَتَجاوَزَ قَدَمه وہ اس کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت مولانا جامیؒ نے تحفۃ الابرار کے اندر حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی کی منقبت میں اس مضمون کو اس طرح بیان کیا ہے۔

کم زدہ بے ہمدی ہوش دم
ورنہ گزشتہ نظرش از قدم
بسکہ ز خود کردہ بسرعت سفر
باز نماندہ قدمش از نظر

ترجمہ: وہ ہر قدم پر پورے ہوش وحواس سے اپنے شیخ کے ہمقدم ہوتے ہیں اگر کبھی وہ تیزی میں قدم اٹھا بھی لیتے ہیں تو پھر بھی نظر اپنے پچھلے قدم پر ہی رہتی ہے۔ یعنی اپنے پیر کی متابعت قدم بہ قدم چلتے ہیں اور ذرا بھر عجلت نہیں کرتے۔

ایک معنی اس کے یہ ہیں ہر قدم اپنے شیخ کی پیروی میں رکھے اور اس کی

Marfat.com

متابعت سے ذرا بھر غفلت اختیار نہ کرے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:
اولئِکَ الذِین ہَداہُمُ اللّٰہُ فَبِھُدا ھم اقْتَدہ. یعنی یہ (پیغمبران گرامی قدر) وہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی چنانچہ ان کی ہدایت کی پیروی اختیار کر۔

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ شیخ کی پیروی سے سرمو انحراف بھی جائز نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو بھی حکم دیا کہ پہلے پیغمبروں کی متابعت اختیار کرو۔ صاحبِ تفسیر ویلمی نے اس آیت کی تفسیر وتشریح اس طرح کی ہے کہ سالک کا اس راہ میں قدم رکھنا یہ ہے کہ اس کا مطمع نظر اول وآخر اس کا شیخ اور مرشد ہو۔ اقوال وافعال اور دیگر معمولات میں ظاہری اور باطنی طور پر اپنے شیخ کو پیشِ نظر رکھے اس قدر پابندی رکھنے سے انشاء اللہ تعالیٰ اپنے شیخ کے مقام ومرتبہ تک پہنچے گا جب ایک کتا نیک لوگوں کی پیروی کرتا ہوا ان کے پیچھے چلتا ہے تو اس نتیجے میں بے بہا نعمتوں کے علاوہ صورتِ انسانی بھی اسے عطا ہوگی تو پھر انسان تو بدرجہ اولیٰ نوازا جاتا ہے۔

سگِ اصحاب کہف روزے چند
پئے نیکاں گرفت و مردم شد

ترجمہ: اصحاب کہف کی صحبت میں چند روز رہنے والا کتا بھی ان نیک لوگوں کی صف میں شامل ہو گیا۔

پیر ہری فرماتے ہیں کہ جب کتے کو فیض مل سکتا ہے اور پتھر کو دیدار عطا ہو سکتا ہے تو عبداللہ کو ناامید نہیں ہونا چاہئے۔ شیخ عبدالحق دہلویؒ رسائل ومکاتیب میں بیان کرتے ہیں کہ جو کوئی کسی کی پیروی کرتا ہے اسی منزل پر پہنچتا ہے جہاں وہ پہنچے۔ خواہ اس کا مقام بہت بلند اور اس کا درجہ کتنا ہی ممتاز ہو اور کوئی دوسرا بے شک اسی کے برابر کا نہ ہو وہ شخص یگانۂ روزگار ہی ہو۔ چنانچہ پیروکار کو بوجہ اس کی محبت وعقیدت اور خلوص و

Marfat.com

نیاز مندی کے اور اس کی متابعت میں ذرا بھی کوتاہی نہ کرنے کی وجہ سے اس مقام و مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے جس پر اس کا شیخ ہوتا ہے اور شیخ کا سینہ جن انوار و تجلیات کا مرکز ہوتا ہے مرید باصفا کا سینہ بھی کاشفِ اسرار و انوار ہو جاتا ہے اور یہ فیض اسے ظاہراً نہ سہی مگر باطناً اپنے مرشد سے ضرور حاصل ہوتا ہے۔ والسلام علٰی مَن اتبع الھُدیٰ.

(۵) ہوش در دم:

اس کے معنی یہ ہیں کہ سانس کی آمد و رفت میں یہ احتیاط ملحوظ رکھے کہ کوئی سانس اس کی یاد سے خالی نہ گزرے اور اسی پر ہمیشہ قائم رہے اور اس نسبت پر اس طرح کاربند رہے کہ ایک لحہ بھی غفلت نہ ہو۔ معمولات روزینہ ادا کرتے ہوئے کھاتے پیتے، سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے غرضیکہ جملہ حرکات و سکنات میں دھیان اسی طرف رہے۔ اور کوئی سانس بھی اس کی طرف سے توجہ نہ ہٹے۔

سر رشتہ دولت اے برادر بکف آر
ویں عمر گرامی بخسارت مگزار
دائم ہمہ جا باہمہ کس درہمہ کار
میدار نہفتہ چشمِ دل جانب یار

ترجمہ: اے دوست توجہ اِلیٰ اللہ کی دولت سمیٹ لے اور زندگی میں گھاٹے کا سودا نہ کر۔ اپنی دل و نگاہ کو ہر وقت ہر جگہ ہر کام میں اسی یار دلنواز کی طرف رکھ۔

اور اسی طرف مولانا جامیؒ نے بھی اشارہ کیا ہے سلسلۃ الذہب میں ہے۔

سر مقصود را مراقبہ کنی — نقد اوقات را محاسبہ کنی
باش در ہر نفس ز اہل شعور — کہ بغفلت گزشت یا بحضور
در ہمہ شغل باش واقفِ دل — تانگردد زشغل دلِ غافل
بکسلی خویش از ہوا و ہوس — روئے او درخدا داری و بس

Marfat.com

ترجمہ: گوہر مقصود حاصل کرنے کیلئے اپنی ذات کا محاسبہ ضروری ہے اور اپنی ذات کا محاسبہ کرنے کیلئے خود سے واقف ہونا ضروری ہے اور یہ مقصد مراقبہ سے حاصل ہوتا ہے ہر لمحہ اور ہر جگہ اپنے دل کی طرف متوجہ رہو۔ تاکہ دل یادِ الٰہی سے غافل نہ ہو۔ خود کو ہر قسم کے ہوا و ہوس سے منقطع کر لے اور پوری توجہ اور یقین سے اللہ کی طرف دھیان دینا ضروری ہے۔

شیخ عمادالدین شرح لوائح میں کہتے ہیں کہ بعض نے کہا ہے کہ ہر کام کی بنیاد نفس پر مشتمل ہے یعنی پاس انفاس ایسا شغلِ تصوّف ہے کہ جس کو یہ عطا ہو گیا وہ گوہر تابندہ ہو گیا اگر اس نے اس میں غفلت کر لی اور اس کو کھو دیا تو پھر حیاتِ ابدی میں بھی اس کو پا نہیں سکتا۔ عزیـم لا یُفضِے دینہٗ کا اشارہ اس صاحبِ نفس کی طرف نہیں بلکہ اہلِ طریقت کے نزدیک جو شخص پاس انفاس کی نعمت پا گیا وہی کامیاب و کامران ہے۔

اے دوست! اگر فنائے خود میخواہی
اینست نجاتِ نفس اگر آگاہی
دل حاضر، یار دار و یک چشم زدن
غافل مشواز رابطہ آگاہی

ترجمہ: اے دوست! اگر تو محبوب کی محبت میں فنا ہونا چاہتا ہے تو یہ اس وقت ممکن ہے جب تو نفس کے تقاضوں سے نجات پا لے دل کو اپنے محبوب کی طرف ہمہ وقت لگا لے اور ایک لمحہ بھی اس کی طرف سے غافل نہ ہو پھر تجھے دوست سے آشنائی کی متاعِ بے بہا نصیب ہو گی۔

مولانا علی بن عین احمد واعظ کاشفی رشحات میں رقم طراز ہیں کہ مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامیؒ آخر شرح رباعیات میں روایت کرتے ہیں کہ شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہٗ فواتح الجمل میں فرماتے ہیں کہ نفوسِ حیوانات میں جو ذکر جاری ہوتا

Marfat.com

ہے وہ انفاس ضرور یہ سے متعلق ہیں کیونکہ سانسوں کی آمد و رفت میں جو غیبی اشارہ حق ہو کہ طرف ہے وہ ارادہ پر مشتمل نہیں۔ اور جو حروف اللہ کے ہیں اس میں الف اور لام مَعرف ہیں اور لام تشدید مبالغہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ لہٰذا طالب کو چاہئے کہ پوری احتیاط اور ہوشمندی سے سانس پر نگاہ رکھے اور ان حروف کی ادائیگی کے وقت ذات حق سبحانہٗ کی طرف توجہ مرکوز ہوتا کہ الفاظ کی ادائیگی کے ساتھ حضورِ حق کی نسبت قائم ہونے میں رکاوٹ واقع نہ ہو۔ مسلسل نگہداشت اور احتیاط سے اتنی مہارت ہو جاتی ہے کہ پھر بے ارادہ بھی یہ پاس انفاس کی نسبت جاری رہتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض اگر اس کی طرف سے قصداً دھیان ہٹانا بھی چاہیں تو کامیاب نہ ہوں۔

گلزار جلالی اور مقصود الطالبین میں رقم ہے کہ اللہ کے ذکر کا توحق دائمی ہے کیونکہ قرآن کی نصِ صریحہ سے ثابت ہے اور احادیث میں بھی ہے اور یہ فرض اس وقت تک کماحقہ ادا نہیں ہوسکتا جب تک سانسوں پر نگرانی قائم نہ ہو اور ذکر دوام اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک پاس انفاس پر مہارت حاصل نہ کی جائے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ سانس چونکہ سارے جسم کے اعضاء جوارح میں سیر کرتی ہے لہٰذا اگر سانس کے ساتھ ذکر بھی شامل ہو تو ذکر سارے جسم میں سرایت کر جائے گا تو ذکر کا فیضان دل و دماغ اور قلب و روح کے ساتھ تمام اعضائے بدنی میں اپنا اثر چھوڑے گا۔ ایسی حالت کے تسلسل سے دل بیدار ہو جاتا ہے اور دل بیدار پھر مرکزِ انوار و تجلیات ہو جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو سانس غفلت میں آیا وہ مردہ ہے اور ظلمت غفلت کے پردے سے نکلتی ہے۔ جب متواتر غفلت ہوگی تو دل تاریک ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے غافلوں کے بارے قرآن مجید میں سخت وعید فرمائی ہے۔

**وَلَقَدْ زرانا لجهنمْ كثيراً من الجن و الانسِ لَهُم قلوب لا يفقهون بِها وَلَهُم اَعْيُن" لا يُبصرُون بِها وَلَهم اَذان" لا يَسْمَعون بِها اولِئك**

Marfat.com

كالانعَامِ بَل هُمْ اَضَلُّ اولٰئِكَ هُمُ الغَافِلُوْن.

ترجمہ: انسانوں اور جنوں کی ایک کثیر تعداد جہنم میں ڈالی جائے گی کیونکہ ان کے دل عقل وشعور سے کام نہیں لیتے۔ نہ وہ غور کرتے ہیں نہ درست طور پر دیکھتے ہیں۔ اور ان کے کان بہرے ہیں وہ مویشیوں اور جانوروں کی طرح ہیں بلکہ اس سے بھی بدتر حالت میں ہیں۔

چوپائے اور جانور شریعت کے مکلّف نہیں ہیں۔ اس لئے ان پر کچھ اعتراض وارد نہیں ہوسکتا۔ دل بیدار کی دولت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب پاس انفاس کے شغل کو ہمیشہ جاری رکھے حتیٰ کہ عادتِ ثانیہ بن کر طبیعت میں سرایت کر جائے اور بصارت وسماعت کا حصہ بن جائے اس طرح دل میں یہ عادت زندہ ہوکر جو ہر دل سے متصف ہو جاتی ہے اور حضوری کی مہارت حاصل ہوجاتی ہے۔ دل جب زندہ ہو جائے تو توحید ورسالت کے تمام مصائب اور خطرات ختم ہونے لگتے ہیں۔ آخری وقت جب ملک الموت عزرائیلؑ کی صورت نظر آتی ہے تو موت و سکرات کے شدائد ضرور ظاہر ہوتے ہیں۔ تحصیل علم کے تمام دلائل و براہین اس وقت فراموش ہوجاتے ہیں اور کوئی بھی تدبیر ان شدائد سے نجات نہیں دلاسکتی لیکن اگر پاس انفاس کے جوہر ذکر سے آدمی فیض یاب ہوتو پھر یہی ذکر حق آگے بڑھ کر دستگیری کرتا ہے اور اگر حضوری کا ملکہ بھی ہوتو پھر قبضِ روح کے وقت تجلیّات وانوارِ الٰہی کی وجہ سے آدمی کو پتہ بھی نہیں چلتا۔

ذَالِکَ فَضلُ اللّٰه یوتیه مَن یشاءُ

بعض عارفوں کا کہنا ہے کہ اگر موت کے وقت شدائد ومصائب کی وجہ سے جمعیتِ خاطر میں فرق آجائے یا قوتِ یادداشت کمزور ہوکر حاضری میں فرق پڑ جائے توروح کی پرواز کر جانے کے بعد یہ حالت پھر عود کر آتی ہے لہٰذا اس شغل میں اس قدر

Marfat.com

مہارت تامہ حاصل کرنی چاہئے تا کہ دل زندہ کی حاجت برقرار رہے اللہ تعالیٰ مومنوں کو اس نعمت و رحمت سے فیض یاب کرے آمین۔ (شرح مشکوٰۃ از شیخ عبد الحق دہلوی)

زہر نوشی سے مراد یہ ہے کہ سالک کو جو شدائد و مصائب راہِ سلوک میں پیش آئیں ان پر صبر کرے اور جو آزمائش اور پریشانیاں درپیش آئیں ان کو تحمل اور بردباری سے راضی برضائے حق ہو کر برداشت کرے اور حرف شکایت زباں پر نہ لائے اور اسی نعمتِ عظمیٰ کے حصول کی دُھن میں لگا رہے۔ حجتہ الاسلام امام غزالیؒ منہاج العابدین میں فرماتے ہیں کہ صبر ایک تلخ مشروب ہے اور کڑوی دوا کی مانند ہے اور نفس کو کڑے مجاہدوں میں ڈال دیتا ہے مگر اس راہ حق میں جو نفع اس سے حاصل ہوتا ہے اور برائیوں سے بچاتا ہے وہ روحانی ترقیوں کیلئے بہت کارآمد ہے۔ سالکِ دانش مند کو چاہئے کہ وہ ان کڑوے گھونٹوں سے دل برداشتہ نہ ہو اور اس سے کراہیت اختیار نہ کرے کیونکہ اس کی ایک لمحہ کی تلخی ایک سالہ راحت سے زیادہ قوی ہے۔ واضح ہو کہ صبر کے چار درجے ہیں۔

١...... اوّل یہ کہ طاعت و فرماں برداری پر صبر اور حوصلہ سے استقامت اختیار کرے۔

٢...... دوم۔ دنیاوی کشش اور فضولیات سے کنارہ کشی صبر کے ساتھ کرے۔

٣...... سوم۔ اس راہ میں درپیش سختی اور محنت اور مشکلات پر صبر کرے۔

٤...... چہارم۔ مصائب و آلام، آزمائشوں اور بلاؤں کے نزول پر صبر کرے۔

اگر صبر کا کڑوا جام ان مواقع پر نوشِ جاں کر لیا جائے تو اس کو طاعت پر استقامت اور خیر کثیر حاصل ہوتا ہے۔ وہ معاصی سے بچ جاتا ہے دنیاوی بلائیں اور عذاب آخرت سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

گلزار جلالی کے مصنف پر اللہ اپنی رحمت نازل فرمائے۔ کہتے ہیں کہ صبر کا مطلب یہ ہے کہ رنج و مصیبت میں حظِ نفسی سے کنارہ کشی کرے پھر نفس کو ترغیباتِ دنیا

Marfat.com

سے بچانا اور اپنی تمام آرزوؤں اور امنگوں سے دستبردار ہو جانا۔ دل کو پاکیزگی نفس کے ساتھ اس راہ پر گامزن رکھے۔

جامع العلوم میں آیا ہے کہ مخدوم جہانیاںؒ نے فرمایا کہ صبر کے تین درجے ہیں اول یہ کہ صبر نفس پر جبر کرنے کا اور یہ جبر خوشی خوش دلی اور فراغ قلبی سے برداشت کرے۔ دوسرا یہ کہ تلخیوں کو اس طرح برداشت کرے کہ چہرے پر بھی ناگواری کا تاثر ظاہر نہ ہو اور تیسرا صبر کا درجہ اخص الخاص یہ ہے کہ مصائب و آلام کو خندہ روئی سے برداشت کرے۔ جس طرح حضرت ایوب علیہ السّلام نے کیا کہ ان کے زخموں سے ایک کیڑا زمین پر گر گیا آپ نے اسے اٹھا کر پھر اپنے زخم پر رکھ دیا۔

واضح ہو کہ زہر نوشی سے مراد ظاہراً تو صبرِ خاص ہے کہ صبر مجبوری کی وجہ سے نہ ہو کہ برضا و رغبت ہو اور صبر سے لذت حاصل کرے اور چہرے پر بھی ناگواری ظاہر نہ ہو مکتوبات میں آیا ہے کہ ایک دفعہ شیخ شبلیؒ سے ایک درویش نے کہا کہ **لیس بصادقٍ فی حُبّہ مَن لم یصبر علی ضربہ.** وہ شخص دوستی اور محبت میں مخلص نہیں ہے جو دوست کی جفا کاری پر صبر نہ کرے۔ ایک درویش نے نعرہ بلند کیا کہ اس شخص نے زبردست خطا کی جس نے اپنے دوست کی ضرب سے منہ بگاڑا اور اس کو برداشت نہ کیا۔ **لیس بصادق من لم یتلذّذُ بضربہ.** جسے محبوب کی ضرب سے لذت نہ ملے وہ محبت میں سچا نہیں ہے۔

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
اگر ستم نہ ہو تو محبت کا مزا ہی نہیں

د برسر قتل و من درو حیرانم — کاں راندن تیغش چہ نکومی آئد
محبّ در جمال محبوب مست بود — و از خود نیست و بد و ہست بود

ترجمہ: میرا محبوب برسرِ عام مجھے قتل کرتا ہے اور میں حیران رہ جاتا ہوں مگر میں چونکہ

Marfat.com

اس کے ستم سے لذت اندوز ہوتا ہوں لہٰذا میں اس کے اس عمل میں رکاوٹ نہیں بننا چاہتا۔ عاشق خود اپنے محبوب کا جمال پروردہ ہوتا ہے اس کے جمال میں مست ہوتا ہے اور یہ مستی اس کی اپنی پیدا کردہ نہیں ہوتی محبوب کی ادائیں اُسے مست اور بے خود کردیتی ہیں۔

ایسے موقع پر دوست کی طرف سے ظلم وستم اور سختیاں لذیذ ہوتی ہیں۔ حضرت رابعہ بصریہؒ کے بارے کہا جاتا کہ جس دن کوئی بلا یا مصیبت نازل نہ ہوتی مناجات کرتیں الٰہی مجھ کو روٹی اور نانِ خورش عطا فرما۔ اے صوفی! دستار بند اور جبہ پوش دیکھ توکّل اور استغنا اس اللہ کی ولیہ کا۔ اللہ تعالیٰ معاملہ دیکھتے ہیں نہ کہ صورت۔ زہر نوشی اور منہ پر نا گواری کا شائبہ تک نہ ہو اس کا مطلب یہ ہے مصائب وآلام دوستی کی دلیل ہے شرح تعریف میں لکھتے ہیں کہ محبت کی غذا بلا اور مصیبت ہے اگر دوست ستم نہ ڈھائے تو اس کا مطلب ہے کہ دوستی نہیں رہی اخلاص میں فرق آگیا چاہت بدل گئی۔ قاعدہ یہ ہے کہ تمام چیزیں راحت اور سکون سے فروغ پاتی اور بقا حاصل کرتی ہیں۔ اور بلاؤں سے نیست ونابود ہوجاتی ہیں۔ مگر محبت بلا اور شدائد کے ساتھ نشوونما پاتی ہے اور راحت محسوس کرتی ہے اگر محبت کو تسکین اور وصال نصیب ہوجائے تو محبت روبہ زوال ہوجاتی ہے جس طرح عاشق کو محبوب کے بغیر قرار نہیں اسی طرح عشق کی زندگی اور اس کے مرض کا علاج بھی سختی اور بلاؤں میں ہے۔

## شعر

درد تو دوا شدہ ست مارا　　　خاک تو ضیاء شدہ ست مارا

ترجمہ: اے محبوب! اب تو تیرا درد ہی میرا مداوا اور علاج بن کر رہ گیا ہے تیری محبت ہی میرے جادۂ زیست پر روشنی بن کر بکھر گئی ہے۔

جس کسی نے نعمت کے ساتھ آرام اور سکون پایا اس نے دوست کھو دیا اور

Marfat.com

جس نے آزمائشوں اور تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اسے دوست کی محبت اور التفات میسر آ گیا۔

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است — زیرِ آں گنج کرم بنہادہ است
گر شراب لطف خواہی مدام — قطع کن وادیٔ قہراو تمام
زانکہ تا ایں نبودت آں نبودت — بے بلاؤ درد درماں نبودت

ترجمہ: راہ عشق کے مسافروں کے سامنے بلائیں اور مصائب آبادی کرتے ہیں لیکن وہ اسے اپنے محبوب کرم سمجھ کر سرگرمِ سفر رہتے ہیں۔ اگر اس محبوب کے جمال کے نظارے ہمیشہ کیلئے لوٹنا چاہتے ہو تو شدائد سے بے نیاز ہو جاؤ اگر ایسا نہیں کر سکتے تو پھر تم اس محبوب کے سرمدی سکون سے ہمکنار نہیں ہو سکتے۔

## بیت

اے دل چواز دست ہر بلاؤ ہر غم — غمہا است فرحت بلیّات نعم
در صورت رنج و درد خیر است شفا — در مشکل جفاؤ جور لطف است

ترجمہ: اے دل محبوب کی طرف سے ملنے والی تکلیفوں سے دل میلا نہ کر کہ یہی درد و غم تمہارے لئے راحت کا سامان بن جائیں گے اور جلوہ گاہِ حسن میں تیری پذیرائی ہو جائے گی۔

ہو سکتا ہے کہ زہر نوشی کا مطلب غصہ پینا اور تحمل سے کام لینا ہو چنانچہ کمینوں اور سفہا سے ملنے والی تکالیف کو برداشت کرے بردباری سے کام لے اور مخلوقِ خدا سے پہنچنے والے رنج سے درگزر کرے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکام اخلاق کا اعلیٰ اور حسین نمونہ فرمایا اور ادفع بالّتِی ھِیَ اَحْسَن. یعنی بدی کو حسنِ اخلاق سے دفع کریں۔ یعنی اپنی صفتِ رحیمی اور عفو و درگزر سے مجرمان کے ساتھ پیش آئیں۔ اسی طرح کہ دین اس میں حارج نہ ہو۔ جاہلوں کے طرزِ عمل کو اپنے علم کے ساتھ اور غیظ و

Marfat.com

غضب کو حلم کے ساتھ رفع کیجئے۔ اور ان کی غلطیوں کو بخشش اور عفو سے دور کریں۔ اور لغویات کی طرف عدم توجہ رکھیں۔ وما یُلَقّٰھَا الا الذین صَبَرو اوما یُلقّھا اِلّا ذو حظٍ عظیم. ہم بدی کے مقابلہ میں نیکی کی قوت ان لوگوں کو دیتے ہیں جو صبر کرنے والے ہیں اور صاحب نصیب آدمی کو استعداد و صلاحیت سے نوازتے ہیں کہ وہ اپنے اخلاقِ اعلیٰ سے نیکی اور شر کا مقابلہ کرے۔ اور کہتے ہیں کہ حظِ عظیم فردوس بریں ہے یہ سب کچھ تفسیر حسینی سے نقل کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں کو بُرے لوگوں کے مقابلہ میں اپنا محبوب بنایا ہے اور آیت کریمہ میں فرمایا: و الکاظمین الغیظ و العافین عن الناس و اللّٰہ یحب المحسنین. غصہ پی جانے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں کو اپنا دوست رکھتا ہے۔

خشم خوردن پیشہ ہر سرور راست　　تلخ باشد و زشکر شیریں تراست

بدی را بدی سہل باشد جزا　　اگر مردی احسن اِلٰی مَن اساء

ترجمہ: غصہ پی جانے والے کو اللہ تعالیٰ پسند فرما کر اعلیٰ درجے عطا کرتا ہے غصہ اگرچہ بہت تلخ ہوتا ہے مگر اس کے گھونٹ حلق سے اتار لینے والے کیلئے شہد سے شیریں تر انعامات ملتے ہیں۔ بدی کا بدلہ بدی سے دینا آسان اور سہل ہے لیکن اگر تو مرد ہے تو بدی کے بدلے نیکی کی خو اختیار کرتے ہیں۔

تفسیر حسینی میں اذا خاطبَھُم الجاھلون قالوا. سلاماً کے معنی یہ ہیں کہ کمینوں اور جاہلوں کی گفتگو کے مقابلہ میں تحمل سے کام لے کر کہا جائے کہ بھئی آپ کو سلام ہے۔ جیسا کہ روزمرہ اور محاورہ بھی ہے کہ جب کسی صاحبِ عقل کو کسی جاہل سے واسطہ پڑے تو وہ کہہ دیتا ہے کہ تجھے میں سلام کرتا ہوں مجھے معاف رکھیں۔ ان سے بحث اور مجادلہ بھی جہالت ہے اس لئے نیکوکاروں اور اہلِ علم و دانش کیلئے یہ بات پسند نہ کی گئی کہ وہ جاہلوں کے برابر ہو کر بحث و تکرار کریں۔ مولانا رومی فرماتے ہیں۔

Marfat.com

اگر گوئیند ز راقی و زسالوس بگو ہستم دو صد چنداں و می رو
و گراز خشم دشنامے دہندت دعا کن خوش دل و خنداں و می رو

ترجمہ: اگر جادۂ عشق کے مسافر کو کمینے لوگ جھوٹا، مکار اور دھوکہ باز بھی کہیں یہ کہہ کر راہِ حق کا مسافر اپنی جان چھڑا لے کہ اے شخص میں تو اس سے بھی کئی گناہ زیادہ بُرا ہوں۔ اور اگر کوئی جاہل تمہیں گالی دیتا ہے واس کیلئے دعا کر اور مسکراتا ہوا اپنی راہ لے۔

بحر السعادت میں درج ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا ایک غلام گرم شوربے کا ایک پیالہ آپ کے سامنے رکھنے لگا تو اس کا پاؤں پھسل گیا اور وہ گر گیا۔ شوربہ حضرت امام کے کپڑوں پر گرا اور پیالہ بھی ٹوٹ گیا تو انہوں نے غلام کو ناراض نظروں سے گھورا تو غلام نے آیت قرآنی **و الکاظمین الغیظ**...... والی پڑھی تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا جا میں نے تجھے آزاد کیا غلام نے عرض کی **و اللّٰہ یحب المحسنین** تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اسے کچھ نقدی بھی عنایت فرما دی۔

مفتاح الجنان میں یہ روایت درج ہے کہ میمون بن مہران کی ایک باندی کے ہاتھ سے ایک پیالہ ٹوٹ گیا انہوں نے ناراض نظروں سے دیکھا تو باندی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں غصہ پی جانے والوں اور معاف کرنے والوں کو اپنا دوست کہا ہے۔ میمون نے کہا کہ میں نے غصہ ترک کیا اس نے کہا اللہ معاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے میمون نے کہا میں نے تجھے معاف کیا۔ کنیز نے کہا اللہ احسان کرنے والوں کو بھی پسند کرتا ہے میمون نے کہا جا میں نے تجھے آزاد کیا۔

عین العلم میں ہے کہ غصہ ایمان کو اس طرح تباہ کرتا ہے جس طرح شہد کو حنظل (تُمّہ) تباہ کر دیتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو اپنے غصے کو روک لے اللہ اس سے اپنا عذاب روک لیتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ عفو درگزر کرنے والا قائم اللیل روزہ دار کے مرتبہ کا حامل ہو جاتا ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ غصہ ایک آگ

Marfat.com

ہے دل میں لگنے والی۔ غصہ میں آنکھیں لال انگارہ ہو جاتی ہیں رگیں تن جاتی ہیں اور اس کا علاج تعوذ پڑھنا ہی یعنی اللہ سے پناہ مانگنا وضو کرنا۔ بیٹھ جانا اگر کھڑا ہو تو لیٹ جانا لیٹا ہو تو کروٹ لینا۔ بیٹھا ہو تو لیٹ کر رخسار زمین پر لگا دینا ان سب سے غصہ فرو ہو جاتا ہے اور غصہ ترک کرنا مردانگی کی دلیل ہے۔ **اللھم اعوذبک مِن الغضبِ والذّمائم کلھا.**

(۷) پردہ پوشی:

یعنی لوگوں کے عیوب پر پردہ پوشی اور لوگوں کی غلطیوں اور گناہوں کو افشاء کرنے سے باز رہنا۔ بلکہ گنہگاروں کے اعمال پر پردہ پوشی اختیار کرنا اور یہ معنی پہلے سے زیادہ بہتر ہیں۔ چنانچہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ پردہ پوشی کے بھی تین درجے ہیں۔

(۱) کسی کی عیب جوئی نہ کرنا۔ (۲) اگر کسی کا عیب معلوم ہو جائے تو اس کو ظاہر بھی نہ کرنا اور بیان کرنے والے کو بھی روکنا۔ (۳) اگر کسی کا عیب ظاہر ہو جائے تو اس کا پردہ پوشی کرنا اور مجرم کو اس سے بری الذمہ کرنے کی کوشش کرنا۔ اور یہ بات پہلی دونوں باتوں سے اولیٰ تر ہے اور پردہ پوشی کے لفظ میں یہی راز مضمر ہے۔

تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ حضرت جنید بغدادی کے گھر ایک رات چور آ گیا وہاں اسے صرف ایک قمیض نظر آئی جسے وہ اٹھا کر لے گیا۔ دوسرے دن آپ بازار گئے تو ایک دلال کے ہاتھ میں اپنی قمیض دیکھ لی جو وہ بیچ رہا تھا۔ خریدنے والے نے اسے کہا کہ وہ کوئی گواہ لائے جو گواہی دے کہ یہ پیراہن تیرا ہے پھر میں اسے خریدلوں گا۔ آپ نے اس کے قریب جا کر کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ پیراہن اسی کا ہے۔ اگرچہ بعض لوگوں کے دل میں یہ خیال آئے گا کہ اتنے بڑے ولی اللہ اور بزرگ نے اس قسم کا صاف جھوٹ کیوں بولا۔ چنانچہ یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ انہیں بھی اپنے جھوٹ کا علم ہو گا جس کا دفیعہ کا انہوں نے ضرور کوئی طریقہ اختیار کیا ہو گا۔ (حضرت

Marfat.com

نے گواہی دینے سے پہلے دل میں پیراہن سے دستبرداری اختیار کر اسے بخش دی تھی اس لئے یہ جھوٹی گواہی نہ تھی۔ معینی)

تذکرہ میں یہ بھی روایت ہے کہ حضرت حاتم اصمؒ کے پاس ایک عورت مسئلہ پوچھنے آئی اس سے اخراج ریاح بالجہر ہوگیا۔ آپ نے اس عورت سے کہا کہ وہ بلند آواز سے بات کرے اور یوں ظاہر کیا۔ گویا وہ بہرے ہیں۔ اس بڑھیا نے بلند آواز سے بات کی تو آپ نے مزید بلند آواز میں بولنے کو کہا وہ عورت چیخ کر بولی۔ پہلے وہ شرمندہ ہو رہی تھی کہ اللہ کا یہ بزرگ میرے بارے، میں کیا کہے گا۔ حضرت اسے شرمندگی سے بچانے کی خاطر بہرے کا روپ دھارا اور پندرہ سال تک بہرے بنے رہے تا کہ اسے کوئی یہ نہ کہے کہ وہ تو بہرے نہیں تھے اور وہ شرمندہ ہو۔ چنانچہ اس بڑھیا کی وفات کے بعد آپ نے معمولی کی زندگی گزاری۔ اسی لئے ان کا لقب ہی اصم یعنی بہرا پڑ گیا۔

## ایک عجیب واقعہ:

ایک اور حکایت اس سے بھی عجیب تر ہے۔ رسالہ علیا فی احادیثِ نبویہ میں ہے کہ خیر النساج ایک دفعہ ایک بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک پیراہن ساز (خزباف) نے انہیں دیکھا تو انہیں پکڑ لیا۔ آپ کی شکل اس کے ایک بھاگے ہوئے غلام سے ملتی تھی۔ اس نے انہیں اپنا معزز غلام سمجھ کر پکڑا اور اپنے ساتھ لے آیا طرح طرح کی جھڑکیاں دیتا رہا اور کہا تو کیوں بھاگ گیا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے شرم محسوس ہوئی کہ اس کے گمان سے خلاف کہوں اور اس کی غلط فہمی ظاہر کر کے شرمندہ کروں۔ لہٰذا ایک عرصہ تک اس کے ہاں کام کرتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد اس کا غلام اسے مل گیا تو پھر اسے معلوم ہوا کہ اس نے اللہ کے ایک درویش کو غلط فہمی میں قید رکھا وہ آپ کے قدموں میں گر کر معافی مانگنے لگا اور کہنے لگا حضرت میں نے تو خطا کی تھی مگر آپ نے چشم پوشی کیوں کی؟ آپ نے فرمایا، کہ بھئی یہ بات جوانمردی کے خلاف ہے

Marfat.com

میں نے مروّت میں ایسا کیا اور صحیح کیا ہے کیونکہ کسی کا عیب ظاہر کرنا درویش کو زیب نہیں دیتا۔ چنانچہ میں نے تجھ کو معاف کر دیا تو بھی مجھے کھلایا پلایا معاف کر۔

اس واقعہ سے یہ سبق ملا کہ بزرگانِ راہِ سلوک نے کیسی کیسی تکالیف برداشت کیں اور کتنے دکھ اٹھائے مگر کسی کا عیب ظاہر نہیں کیا اور پردہ پوشی کی۔ پردہ پوشی ایک عظیم صفت ہے یہ ایسی صفت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایسے پردہ پوش بندوں کی تعریف کی ہے۔

وإذا مَرُّوا باللَّغوِ مَرُّوا كرَامًا. ''یعنی اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جب کسی ناپسندیدہ چیز کو دیکھتے ہیں تو نہایت بربادی اور وقار سے گزر جاتے ہیں''۔

اور جو شخص لوگوں کی سختیاں اور زیادتیاں برداشت کرے اور معاف کر دے اور گنہگاروں کی خطاؤں سے چشم پوشی کرے وہ خدا کی صفات ستاری، غفاری اور رحیمی کا اظہار ہے شیخ عبدالحقؒ نے شرح اسماء حسنیٰ میں ایک حدیث بیان کی ہے۔

تَخَلَّقُوا بِاَخلاقِ اللهِ. یعنی اللہ کی صفات سے متصف ہو کر اللہ کی سنت ادا کرو اور جس کے اخلاق اللہ کے اخلاق کا عکس بن جائیں۔ اور انسان انہی صفاتِ عالیہ کا مظاہرہ کرے جو رب کریم کی ہی ہیں۔ تو وہ آخرت کے ہر قسم کے عذاب سے نجات پائے گا۔ دوزخ کی آگ سے اور ہجر اور جدائی کے صدموں سے بھی بچا رہے گا۔

اَللّٰهُمَّ وَفِقْنَا بالتَّخَلُّقِ. اے اللہ! ہمیں اپنی صفاتِ عالیہ کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرما۔

**شرائطِ سلسلہ:**

واضح ہو کہ جو مخلصین سلسلہ عالیہ اویسیہ سے اعتقاد اور محبت رکھتے ہیں اگر وہ سلسلہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں یا نسبت قائم کرنا چاہتے ہوں تو وہ ان ساتوں اعمال پر پوری طرح عمل پیرا ہوں وہ ان تمام اعمال و معانی کو دل پر نقش کر لیں اور ان صفات سے خود کو متصف کریں اور ان تمام صفات کو اپنے معمولات میں شامل کریں۔ تاکہ

Marfat.com

سلسلہ کے بزرگان عظام کی متابعت کا شرف انہیں حاصل ہو۔ اور اس کی برکت سے روزِ محشر وہ اس گروہ میں شامل ہونے کی سند حاصل کر سکیں۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا.

اور صرف یہاں الفاظ پر ہی اکتفا نہ کرے کہ میں سلسلہ میں داخل ہوں اور مخلص ہوں۔ کیونکہ جوہری کے نزدیک وہی موتی قبولیت کی دلیل پائے گا جس کی ظاہری چمک کے ساتھ وہ اصلی بھی ہو۔ ظاہری چمک کسی نقلی موتی کو اصل کا مقام نہیں دلا سکتی۔ لہٰذا محض گفتار کا غازی مقبول نہیں بلکہ یہاں تو کردار کے غازی ہی بارگاہِ قبولیت میں شرف حاصل کر سکتے ہیں۔

کارکن کار بگزر از گفتار  که دریں راه کار دارد کار

یعنی اس راستہ پر چلنے والے کو صرف باتوں سے منزل نہیں ملتی بلکہ مسلسل عمل سے منزلیں آسان ہوتی ہیں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ قَوْلٍ بِلَا عَمَلٍ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی.

یاد رکھنا چاہیئے کہ من جملہ دیگر دعاؤں کے ایک دعا حضرت خواجہ اویس قرنیؓ کی ہے۔ جس کو دعائے مغنی کہتے ہیں۔ یہ دعا اپنے پڑھنے والوں کو تونگر اور ضروریات سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ تمام حاجاتِ دنیاوی واخروی میں اس دعا سے آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ دعا مشہور ہے اور بڑی متبرک ہے اس میں عجز وانکسار کے ساتھ مناجات کا اظہار ہے اور آخر پر سیّد کائناتِ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھی ہے۔ یہ دعا تمام دعاؤں سے منفرد ہے ایسی دعائے خاص سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنیؓ نے قصداً یہ دعا اس لئے فرمائی کہ بارگاہِ ایزدی میں حضور کریم ﷺ کا وسیلۂ جلیلہ پکڑا تاکہ اللہ رب العزت کے حضور قبولیت کا شرف حاصل ہو۔ اس دعا میں جو الفاظ الحاح وزاری پر مشتمل ہیں ان سے رقتِ قلب پیدا ہوتی ہے۔

Marfat.com

**قبولیتِ دعا کی شرائط:**

حصن حصین میں ہے کہ شیخ ابوسلیمان دارانی نے فرمایا کہ جب خدا تعالیٰ سے دعا مانگی جائے تو درود شریف سے ابتداء کرنی چاہئے پھر اللہ سے اپنی حاجات بیان کرنے کے بعد آخر یہ درود شریف دوبارہ پڑھنا چاہئے امید واثق ہے کہ اللہ ایسی دعا کو ضرور قبول فرماتے ہیں۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ درود شریف تو وہ قبول کرلے اور ان کے درمیان والی دعا قبول نہ کرے۔

**تعداد تعین دعا:**

حرزِ یمانی کے موئلف مولوی محمد مسعود ملتانی اویسی جو فضائل و بلاغت میں یگانہ روزگار تھے، نے فرمایا کہ اس دعا کے پڑھنے کی تعداد معین نہیں ہے نہ مجھے اس کے بارے معلوم ہوسکا ہے۔ اس سلسلہ میں بعض بزرگان و اکابر اویسیہ سے بھی دریافت کیا گیا مگر کوئی متعین جواب نہیں لا سکا۔ البتہ ایک حکایت سنی ہے کہ بزرگانِ اویسیہ میں سے ایک شخص بہت مفلس اور قلّاش ہوگئے تھے۔ انہوں نے اس دعا کو چالیس دن اس طرح پڑھا کہ پہلے دن ایک دفعہ دوسرے دن دو دفعہ تیسرے دن تین دفعہ علیٰ ھذا القیاس اسی طرح چالیسویں دن چالیس مرتبہ پڑھا اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرما کر اس بزرگ پر غربت و مفلسی ختم کردی۔ اور وہ دولت مند ہوگئے ان کی تمام پریشانیاں جاتی رہیں اور وہ کلمات یہ ہیں۔

بِکَ اَستَغِیثُ فَاغِثنِی وَعَلَیکَ تَوَکَّلتُ فَاکفِنِی یاکَافِی اَکفِنی المُھِمَّاتِ مِنْ اَمرِ الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ یارَحمٰنَ الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ وَرَحِیمَھُمَا۔

قبولیت دعا کیلئے یہ کلمات بہت شافی ہیں دنیاوی امور ہوں شدائد حالات ہوں یا دینی امور ہوں جب اس کلمہ پر پہنچے تو ان کلمات کو سجدہ میں حضور دل کے ساتھ تین بار تکرار کرے اللہ کے فضل و کرم سے اس کے سب کام ہوجائیں گے۔ چونکہ یہ

Marfat.com

دعا کافی طویل اور مشہور ہے لہٰذا اِس مختصر تحریر میں اسے درج نہیں کیا جا سکتا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ دعائے مغنی دو حصوں میں ہے ایک حصہ یہی جو فارسی تحریر میں موجود نہیں اور دوسرا اس سے لمبا ہے اور اس کے کلمات کثیر ہونے کے ساتھ ساتھ طویل بھی ہیں۔

**ایک اور دعا:**

جملہ دعاؤں میں سے ایک اور افضل التابعین حضرت خواجہ اویس قرنی سے منسوب ہے وہ یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفرِ فِی النَّزْعِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْفَقْرِ فِی الشَّیْبِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعِلَّۃِ فِی الْغُربَۃِ.

اس دعا کی سند یہ ہے کہ جو کوئی ہر نماز کے بعد پانچ پانچ دفعہ اسے پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاپے میں تنگدستی سے اور سفر کے دوران بیماری سے محفوظ رکھے گا اور یہ تینوں آزمائشیں بدترین ہیں اور تیسری یہ کہ نزع کے وقت اللہ تعالیٰ آسانی فراہم کرتے ہیں۔ ایک مزید دعا ایک ورق پر لکھی ہوئی ملی تھی۔ وہ یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ قَلْبِیْ مَرِیْض" فَصَحِحْہُ وفَاسِد" فَاَصْلِحْہُ وَمَظْلِم" فَنَوِّرْہُ وَعَمٰی فَبَصِّرْہُ وَدَنَس" فَطَھِّرْہُ وَخَرَاب" فَعَمِّرْہُ اَللّٰھُمَّ اَنَّا نَسْئَلُکَ الاِیْمَانَ الکَامِلَ بِکَ وَنَسْئَلُکَ الْعِصْمَۃَ عَنِ الْبَلَاءِ وصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ و آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن.

**فوائدِ دعا:**

اس دعا کے ویسے ہی پڑھتے رہنے سے دل کی صفائی اور نورِ باطن میں اضافہ ہوتا ہے اور تجلیات کا نزول ہوتا ہے۔ طبیعت میں سکون اور اطمینانِ قلب نصیب ہوتا ہے۔

**مخصوص نماز:**

مفتاح الجنان کے باب ششم میں ماہِ رجب کے فضائل بیان کرتے ہوئے

Marfat.com

یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ یہ نماز تیسری چوتھی اور پانچویں رجب کو پڑھی جائے اس کے بعد تیرھویں، چودھویں، پندرھویں تاریخ کو بھی پڑھی جائے ایک روایت کے مطابق اگر پہلے اور دوسرے عشرے میں یہ نماز ادا نہ کی گئی ہو تو پھر تیسویں، چوبیسویں، پچیسویں رجب کو پڑھی جائے۔ یہ نماز بارہ رکعت پر مشتمل ہے یعنی چار چار رکعت کر کے ادا کرے۔ چاشت کے وقت غسل کر کے چار رکعت ادا کرے قرأت میں جو مرضی پڑھے اور نماز کے بعد ستر بار یہ دعا پڑھے۔

لا اِلٰہَ اِلّا اللّٰہ الملک الحق المبینُ لَیسَ کَمِثْلِہ شیٔ'' وھُو السَّمِیع البَصِیْر.

اس کے بعد چار رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور اِذَا جَاء نصر اللّٰہ ایک بار پڑھے سلام کے بعد مندرجہ ذیل دعا ستر بار پڑھے۔

قَوِیّ'' مُعِیْن'' وَاَھْدیٰ دلیل'' وَاِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ.

پھر چار رکعت مزید پڑھے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد تین بار سورۃ اخلاص پڑھے بعد سلام کے سورہ الم نشرح ستر بار پڑھے ہاتھ سینے پر باندھ کر اپنی حاجت بیان کر کے اللہ رب العزت سے عجز وانکسار کے ساتھ دعا کرے۔ جن تین دنوں میں یہ نماز پڑھے ہر روز صبح غسل کرے اور کسی سے گفتگو نہ کرے جب تک غسل اور نماز سے فارغ نہ ہوں بالکل بات نہ کرے واضح ہو کہ اس نماز کی فضیلت بہت زیادہ بیان کی گئی ہے۔

مدرسہ مغربی میں معین الدین نامی ایک عالم تھے جو ہر بات کا جواب نہایت علمی استدلال کے ساتھ دیتے۔ تقریر اور مباحثوں میں بھی وہ یکتا تھا۔ ان سے لوگوں نے علم کے بارے دریافت کیا کہ ایسا علم کہاں سے حاصل کیا۔ وہ کہنے لگے کہ میں بے علم اوران پڑھ تھا۔ نہ کسی کی شاگردی کی نہ خود کہیں پڑھا۔ جب بڑا ہوا تو میں نے

Marfat.com

خواجہ اویس قرنی کی مذکورہ نماز پڑھی اور دعا کی یا اللہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں میں علم حاصل نہیں کر سکا تو اپنے فضل و کرم سے مجھے علم عطا کر اور دانشمند بنا دے اللہ نے اس نماز کی برکت سے مجھ پر علم کے دروازے کھول دیئے۔ اب جو مسئلہ بھی درپیش ہوتا ہے اس کا میں مُسکتِ اور مدلل جواب دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی تمام مسلمانوں کی مراد پوری فرمائے۔ آمین۔

☆......☆......☆

Marfat.com

## سخن لطیف ۲۳:

خرقہ کے بارے جو روایت مشہور ہوئی ہے ملا علی قاری کہتے ہیں کہ صوفیائے کرام کا خرقہ پہننا اور حضرت حسن بصری کا حضرت علی المرتضیٰؓ کے ہاتھ سے پہننا اس پر محدثین نے اتفاق کیا ہے۔ بعض مشائخ سے یہ بھی بات منسوب ہوئی ہے کہ حسن بصریؒ حضرت علیؓ سے خرقہ لے کر پہننا غلط روایت ہے باجود اس کے کہ حضرت حسن بصری نے حضرت علیؓ سے کوئی بات نہیں سنی اور نہ روایت کی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ خرقہ حضورﷺ نے پہنایا۔ جیسا کہ صوفیاء کرام کے درمیان رائج تھا۔ انہوں نے کسی بھی صحابیؓ سے نہیں سنا اور نہ آگے صحابہ نے کسی کو حکم دیا ہے جہاں بھی روایت آئی ہے صریحاً غلط ہے۔ ہاں محدثین متقدمین اور متاخرین اس کا ذکر خفیہ کرتے تھے اور اپنے گروہ کے لوگوں کو پہناتے تھے۔ وہ بھی بزرگوں کے طریقے پر بطور تبرک ان لوگوں کو پہناتے تھے۔ کیونکہ صوفیاء کا خرقہ پہننا کمیل بن زیاد جو کہ حضرت علیؓ کے فیض یافتہ تھے کے بارے روایات میں وارد ہے اور اسی طرح مصافحے کا طریقہ جو کہ حضرت محمد مصطفیٰﷺ کی طرف منسوب ہے ثابت نہیں ہے ملا علی قاری معدن العدنی میں کہتے ہیں کہ یہ روایات ثابت نہیں ہیں۔ اسی طرح حضرت حسن بصری اور حضرت علی المرتضیٰؓ کے درمیان بھی ایسا کوئی رابطہ ثابت نہیں اگرچہ وہ دونوں ہم عصر نہیں۔ اور یہی اجماع ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ اور مصافحہ کا مخصوص طریقہ بھی تسلسل کی وجہ سے رواج پا گیا تھا جبکہ اس کی اصل کوئی نہیں۔ کیونکہ یہ مخصوص طریقہ عام لوگوں کیلئے نہیں تھا یہ صرف متصل نسبت کا اظہار تھا۔ لہٰذا تجھے چاہئے کہ حضرت محمد مصطفیٰﷺ کی پیروی کرے اور سنت پر عمل کرے اور قرآنِ مجید کے احکامات پر عمل پیرا ہو۔ اور اپنے اسلاف کے طریقے پر چلے۔ یا ان آئمہ کرام کے طریقے پر عمل کرے جنہوں نے دنیا کو ترک کر دیا اور جنہیں آخرت کی فکر تھی اسے سنوارنے کی رغبت رکھتے تھے اور اپنا

Marfat.com

رُخ منزلِ مقصود یعنی حق سبحانہٗ تعالیٰ کی طرف موڑ لیا تھا۔

قدوۃ المحققین شیخ عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ کتاب ورسائل ومکاتیب میں لکھتے ہیں کہ حضرتِ حسن بصریؒ کا حضرت علیؓ سے صحبت اختیار کرنا اور اُن سے تلقین، حاصل ذکر اور اکتسابِ فیض بعض متقدمین مشائخ طریقت کے درمیان متفق تھا اور کچھ متاخرین کے ہاں بھی یہ بات مشہور ہے۔ لیکن بعض علماء ومحدثین اِس قول کو نہیں مانتے کیونکہ یہ کسی کتاب میں درج نہیں ہے۔ خود نجم الدین جن کو کسی صحابی نے اجازت دی تھی اجازت ناموس کہتے ہیں کہ معروف کرخیؒ نے داوٗد طائی کی صحبت اختیار کی اور علم طریقت حاصل کیا اور حضرت داوٗد طائی نے حضرت حبیب عجمیؒ سے فیض حاصل کیا اور اُن کی صحبت میں بیٹھے اور حضرت حبیب عجمیؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے علم طریقت سیکھا اور ان کے پاس بیٹھے اور حضرت حسن بصریؒ نے حضراتِ صحابہ کرام سے علم معرفت حاصل کیا اور ان کے پاس رہے اور صحابہؓ سے یہ طریق معرفت صحت کے ساتھ ان تک پہنچا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حسن بصریؒ حضرت علی ابنِ ابی طالب کے فیض یافتہ تھے یہ روایت درست نہیں۔

شیخ جلال الدین سیوطی بعض رسائل میں حضرت حسن بصری اور حضرت علیؓ کے تعلق کے بارے قیاس دلیل اور نقل کے ذریعے ثابت کرتے ہیں کہ حضرت حسن بصری مدینہ میں مقیم تھے لہٰذا شک پیدا ہو گیا کہ حضرت علیؓ سے ہرگز نہیں ملے ہوں گے حالانکہ وہ ہر روز مسجدِ نبوی میں جاتے ہونگے۔ جامع الاصول میں ہے کہ حضرت حسن بصری کی ولادت مدینہ میں اس وقت ہوئی جب حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابھی دو سال باقی تھے اور حضرت علیؓ تو حضرت عثمان کی شہادت کے بعد بصرہ آ گئے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے ملاقات مدینہ میں ہونا اور بصرہ میں جا کر ان کی صحبت میں رہنا درست روایت نہیں ہے کیونکہ حضرت علیؓ کے دوبارہ بصرہ میں آنے تک وہ وادی قریٰ

Marfat.com

میں رہے اور بصرہ میں حضرت علیؓ سے ملاقات بعض روایتوں میں نقل ہوئی ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ جب حضرت علیؓ بصرہ میں آنے تو حضرت حسن بصری آپؓ سے ملے کچھ باتیں پوچھیں انہوں نے جواب دیا اور یہ جو حکایت ہے کہ حضرت حسنؓ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملاقات ہوئی خواہ کوئی بھی صورت ہوتی اس بات کا؟؟ ہے ملاقات اگر چہ قلیل وقت کیلیئے ہوئی لیکن تلقین واذکار کا حصول صحیح روایت کی عدم موجودگی کے باوجود بھی قابلِ یقین ہے اللہ تعالیٰ حقیقت حال کو بہتر جانتا ہے۔ (رسائل مکاتیب)

☆......☆......☆

Marfat.com

لطیف ۲۴:

# تحقیق وفات حضرت خواجہ اویس قرنیؓ

احادیث کے مختلف مجموعوں اور اقوالِ مشائخ پر مبنی کتابوں کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ نے جنگِ صفین میں شہادت پائی۔ بعض علماء نے وفات پانے کا قصہ کسی اور طریقے سے بھی بیان کیا ہے کہ حضرت خواجہ اویسؓ امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب کے دور خلافت میں دوبارہ تشریف لائے اور جنگ صفین میں شامل ہو کر شہید ہوئے۔ اس واقعہ کو ابن عساکر نے اور ملاّ علی قاری نے معدن العدنی میں اسی طرح بیان کیا ہے۔

لفظِ صِفّین کی تحقیق:

مراۃ الاسرار میں کہتے ہیں کہ صفین ایک صحرا کا نام ہے اور جامع المتفرقات میں قاموس کے حوالے سے بیان ہوا ہے کہ صفین سجین کی طرح کا ایک علاقہ ہے جو دریائے فرات کے کنارے پر رقہ کے نزدیک واقع ہے اس مقام پر ایک بڑا واقعہ حضرات امیر المومنین حضرت علیؓ ابن ابی طالب اور حضرت معاویہؓ کے درمیان ۳۷ھ میں ہوا۔ اسی طرح خیر جاری نام کی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ صفین ف اور ص کے نیچے زیر ہے اور ف پر شد پڑھی جائے تو اس کا تلفظ صِفّین ہے یہ ایک مشہور مقام کا نام ہے جو کہ فرات کے کنارے پر ہے۔ شرح صحیح مسلم میں بھی آیا ہے کہ حضرت خواجہ اویسؓ صفین میں شہید ہو گئے مراۃ الاسرار میں ہے کہ حضرت خواجہ نے حضرت علی المرتضیٰؓ کی بیعت کی جب حضرت علیؓ جنگ کیلئے نکلے ہوئے تھے جنگِ صفین میں حضرت معاویہؓ کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے اور یہ ۳۷ھ کا واقع ہے واللہ اعلم۔

Marfat.com

سلکِ سلوک میں اس طرح بیان ہوا ہے کہ جب حضرت خواجہ کا آخری وقت نزدیک آیا تو ایک غزوہ میں حضرت علیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ موافقت اختیار کی اور ایسی جگہ شہادت پائی۔ عَاشَ وَحِیدًا ومَاتَ شَھِیدًا ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیہِ مَنْ یَّشَاءُ واللّٰہُ ذُوفَضْلِ الْعَظِیمْ۔

حضرت علی سے ملاقات:

اور تذکرۃ الاولیاء میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت خواجہ اویسؓ قرنی اپنی آخری عمر میں حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے ملے اور اُن کی طرف داری میں جنگِ صفین میں شامل ہوئے اور شہید ہو گئے۔ عَاشَ وَحِیداً ومَاتَ شَھِیداً۔ یعنی تنہا زندگی گزاری اور شہادت کی موت پائی۔ اور مولانا سیّد محمد شیخانی قادری مدنی حیوٰۃ الذاکرین میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جنگِ صفین کے روز کسی نے ندا کی کہ اویسؓ قرنی نام کا کوئی شخص یہاں موجود ہے؟ تو حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کے شہید ہونے والے یاروں میں انہیں ڈھونڈا گیا تو وہ شہید ہو چکے تھے۔ واللہ اعلم۔ یہ روایت قاضی عبدالصمد نے ملفوظاتِ حضرت مخدوم نوح میں درج کی ہے۔

اسی طرح حضرت امام یافعیؒ نے روضۃ الریاحین کی ایک سو پنتالیس حکایات میں سے ایک حکایت میں اس کا تذکرہ کیا ہے مولانا حسین معین الدین نے فواتح شرح دیوان حضرت کرم اللہ وجہہ میں لکھا ہے کہ طبری نے کہا کہ غزوۃ ذوالحجہ ۳۷ھ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہ کا مقابلہ صفین میں ہوا اور حضرت خواجہ اویس قرنی مرادی نے دریائے فرات کے کنارے پر طبل جنگ کی آواز سنی۔ پوچھا کہ کیا واقعہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان جنگ ہے۔ اسی حال میں حضرت اویسؓ حضرت علی کرم اللہ وجہ کی حمایت میں جنگ میں شامل ہو گئے اور شہادت پائی۔ حضرت امام اعثم کوفی اپنی تاریخ میں ابوعبدالرحمٰن بن؟؟ کے

Marfat.com

حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ سید التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کی خدمت میں پیش ہوئے اور جنگِ صفین میں شہادت پائی۔ جب حضرت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے کوفہ میں لشکر جمع کیا اور اسے شام کی طرف حضرت معاویہؓ کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے روانہ ہوئے۔

ہرم بن حبان کی گواہی:

ہرم بن حبان کہتے ہیں کہ اسی وقت میں نے حضرت اویس کو دیکھا کہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے پیش ہوئے اور انہیں سلام پیش کیا تو حضرت علیؓ نے آپ کی آمد پر بہت مسرّت کا اظہار کیا اور مرحبا کہا۔ ان کے حال احوال دریافت فرمائے۔ حضرت خواجہ حضرت امیر المومنین کے بہت قریب تھے اور انہی کے ساتھ جنگ میں شامل ہونے کیلئے روانہ ہو گئے۔ جنگِ صفین میں حصہ لیا اور شہید ہو گئے۔

مجالس المومنین کا بیان:

اور مجالس المومنین میں حبیب السیّد سے نقل کیا گیا ہے کہ معتبر کتابوں میں سے ایک کتاب میں میں نے دیکھا ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ دریائے فرات کے کنارے پر بیٹھے وضو فرما رہے تھے کہ انہوں نے طبل کی آواز سنی۔ انہوں نے دریافت کیا کہ یہ کیسی آواز ہے؟ جواب دیا گیا کہ یہ شاہِ ولایت حضرت علی کرم کے لشکر کا طبل جنگ ہے جو معاویہؓ کے ساتھ جنگ کرنے جا رہے ہیں۔ حضرت خواجہ اویسؓ نے کہا کہ میرے نزدیک کوئی بھی عبادت حضرت امیر المومنین علیؓ کی متا          سے بڑھ کر نہیں ہے اسی وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی متا          میں اپنا زریں پوش کاندھے پر رکھا اور جنگ صفین میں شامل ہو کر شہید ہو گئے اور روضۂ رضوان کو روانہ ہو گئے۔

سید المحدثین نے تحفۃ الاخبار میں عبداللہ بن عباس سے نقل کیا ہے کہ جب

Marfat.com

ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ذی قار کے مقام پر ٹھہرے اور لشکر کوفہ حضرت علیؓ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ آج بیس لشکر تیار ہو جانے چاہئیں اور ہر لشکر میں ایک ہزار مرد شامل ہونے چاہئیں۔ یہ بات میرے دل میں موجود تھی حضرت ولایت مآب نے یہ بات اپنی فراست سے بھانپ لی۔ اور حکم دیا کہ اس صحرا میں دو نیزے گاڑ دیئے جائیں اور ہر وہ شخص جو امیر المومنین کے لشکر میں شامل ہونا چاہتا ہے وہ ان دو نیزوں کے درمیان سے گزرے۔ اور لوگوں سے فرمایا کہ بطور تحقیق و احتیاط بعد میں آنے والے تمام لوگ لواحقین میں شامل رہیں۔ جب مغرب کا وقت ہونے لگا تو آپ کے فرمان کے مطابق ایک شخص کم ہوا۔ لکھنے والوں نے تعجب کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا کہ جوان سب کے بعد آئے گا وہ ایک مردِ کامل ہوگا جو بعد میں آئے گا اور جس کے شامل ہونے سے تعداد پوری ہو جائے گی یکایک راستے پر بیٹھے پہرے دار نے ایک بوڑھے کو دیکھا کہ وہ بڑے تجس سے آ رہا تھا وہ پیادہ رو تھا اس کی پشت پر سامانِ سفر بندھا تھا گردن میں پانی کا کوزہ لٹک رہا تھا۔ ضعیف و ناتواں چہرہ زرد تھا اور راستے کے غبار سے اٹا ہوا تھا۔

## شعر

زادِ راہ عاشقاں در دست روئے زرد آہ!

راہ زمین گونہ است بسم اللہ کو دار دعزم راہ!

راہِ عشق کے مسافروں کے عجب رنگ ڈھنگ ہوتے ہیں۔ سامانِ سفر ہاتھوں میں لٹکا رکھا ہے چہرہ زرد ہے۔ سانس پھولی ہے اور ایک عزم جواں کے ساتھ بڑھے چلے جا رہے ہیں۔

لوگوں نے اس بوڑھے کو حضرت علیؓ کے سامنے پیش کیا۔ سنت کے مطابق سلام و دعا کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اُن سے اُن کے اور نام کے بارے

Marfat.com

پوچھا۔ انہوں نے کہا میں اویس قرنی ہوں۔ حضور ہاتھ بڑھایئے تا کہ میں آپ کی بیعت کروں۔ انہوں نے پوچھا کہ تم میری بیعت کس لئے کرنا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا خود کو آپ کی سپرداری میں دینا چاہتا ہوں تا کہ اپنا سر آپ کی چوکھٹ پر جھکا دوں۔ کیونکہ جب اس سر نے میرے بس میں رہنا ہی نہیں تو بہتر یہ ہے کہ میں اس کو آپ کے قدموں پر نچھاور کر دوں۔ پھر حضرت علیؓ اپنے لشکروں اور حامیوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ تو عبدالغنی بن سعید نے کہا کہ قرنی ''قاف'' پر زبر لگا کر بولا جانے والا ایک دوسرا اویس ہے اور جس کے بارے حضور نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے وہ کوئی اور ہیں۔ جو حضرت علیؓ کے پیش ہوئے اور جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ وہ بڑے معزز مسلمانوں میں سے تھے۔ حمزہ نے اصبع بن زید سے روایت کی کہ اویسؓ حضرت نبی کریم ﷺ پر ایمان لاتے تھے اور اپنی بوڑھی والدہ کی نگہداشت کی وجہ سے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے سے قاصر رہے تھے۔ اویسؓ اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کے سامنے پیش ہوئے۔ اصبغ بن زید نے کہا کہ جنگ صفین کے دن وہ حضرت علیؓ کے روبرو پیش ہوئے تو حضرت علیؓ نے کہا وہ کون ہے جو موت کے واسطے میرے ہاتھ پر بیعت کرے۔ نچہ ننانوے اشخاص نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی انہوں نے کہا ایک آدمی اور آئے گا تو پھر پورے ہونگے۔ وہ شخص ایسا ہوگا کہ چہرے پر چادر ہوگی سر منڈا ہوگا۔ نچہ جب اس شخص نے حضرت امیر کے ہاتھ پر موت کی شہادت کی بیعت کی تو لوگوں نے کہا یہی اویس قرنی ہیں۔ نچہ انہوں نے حضرت علیؓ کے ہمراہ جنگ میں حصہ لیا اور شہادت پائی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب آواز دینے والے نے آواز دی کہ اے بندگانِ خدا۔ سب نے صفیں باندھ لیں۔ حضرت اویسؓ نے اپنی تلوار کھینچ لی اور لڑنے لگے۔ ان کی پیٹھ پر سامان کا تھیلا بندھا تھا اور اس کو اتار پھینکا اور اے لوگو کہتے ہوئے چل پڑے

Marfat.com

جیسے ہی آگے بڑھے تو ان کے جگر پر ایک نیزہ لگا اور شہید ہو گئے گویا ابتدا سے آغاز جنگ سے ہی شہید ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یہ ذکر بھی ''دادالہٰی'' نامی ایک کتاب میں ہے۔ جس کے مصنف قائم قاضی ڈیرہ اسماعیل خاں کے رہنے والے تھے۔ پس ان تمام مذکورہ روایات سے یہی معلوم اور ثابت ہوتا ہے کہ حضرت اویسؓ جنگِ صفین میں حضرت علیؓ کی حمایت میں لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔ لیکن تجہیز و تکفین اور قبر کے بارے ابھی تک حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ **واللہ اعلم بالتحقیق وھُوَ الھادی الٰی سواءِ الطّریق.**

مولانا جلال الدین سیوطیؒ نے ''شرح صدور فی احوال الموتی والقبور'' کے باب در بقرار ارواح'' میں کہا ہے کہ ابن عساکر نے عطار خراسانی سے روایت کیا ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی سفر کے دوران پیٹ کے درد کی وجہ سے فوت ہوئے۔

ان کے سامان کے تھیلے سے جو دو لباس ملے۔ ان کا کپڑا دنیاوی کپڑا معلوم نہ ہوتا تھا اور روایت میں آیا ہے کہ وہ کپڑا لوگوں کا بُنا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ دو آدمی اُن کی قبر کھودنے کیلئے گئے انہوں نے واپس آ کر بتایا کہ قبر تو پہلے سے ہی کھدی ہوتی ہے وہ ایک پتھر کے تودہ کے ساتھ تیار تھی۔ گویا کہ ابھی ابھی تیار کر کے اٹھے ہیں۔ پھر انہوں نے کفن دیا اور دفن کر دیا۔ اور واپس آ گئے۔ پھر انہوں نے اس جگہ پر کوئی چیز نہیں دیکھی۔ امام احمد نے عبداللہ بن مسلمہ سے کتاب زُد میں ایک دوسرے طریقے سے بیان کیا ہے اور آخر پر کہا ہے کہ ہم سے بعض لوگوں نے کہا کہ ہم دوبارہ چلتے ہیں اور قبر پر کوئی نشانی رکھ دیتے ہیں۔ جب ہم گئے تو دیکھا کہ وہاں قبر نہ تھی۔ اور نہ کوئی نشان تھا۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی نے شواہد النبوۃ میں حرم بن حبان کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ اویسؓ آذربائیجان کی طرف چلے گئے اور وہیں وفات پائی ان کے

Marfat.com

ساتھیوں نے چاہا کہ ان کی قبر کھودی جائے۔ وہ ایک پتھر کے پاس پہنچے اور دیکھا کہ اس میں قبر کھدی ہوئی ہے۔ انہوں نے انہیں کفن دینا چاہا تو ان کے سامان سے کفن کا کپڑا مل گیا اس سے کفن تیار کیا اور دفن کر دیا اور اسی طرح کی روایت مشکوٰۃ اور سفینۃ الاولیاء میں کشف المحجوب اور تذکرۃ الاولیاء میں درج ہے کہ حضرت اویس قرنی حضرت امیر المومنین علیؓ کے ساتھ جنگ صفین میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ ان کی تاریخ وفات ۳ رجب ۲۲ ہجری درج ہے اور دوسری روایت میں ۳۷ھ درج ہے۔ امام عبداللہ یافعی نے روضۃ الریاحین میں دونوں قول لکھے ہیں۔

اور مولانا سید محمود بن محمد بن محمد بن علی شیخانی قادری مدنی نے کہا ہے کہ عبداللہ بن سلمہؓ نے روایت کیا ہے کہ ہم نے اس عہد خلافت عمر فاروق میں آذر بائیجان کا سفر کیا حضرت اویس قرنی ہمراہ تھے جب ہم واپس ہوئے تو اویس ہمارے سامنے بیمار ہوئے اور وفات پائی۔ اچانک ہم نے وہاں قبر تیار کی ہوئی دیکھی پانی ساتھ پڑا تھا کفن اور خوشبو بھی تھی ہم نے انہیں غسل دیا اور کفن پہنایا نماز جنازہ ادا کی اور اس قبر میں دفن کر دیا اور چل دیئے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے بعض لوگ واپس آئے کہ قبر پر کوئی نشان بنا دیں۔ جب وہ گئے تو انہوں نے نہ وہاں قبر دیکھی اور نہ قبر کا نشان دیکھا۔ یہ روایت قاضی عبدالصمد بھی حضرت مخدوم کے ملفوظات میں لائے ہیں۔ اور اسی طرح امام یافعیؒ نے روضۃ الریاحین میں ذکر کیا ہے فقیر سید محمود بن محمد بن علی قادری شیخانی نے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت اویسؓ کی قبر کی زیارت کی ہے اور میں نے سنا کہ حضرت اویسؓ قبر میں مجھ سے مخاطب تھے اور گفتگو فرما رہے تھے۔ اور ان کی آواز رعد کی طرح تھی جو میں نے سنی۔ میں قبر پر سورۃ یٰسین پڑھ رہا تھا۔

والسّلام علی المرسلین والحمد للّٰہِ رب العٰلمین فاطر السمٰوٰتِ وَالارض انت ولیّ فی الدنیا والاخرۃ توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین۔

Marfat.com

ان واقعات و روایات سے حضرت خواجہ اویس قرنی کی علوشان کا اندازہ لگا سکتے ہیں جو اللہ جل شانہٗ کے نزدیک ہے۔ جو لطف و کرم اللہ تعالیٰ نے ان پر فرمایا تھا اور آپ کے درجہ ولایت اور فضیلت میں شہادت کے درجہ کو ضم کر دیا وہ تابعین میں بھی کافی بلند مقام رکھتے تھے اور پھر شہادت بھی مل گئی۔

والله يختصّ برحمته من يشاء

جن لوگوں نے روایت کیا آپ نے جنگ صفین میں شہادت پائی تو ظاہر ہے کہ یہ شہادت کبریٰ ہے۔ اور جن لوگوں نے بیان کیا کہ آپ حالتِ سفر میں پیٹ کی بیماری کی وجہ سے فوت ہوئے۔ یہ بھی درجۂ شہادت ہے کیونکہ حالتِ سفر میں وفات شہادت ہی میں شمار ہوتی ہے۔ نیز (مبطون) پیٹ کا مریض بھی اگر وفات پا جائے تو شہیدوں میں مقام پائے گا۔ اور آخرت میں بھی شہداء کا ثواب پائے گا۔ یہ جاننا چاہئے کہ نبوت اور صدیقیت کے بعد کوئی درجہ شہادت کے درجہ کے برابر نہیں ہے۔ اور حضرت مولانا محمد اسماعیل نے شرح تعرف میں اسی طرح بیان کیا۔ اور شیخ عبدالحق نے مفتاح الجنان شرح فتوح الغیب میں بھی ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ حق سبحانہٗ جل شانہٗ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو سرتاج الانبیاء کی شان عطا کرنے کے باوجود مرتبۂ شہادت سے بھی سرفراز فرمایا۔ آپ کی شہادت کی وجہ زہر تھی جو ایک عورت نے گوشت میں آپ کے سامنے رکھا تھا۔ آپ نے ایک لقمہ تناول فرمایا تو گوشت بول پڑا۔ یا رسول اللہ مجھے مت کھایئے میں زہر آلود ہوں۔ نچہ اللہ نے اس زہر کو آپ کے پاؤں کی ایڑھی میں محفوظ رکھا وفات کے وقت اللہ تعالیٰ نے وہ زہر سارے جسم میں پھیلا دیا اس زہر کی وجہ سے آپ کی وفات ہوئی چونکہ زہر خوری سے فوت ہونے والا بھی شہید ہوتا ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ کی شہادت بھی آپ ﷺ کے درجہ نبوت میں شامل کر دی گئی۔ علاوہ ازیں کبار صحابہ کرام کو بھی اللہ نے

Marfat.com

درجہ شہادت پر فائز کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس زہریلے سانپ کے زہر کے اثر سے فوت ہوئے جس نے غار ثور میں آپؓ کو کاٹا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ نماز پڑھتے ہوئے خنجر کے زخموں سے شہید ہوئے۔ حضرت عثمانؓ تلاوت قرآن مجید کے دوران شہید ہوئے اور حضرت علیؓ بھی خنجر سے زخمی ہوئے اور شہید ہو گئے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشے حضرت علی المرتضیٰؓ کے نورِ چشم اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی آنکھوں کی ٹھنڈک حضراتِ حسنین کریمین بھی درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

انیس الواعظین میں درج ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت اور صحابیت کے بعد سب سے افضل درجہ شہادت کا رکھا ہے۔ اور مخلوقِ خدا میں سے انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل حضرات صحابہ کرام ہیں۔ اس طرح جو جس چیز کا مستحق ہوتا ہے اسے مل جاتی ہے۔ یہاں پر امت کے ان صالحین اور سعادت مند روحوں کیلئے خراجِ تحسین ہے جنہوں نے صدق و اخلاص کے ساتھ انبیاء کرام کی پیروی کی۔ صحابہ کرام تابعین عظام اور اللہ کے ولیوں سے محبت اور عشق کا رشتہ استوار کیا اور اُن کے اختیار کردہ طریقوں پر چلے۔ صدق و محبت اور متا کو ہاتھ سے نہ جانے دیا اور اسی وجہ سے بلند مقامات حاصل کئے۔ المرءُ مَعَ من اَحبّ. یعنی جس شخص نے جس کے ساتھ محبت کی اسی کے ساتھ ہے۔ و اَنتَ مع مَن احببتَ یعنی تو جس کو چاہتا ہے اسی کے ساتھ ہی ہوگا۔ یہ دونوں احادیث مشکوٰۃ اور شرح مشکوٰۃ میں درج ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب آئے گی؟ آپ نے پوچھا کہ قیامت کیلئے کیا تیاری کی ہے کوئی عمل صالح ایسا کیا ہے کہ تو قیامت کے بارے دریافت کرتا ہے اس شخص نے کہا نہیں یا رسول اللہ میں نے قیامت کیلئے ایسا کچھ نہیں کیا مگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنتَ مَعَ مَن اَحْبَبتَ تو جس کو چاہتا ہے اور

Marfat.com

محبت رکھتا ہے اسی کے ساتھ ہوگا۔ اگر تو خدا سے دوستی رکھتا ہے تو وہ تمہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے گا۔ اگر تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طلب رکھتا ہے تو تمہیں آنحضرت کی قربت حاصل ہوگی۔ اور ان کی عنایت سے بہرہ ور ہوگا۔ اگر چہ ان کا مقام بہت بلند ہے کہ کوئی بھی وہاں تک رسائی نہیں پا سکتا لیکن ان کی محبت کا نور اور تابعداری کا عشق ان سے محبت کرنے والوں پر چمکے گا اور وہ ان کی قربت سے مشرف ہوں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اتنا آسودہ اور خوشی کی کیفیت میں مسلمانوں کو کبھی نہیں دیکھا جب وہ اسلام لانے کے وقت خوش تھے جب حضور ﷺ نے کہا۔ شرح مشکوٰۃ میں عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کے نزدک آیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ اُس شخص کے بارے کیا کہتے ہیں جو ایسی قوم سے محبت رکھتا ہے جس کو اس نے دیکھا نہیں اور نہ وہ ان تک پہنچا ہے اور نہ ہی ان کے ساتھ مجلس میں بیٹھا ہے اور نہ اُس نے وہ کام کیا جو وہ رکتے ہیں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ المرمَعَ مَن اَحبَّ. جو جس کو دوست رکھتا ہے اسی کے ساتھ ہوگا۔ یعنی معیار صرف دوستی ہے اگر چہ ان جیسے اعمال نہ کئے ہوں ان کے پاس نہ بیٹھا ہو نہ انہیں ملا ہو اگر چہ صحبتِ کامل کی شرط یہ ہے کہ وہ ان کی متا کرے اور ان کے ساتھ ہوگا شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ جو کوئی اہل دولت کے پیچھے پیچھے چلے اور اس کی پیروی کرے تو ایک دن وہ شخص اسی صاحب دولت کا مقام حاصل کر لیتا ہے ایسا ہی شیخ عبدالحق نے رسائل و مکاتیب میں درج فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ انی اَسئَلُکَ حُبَّکَ وحَبَّ مَن یُحِبُّکَ وَعَمَلَ یُقرِّبُنِی اِلَیکَ بِحُرمَۃِ حَبِیبِکَ مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ واصحابہ علیہ وعلیھم مِن الصلوٰۃ اَفضلھا ومِنا التحیاۃِ اَکملھا.

☆.....☆.....☆

Marfat.com

سخنِ لطیف ۲۵:

# حضرت خواجہ کے مزارات کی تحقیق

سابقہ روایات سے اس قدر معلوم ہو سکا۔ کہ حضرت اویس قرنی کی وفات یا شہادت جو جنگِ صفین میں ہوئی یا بیماری سے ہوئی۔ کسی نے آذر بائیجان کے راستے میں مسافرت کے دوران بیمار ہو کر فوت ہونے کی روایت بیان کی اور ان کی قبر اور آثار قبر کے مٹ جانے کو روایت کیا۔ جو کچھ کتابوں میں درج ہوا یا مشائخ کی زبانی معلوم ہوا وہ اسی طرح ہے جو بیان کر دیا گیا ہے اللہ بہتر جانتا ہے لیکن جنگ صفین اور آذر بائیجان کے علاوہ بھی متعدد مقامات پر آپ کی قبور کی موجودگی مشہور ہے۔ لیکن ایسی کوئی وجہ یا سبب جس سے دل کو تشفی ہو جائے معلوم نہیں ہو سکی اور نہ ظاہر ہوئی یہ بات بڑی عجیب ہے کہ جہاں بھی آپ کی قبر دریافت ہوئی یا مشہور ہوئی وہیں آپ کی والدہ محترمہ کی قبر بھی ساتھ ہے اور ہر مزار جس مقام پر معلوم ہوا وہاں بے شمار کرامات کا ظہور ہوا ہے۔ ایک مزار نواحِ سندھ میں ٹھٹھہ کے مقام پر ہے۔ جہاں بہت سے درویش اور حاجت مند جاتے ہیں اور زیارت کرتے ہیں چلّے میں بیٹھتے ہیں اور حضرت خواجہ اویس قرنیؓ سے روحانی فیوضات حاصل کرتے ہیں اور ان کی حاجات پوری ہوتی ہیں۔ سلطان العارفین برہان الواصلین بندگی حضرت سلطان فتح محمد چیلہ ان کے مزار پر گئے وہاں دو چلے کاٹے۔ قطرے سے دریا بن گئے اور ان کے فیض سے ذرّہ سے آفتاب بن گئے جو بھی مرتبہ پایا اس جگہ سے پایا۔ اگر ان کے فضائل و مناقب بیان کئے جائیں تو اس کیلئے ایک علیحدہ کتاب درکار ہو گی مگر ایسی مختصر کتاب میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ **افاض اللہ علینا برکاتہٗ واوصل الینا فتوحاتہٗ**

اور ایک مزار ان کا بندر زبید میں ہے اور بہت سے حاجی اس مزار کی

Marfat.com

زیارت کرنے کیلئے آتے ہیں۔ سنا گیا ہے کہ ایک مزار ان کا بغداد شریف میں ہے اور ایک مزار غزنی میں ہے اور تین مزار آپ کے مزید ہیں یہ سب ملا کر سات مزار ہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔

متعدد مزارات کا قصہ نہ تو حدیث کی کسی کتاب میں ہے نہ مشائخ کے اقوال سے ثابت ہے لیکن مشہور اسی طرح ہیں کہ حضرت اویسؓ قرنی وفات کے وقت ایک جگہ بیٹھے تھے اور چھ درویش بھی ان کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضرت خواجہ وارداتِ روحانی سے مغلوب الحال ہو گئے اس حالت میں آپ کے اندر اتنا جوش پیدا ہوا کہ اسی حالتِ سرمستی اور سکر میں ان درویشوں کی طرف نظر کی وہ ایسی کارگر ہوئی کہ درویشوں کی کیفیت اور احوال بدل گیا اور ان کی ہیئت اور شکل حضرت خواجہ کی شکل وصورت میں تبدیل ہوگئی بعد میں کسی شخص نے ان کو نہیں پہچانا کہ اصلی اویسؓ قرنی کون ہیں جب تمام درویش وہاں سے رخصت ہو کر ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور جو جس طرف بھی گیا کوئی پہچان نہ سکا کہ حضرت خواجہ کون ہیں۔ جس کسی نے انہیں دیکھا انہوں نے خیال کیا کہ حضرت خواجہ یہی ہیں اور جو فوت ہو کر دفن ہوتے لوگ یہی خیال کرتے کہ یہ قبر حضرت خواجہ اویس قرنی کی ہے اور حقیقت حال کا علم اللہ عالم الغیب جانتا ہے کہ حضرت اویس کہاں تھے کہاں گئے اور اُن کی قبر کونسی ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے البتہ حضرت سلطان الاولیاء حضرت فتح محمد کے ایک مرید نے ان کی زبان سے سنے ہوئے چند فوائد لکھے ہیں ان میں سے نقل کر کے یہاں لکھ رہے ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ حضرت خواجہ اویس قرنیؓ کا خاص مزار یمن میں واقع ہے اور اس کے علاوہ چھ مقامات پر بھی ان کی خانقاہیں ہیں۔ اور بندگی حضرت جمال اللہ معشوق جلال الدین کھگہ نے اس خاص مزار پر چلّہ کاٹا۔ چالیس چلّے کاٹے تھے۔ اور ان چالیس چلّوں کے دوران صرف چالیس لونگوں سے روزہ

Marfat.com

افطار کیا۔ اور ایک لونگ سے افطار بھی محض سنت کی ادائیگی کی خاطر تھا ورنہ اس ایک لونگ کی بھی حاجت محسوس نہیں ہوتی۔ اور یہ بھی آنحضرت سے منقول ہے کہ وہ پتھر جس سے حضرت خواجہ نے اپنے دانت توڑ دیئے تھے ابھی تک اسی روضہ کے ایک دریچہ میں پڑا ہے۔ اور خدا بہتر جانتا ہے۔

اس قدر بزرگی اور عظمت کا کمال حضرت خواجہ کو حاصل ہوا کہ زندگی بھر پوشیدہ رہے اور فوت ہونے کے بعد بھی پنہاں رہے وہ روزِ محشر بھی لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہیں گے اور بہشت میں بھی ان کا مقام خفیہ رکھا گیا ہے۔ صدق قول اللہ تعالیٰ۔ اولیائی تحت قبائی لا یعرفتهم غیری. اللہ نے فرمایا میرے دوست میری قبا میں ہیں اور انہیں میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔ وہ اللہ کے اس قدر قریب ہیں اور اللہ انہیں اس قدر عزیز رکھتا ہے کہ انہیں دوسروں کو دکھانا گوارا نہیں کرتا۔ کوئی نبی کوئی رسول کوئی مقرب فرشتہ عارفوں کے اسرار تک رسائی نہیں رکھتا کیونکہ عارفوں کے سرار اور احوال واطوار ان کے قیاس اور عقل وفکر سے باہر ہیں۔ ایک خلقت ان کی حقیقت سے تحیر زدہ ہے اور ایک دنیا ان کی کیفیات کی کھوج میں سرگرداں وحیراں ہے اہل عقل و دانش اس معاملہ میں خود کو عاجز اور اہلِ نظر خود کو مجبور پاتے ہیں ان کی عقل و فکر اس میدان میں معذور ہے ان کی فطانتِ زبان اس کو بیان نہیں کر سکتی۔

## شعر

لب بند و دم مزن ایں جائے گفت و گوئی نیست
جائے حیرانی است حیراں باش و دم مزن

ترجمہ: ہونٹوں کو بند کر لے سانس کو روک لے یہ تیری گفتگو کا مقام نہیں ہے۔ یہ محض حیران ہونے کا مقام ہے حیرت میں ڈوب جا اور سانس روک لے۔

جاننا چاہئے کہ بہت سی جگہوں پر متعدد مزارات کا ہونا حضرت خواجہ کی بہت

Marfat.com

سی کرامات میں سے ایک کرامت کا ظہور ہے اور اس طرح کے عجیب وغریب اسرار و رموز اولیائے کرام سے بکثرت وقوع پذیر ہوئے ہیں عارفِ ربانی مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ السامی نفحات الانس میں فرماتے ہیں کہ کرامات کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ جب موجود چیز معدوم ہو جاتی ہے اور معدوم موجود ہو جاتا ہے۔ ظاہر چھپ جاتا ہے اور چھپا ہوا عیاں ہو جاتا ہے اور دعا کی فوراً قبولیت اور دور کا فاصلہ قلیل وقت میں طے کر جانا۔ امور غیبیہ کی اطلاع پالینا اور ایک ہی وقت میں مختلف مقامات پر حاضر و موجود ہونا۔ مردوں کو زندہ کر دینا جانوروں سے ہمکلام ہونا اور نباتات و جمادات سے اللہ کی تسبیح سننا۔ اور ضرورت کے وقت کھانے پینے کی چیزوں کا ظاہر ہو جانا۔ پانی پر چلنا ہوا میں پرواز کرنا وحشی جانوروں کو تسخیر کر لینا اور درختوں کو جڑوں سمیت اکھاڑ پھینکنا۔ سماع کے دوران دیوار پر ہاتھ مار کر اسے توڑ کر رکھ دینا۔ اکثر اولیائے کرام نے انگلی کے اشارے سے کسی شخص کو گرا دیا اور اشارے سے اس کی گردن پر پاؤں رکھ دیا نچہ جس شخص کی طرف اشارہ کیا گیا وہ پاؤں سے کچلا گیا۔ نچہ جب اللہ تعالیٰ اپنے مقرب دوستوں کے ذریعے اپنی قدرتوں کا اظہار کرتا ہے تو اللہ کے دوست، اولیائے کرام کائنات میں ہر قسم کا تصرف کرتے ہیں اور درحقیقت اس میں اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت شامل ہوتی ہے اور وہ خود درمیان میں نہیں ہوتا اور اس کا راز یہ ہے کہ جب بندہ عبادات و ریاضت ظاہری و باطنی میں پختہ ہو جاتا ہے اور تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن ہو جاتا ہے اور تہذیب و اخلاق کے زیور سے آراستہ ہو جاتا ہے اور اپنی تمام بشری احتیاجات اللہ کی ذات میں مستغرق کر دیتا ہے تاکہ ماسوا اللہ کی طرف اس کی نظر نہ رہے تو پھر اللہ اس کے ہر کام میں خود موجود ہوتا ہے اور اسی کے حکم سے اولیائے کرام عالم میں تصرف کرتے ہیں۔

نچہ وہ اخلاق الٰہی سے مزین ہو جاتے ہیں اور صفات الٰہی سے متصف ہو

Marfat.com

جاتے ہیں اور اخلاق کی قوۃ اور تصرف کی قدرت حاصل کر لیتے ہیں وہ تجلیات اسماء الٰہی کا مظہر بن جاتا ہے اور اس دنیا میں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور تمام صفات و اسماء الٰہی کے ذریعے وہ اللہ کی مانند ہی تصرف کرتا ہے اور اسی طرح تحقیق کی ہے زبدۃ المحققین شیخ عبدالحق قدس سرہٗ نے شرح اسماء الحسنٰی میں کہ حضرت غوث اعظمؒ نے فتوح الغیب میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں میں فرمایا ہے کہ اے فرزند آدم میں وہ خدا ہوں کہ میرے سوا کوئی بھی معبود نہیں میں جس چیز کو کہتا ہوں ہو جا وہ ہو جاتی ہے پس میری فرماں برداری کر میں تجھے بھی اس صفت سے موصوف کر دونگا کہ تو جس چیز کو کہے ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔ نچہ حق تعالیٰ نے بہت سے نبیوں ولیوں اور اپنے خاص دوستوں کو ایسی ہی صفات عالیہ جوہر عطا کئے ہیں۔ صلوٰۃ و تسلیماتہٗ تعالیٰ علی نبینا محمد و آلہٖ و اصحابہ و علی جمیع الانبیا و المرسلین و علی الملائکہ و المقربین و علیٰ عباد اللہ الصالحین اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

## خاتمہ کتاب

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ نے ان ابیات سے اس کتاب کو تمام کیا ہے کہ اس کتاب کو لکھنے والا بہت قصوروار اور گنہ گار ہے اور ان ابیات کو تبرک کے طور پر لکھ رہا ہے۔

### نظم

1۔ حبّذا قومے کہ دیدِ حق بود دیدارشاں محو باشد در شہود سرِ غیب اسرارشاں

لائقِ تحسین ایسی قوم جس کا دیدار کرنا حق تعالیٰ کا دیدار کے مترادف ہے جن کے اسرار غیبی شہود کے لباس میں چھپ جاتے ہیں۔

2۔ ایسے تمام لوگوں نے اپنی زندگی کو فنا سے ہمکنار کر دیا اور کہفِ فنا میں سو گئے مگر

Marfat.com

سونے والے انہیں بیدار خیال کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار حمد وثنا اور سپاس شکر کہ اس نے مجھے یہ رسالہ مکمل کرنے کی توفیق بخشی درحقیقت اس کی تکمیل اس وقت ہوگی جب یہ درجۂ قبولیت کو پہنچے گی۔ مطالعہ کرنے والے قارئین سے امید کی جاسکتی ہے کہ جب وہ اس کا مطالعہ کریں اور لطائفِ نفیسہ سے انہیں روحانی سرور حاصل ہوتو اس وقت اس گنہ گار کو یاد رکھیں اور جب وہ تہجد کے اوقات میں ذوق وشوق سے معمور ہوں تو اپنے لمحاتِ حضوری میں اس کو بھی اپنی دعاؤں سے محروم نہ رکھیں اللہ جل شانہٗ اس تالیف کو درجۂ قبولیت پر فائز کرے اور اس کی برکت سے مولف کے اوقاتِ پریشان سہل ہوجائیں اور اِس وسیلے سے بارگاہِ حق میں قربت ومحبت حاصل ہو۔ اور بندہ اس طریقِ اویسیہ کو پالے اور سارے مقبولانِ بارگاہ قدس میں یہ بھی شامل ہوجائے۔ **واِنہ تعالیٰ مایشاء قدیر'' واِجابتہ لِلدُّعا جدیر''۔**

شیخ الطریقت شیخ فرید الدین عطار قدس سرہٗ تذکرہ کے دیباچہ میں فرماتے ہیں کہ امام یوسف ہمدانی سے لوگوں نے پوچھا کہ جب زمانہ گزر جائے گا اور یہ گروہِ اولیاء دنیا سے رخصت ہوجائے گا ہم لوگ اپنی سلامتی کیلئے کیا کریں گے انہوں نے کہا کہ ہر روز ان بزرگان کے اقوال کے آٹھ کلمات پڑھا کرو اور یہی الفاظ شیخ شرف الدین یحییٰ منیری اپنے مکتوبات میں لاتے ہیں اور مولانا سید محمود قادری حیات الذاکرین میں فرماتے ہیں کہ جو شخص ان لوگوں کی کتابوں کا اعتقاداً مطالعہ کرے گا اور سنے گا اور ان کی محفل میں بیٹھے گا تو وہ سلسلہ عالیہ اویسیہ کے انہیں بزرگان میں سے ہوجائے گا۔

نچہ تمام مبتدیوں سالکوں اور طالبوں کیلئے لازمی ہے کہ ان لطائف کو دوست رکھیں اور روزانہ زیادہ نہ سہی کم ازکم ایک دو ذوق اعتقاد کے حوالے اور خلوص و محبت سے اس کا ورد کریں اور حضرت خواجہ اویس قرنیؓ کی اتباع میں شدائد کو تحمل سے

Marfat.com

برداشت کریں لذّاتِ دنیاوی اور دیگر راحتوں سے اجتناب کریں دنیااور اہلِ دنیا سے گریز کریں تاکہ ان کا دل ریاضت ومجاہدہ کیلئے تیار ہواور راہ سلوک وطریقت کی رغبت پیدا ہواور جتنی قوت واستعداد ان کے اندر ہے اس کو کام میں لاکر اعمال میں پختگی حاصل کرے۔محبت کا تعلق مضبوط ہواور دنیاداری کی وجہ سے جو کمزوریاں واقع ہوگئی ہیں ان کا ازالہ ہوسکے۔اور اگر المرء مع من احبّ. میں یگانگت حاصل ہو جائے اور قرب مل جائے تو دلی مرادیں برآئیں گی۔

فھو المطلوب وال اعلیٰ.

☆......☆......☆

Marfat.com

# مولف رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کی تالیف میں جن کتابوں سے استفادہ کا ذکر کیا

| نمبر شمار | نام کتاب | مصنف/مؤلف |
|---|---|---|
| 1 | مرقاۃ شرح مشکوٰۃ | ملا علی قاریؒ |
| 2 | معدن العدنی | علی بن سلطان قاری |
| 3 | نور المریدین شرح تعرف | اسماعیل بن احمد |
| 4 | بحر الرموز | جلال الدین بن محمود |
| 5 | عجائب البلدان | |
| 6 | احیائے العلوم | امام محمد الغزالیؒ |
| 7 | حیات الذاکرین | محمود بن محمد بن علی الشیخانی |
| 8 | شرح مشکوٰۃ | شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ |
| 9 | کیمیائے سعادت | حضرت امام غزالیؒ |
| 10 | مکتوبات | شیخ شرف الدین |
| 11 | غنیۃ الطالبین | حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ |
| 12 | تذکرۃ الاولیاء | حضرت شیخ فرید الدین عطار |
| 13 | روضۃ الریاحین | حضرت امام یافعیؒ |

Marfat.com

| | | |
|---|---|---|
| 14 | کشف المحجوب | حضرت سید علی ہجویریؒ |
| 15 | بحر السعادت | |
| 16 | نفحات الانس | حضرت مولانا جامیؒ |
| 17 | مجالس المومنین | |
| 18 | مصنف | ابن شیبہؒ |
| 19 | المستدرک | الحاکم نیشاپوریؒ |
| 20 | امتناع سماع | |
| 21 | حاشیہ "تعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف" | شیخ عبدالحق محدث دہلوی |
| 22 | ہدایۃ الاعمیٰ | سید نور بخشؒ |
| 23 | صحیفۃ الذھب | حضرت عیسیٰ بلوئی |
| 24 | نور احمدی | شیخ عبداللہ مطریؒ |
| 25 | لوائح الانوار فی طبقات الاخیار | ؟ |
| 26 | مکتوبات | شیخ یحییٰ منیریؒ |
| 27 | جواہر الاسرار | علی حمشہ بن علیؒ |
| 28 | تعرف لمذہب التصوف | ابوبکر بن اسحاق البخاری الکلابادیؒ |
| 29 | تمہیدات | عین القضاۃ ہمدانیؒ |
| 30 | مثنوی | سلطان ولدؒ |
| 31 | ترجمۃ المراتب الاربعۃ | شیخ محب اللہؒ |
| 32 | سلک السلوک | شیخ نخشبیؒ |
| 33 | داد الٰہی | داد ابن قائم قاضیؒ |

Marfat.com

| | | |
|---|---|---|
| 34 | رسالہ قدسیہ | خواجہ محمد پارساؒ |
| 35 | شجرۃ الاولیاء | سید محمد نور بخش |
| 36 | منبع الانوار | حیدر بن علی الآملیؒ |
| 37 | خلاصہ المفاخرۃ | بدرالدین جعفر بدخشیؒ |
| 38 | شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور | امام جلال الدین سیوطیؒ |
| 39 | شواہد النبوۃ | مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ |
| 40 | قوت الارواح | ؟ |
| 41 | منطق الطیر | شیخ فریدالدین عطارؒ |
| 42 | فواتح | حسین معین الدین میبذی |
| 43 | مشاغل جلالی | |
| 44 | سیر نامہ | مولانا عبدالحی |
| 45 | رشحات | حسین واعظ کاشفی |
| 46 | رسالہ ناطقہ | |
| 47 | دلیل الذاکرین | مخدوم موجؒ |
| 48 | اسرار الفاتحہ | ؟ |
| 49 | اصول الطریق | شیخ حمیدالدین ناگوریؒ |
| 50 | سراج الہدایت | حضرعت مخدوم جہانیاںؒ |
| 51 | ملفوظات حضرت مخدوموجؒ | قاضی عبیدالصمدؒ |
| 52 | رسالہ قدسیہ | خواجہ محمد پارساؒ |
| 53 | حسنات المومنین | داراشکوہ |

Marfat.com

| | | |
|---|---|---|
| 54 | اخلاق جہانگیری | |
| 55 | گلزار جلالی | شاہ جلال الدین محمد الجعفری |
| 56 | گلزار ابرار | حضرت محمد غوث شطاریؒ |
| 57 | ارشاد الطالبین | عبدالرحمان لاہور |
| 58 | رسالہ عشقیہ | |
| 59 | سیر نامہ | شیخ عبدالحق دہلویؒ |
| 60 | رسالہ شطاریہ | |
| 61 | فوائد المسلمین | مسعودی |
| 62 | کتاب قید | نجم الدین |
| 63 | کتاب الانساب | امام عبدالکریم سبحانی |
| 64 | محک الطالبین | |
| 65 | موارد الشرعۃ شرح شرعۃ الاسلام | |
| 66 | منہاج الدین | حضرت عبداللہ انصاری |
| 67 | مرج البحرین | شیخ عبدالحق محدث دہلوی |
| 68 | تحفۃ الابرار | مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ |
| 69 | رسائل ومکاتیب | شیخ عبدالحق محدث دہلوی |
| 70 | شرح لوائح | شیخ عماد الدین |
| 71 | عین العلم | |

☆......☆......☆

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com